حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سرکاری خطوط

ڈاکٹر خورشید احمد فارق
پروفیسر دہلی یونیورسٹی

ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سرکاری خطوط

ڈاکٹر خورشید احمد فارق
پروفیسر دہلی یونیورسٹی

ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور

عرض ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد

"حضرت فاروق اعظمؓ کے سرکاری خطوط" نئی کتابت کے بعد طباعت اور جلد سازی کے مراحل سے گزر کر اب آپ کے سامنے پیش خدمت ہے۔ فاضل مصنف ڈاکٹر خورشید احمد فاروق صاحب پروفیسر دہلی یونیورسٹی کی اسی سلسلہ کی دوسری دو کتابیں "حضرت ابو بکر صدیقؓ کے سرکاری خطوط" اور "حضرت عثمان غنیؓ کے سرکاری خطوط" اس سے قبل طبع ہو چکی ہیں۔ ان کتابوں کا مطالعہ کرنے والا بآسانی اندازہ کر سکتا ہے کہ ان خطوط کو جمع کرنے، تہذیب و ترتیب دینے اور ان کا پس منظر معلوم کرنے میں کتنی کاوش کی ضرورت ہے اور کس قدر وسیع دینی و تاریخی مطالعہ درکار ہے۔

فاضل مصنف کی کوشش یقیناً پہلی اور کامیاب کوشش کہلائے جانے کی مستحق ہے۔ جبکہ وہ لائق تحسین بھی ہیں۔ مگر ان کے انداز نگارش، خطوط کے پس منظر سمجھنے اور ان سے نتیجہ اخذ کرنے نیز تاریخی کڑیوں کو جوڑنے میں اہل علم و دانش حضرات مختلف علمی وجوہات کی بناء پر ان سے اختلاف کر سکتے ہیں۔ خصوصاً ان کا انداز نگارش مروجہ مؤدبانہ انداز نگارش سے مختلف ہونے کی بناء پر کئی جگہ بجا طور پر قابل اعتراض نظر آتا ہے۔

علاوہ ازیں ان خطوط کو پڑھتے وقت یہ حقیقت پیش نظر رہنی چاہیے کہ یہ خطوط اسلامی قوانین کی تدوین کے سلسلہ میں بہرحال وہ استنادی حیثیت نہیں رکھتے جو قرآن و سنت اور فقہ کے مستند ترین مآخذ کی ہے کیونکہ ان خطوط میں بہرحال تحقیق کی جرح اور کلام کی گنجائش ہے، جیسا کہ فاضل مصنف نے ان کتابوں کے دیباچہ میں واضح کر دیا ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ فاضل مصنف کی یہ تینوں کتابیں پڑھے لکھے حضرات کے لئے انمول تاریخی ذخیرہ اور گرانقدر تحفہ ثابت ہوں گی۔

"ناشرین"

فہرست مضامین

سیدنا
حضرت عمر فاروق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا حضرت عمر فاروق ؓ کی والدہ حنتمہ ایک معزز اور خوشحال گھرانے کی خاتون تھیں اور والد خطاب بھی خاندانی آدمی تھے لیکن ناسازگار حالات کے باعث دنیوی خوشحالی سے بہرہ ور نہ ہو سکے، عمر فاروق ؓ نے ہوش سنبھالا تو گھر میں عسرت کا ماحول تھا بچپن میں ان پر ایسا وقت بھی پڑا جب فاقہ کی نوبت آگئی۔ خلیفہ ہو کر کبھی اپنے بچپن کی سختی بھری زندگی کا موجودہ پرنعمت و پرعظمت زندگی سے مقابلہ کر کے حیرت کیا کرتے تھے۔ ایک موقع پر انہوں نے کہا: میری زندگی میں ایسا وقت بھی آیا ہے جب گھر تک کھانے کیلئے روٹی تک نہیں تھی، میں اپنی مخزومی خالاؤں کے گھر جا کر ان کے لئے کنوؤں سے میٹھا پانی نکال لاتا اور وہ مجھے مٹھی بھر بھر کے کشمش دیدیتی تھیں ۔ بچپن کے موڑ پر وہ اپنی ماں کے چچا زاد بھائی عمارہ بن ولید کے خادم کی حیثیت سے بھی نظر آتے ہیں۔ عمارہ تجارت کے لئے شام یا یمن کے سفر پر تھے، عمر فاروق ؓ ان کی خدمت کرتے اور کھانا

ابن سعد ۳: ۲۹۲

پیٹ بھر کر کھلاتے تھے نہ۔ اپنے عہدِ خلافت میں ایک بار کرّان کسی جانب ضجنان وادی سے گزرے تو ساتھیوں سے اس وادی میں اونٹ چرانے کے اصل مشاغل کا موجودہ شاندار زندگی سے مقابلہ کر کے حیرت سے کہنے لگے: میں باپوں کی بندی چیخت؟ اس وادی میں خطاب (والد) کے اونٹ چراتا تھا، وہ سخت گیر آدمی تھے۔ میں کوئی کام کرتا تو میرا پیچھا کرتے اور اگر مجھ سے کوئی کوتاہی ہوتی تو مارتے اور آج میرے عروج کا یہ حال ہے کہ خدا اور میرے درمیان کوئی حائل نہیں۔[1] عمر فاروقؓ کے والد خطاب بدکلام، بدمزاج اور تشدد پسند آدمی تھے۔ کان الخطاب فظاً غلیظاً۔ یہ صفات عمر فاروقؓ کی سیرت میں بھی منتقل ہو گئے تھے اور ان کی پبلک نیز پرائیویٹ زندگی میں بہت نمایاں نظر آتے ہیں۔ ان صفات کی وجہ سے خلافت سے پہلے ہر وقت ان کے ہاتھ میں تلوار رہا کرتی تھی اور خلافت کا عہدہ سنبھالنے کے بعد وہ مشہور دُرّہ جس کے خیال سے لوگ کانپتے تھے اور جس سے وہ صحابی اور غیر صحابی دونوں کی خبر لیتے تھے، ان کی بیویاں انہی صفات کا طعنہ دے کر اپنا دل ہلکا کرتی تھیں اور انہی صفات سے خائف ہو کر ان کی شادی کے پیغام رد کر دیتی تھیں۔

قبول اسلام کے وقت عمر فاروقؓ کی عمر ۲۷ سال کی تھی، وہ کئی شادیاں کر چکے تھے اور اپنے قومی پیشہ تجارت میں مشغول تھے، رعب و داب، جرأت اور کامیاب تجارت کے باعث معاشرہ میں انہیں وقار حاصل ہو گیا تھا، جس معاملہ سے انہیں دلچسپی ہو جاتی اس کی پورے جوش اور بیباکی سے وکالت کرتے اور کسی بات پر اڑ جاتے تو اُسے پایۂ تکمیل تک پہنچا کر سانس لیتے۔

سیدنا حضرت عمر فاروقؓ لمبے چوڑے قد آور آدمی تھے، جوانی میں رنگ صاف تھا پھر سانولا ہو گیا تھا، سر گنجا تھا، آنکھیں خوب لال، داڑھی ہلکی لیکن مونچھیں بڑی اور خوب

---

[1] منمق از ابن حبیب، حیدرآباد ہند صفحہ ۱۴۵، ابن ابی الحدید ۳/۱۴۲

[2] ابن سعد ۳/۲۶۶-۲۶۰، طبری ۵/۲۹

گھنی بھوئیں، مونچھوں کے سرے بھورے رنگ کے تھے، قد اتنا لمبا کہ اگر گھوڑے پر بھی
سوار ہوتے تو قدم زمین پر لگتے، آواز اونچی تھی، قدم بھاری، ہنستے بہت کم تھے، ظرافت
و بذلہ سنجی سے طبیعت کو کوئی لگاؤ نہیں تھا، جب غصہ آتا تو مونچھوں کو اینٹھ کر منہ میں
لے لیتے اور زور زور سے ان میں سانس کی ہوا پھونکتے اور طیش زیادہ بڑھتا تو دانتوں
سے اپنا ہاتھ کاٹنے لگتے حتی کہ خون نکل آتا۔ [1] اس ظاہری مذکورہ صفات کے جوڑ سے
ان کی شخصیت بڑی رعب دار ہو گئی تھی اور ان کے کردار نے جسے ان سے پہلے نہ
رسول اللہؐ نے ہاتھ لگایا تھا نہ ابوبکر صدیقؓ نے، ان کے رعب و داب کو خوف
ہراس کی حد تک بڑھا دیا تھا، لوگ ان کے سامنے آتے اور ان سے بات چیت کرتے
ڈرا کرتے تھے، ایک بار حجامت بنواتے وقت انہیں کھکار آئی تو حجام کا پاخانہ خطا ہو گیا، [2]
ایک آوارہ عورت کی ان سے شکایت کی گئی، انہوں نے اسے طلب کیا تو خوف سے
اس کا حمل ساقط ہو گیا، علی حیدرؓ نے کہا: حمل کی دیت ادا کیجئے، عمر فاروقؓ نے
بولے: دیت ابھی وقت نہیں اپنے خاندان والوں سے وصول کر کے ادا کرنی ہوگی۔ [3]
رسول اللہؐ جنگ سے بخیریت واپس لوٹے تو ایک کنیز ان کے پاس آئی اور بولی!
میں نے عہد کیا تھا کہ جب آپ بخیریت لوٹیں گے تو آپ کے سامنے ڈھول بجا کر خوشی
کا اظہار کروں گی، رسول اللہؐ بیٹھ گئے اور کنیز ڈھول بجانے لگی، ذرا دیر میں ابوبکر صدیقؓ
بھی آ گئے، کنیز گاتی بجاتی رہی، پھر عمر فاروقؓ آ گئے، انہیں دیکھ کر کنیز کے ہوش اڑ گئے،
اس نے گانا بند کر دیا اور ڈھول پر چڑھ کر بیٹھ گئی۔ [4]

سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کی غذا بھی جسم کے مطابق تھی، ہر دن کھانے کے علاوہ وہ
ایک صاع (ساڑھے تین سیر) کھجور کھا لیتے تھے، گوشت اور گھی ان کے روزمرہ کے
کھانے میں داخل تھا، لیکن دودھ اور رقیق چیزوں کے مقابلہ میں وہ خشک غذائیں جیسے

---

[1] ابن سعد ۳/۲۹۴، ابن ابی الحدید ۱۲/۴۰، ابن جوزی ص ۹ ۔ [2] کنز العمال ۶/۳۳۳
[3] بیہقی ۶/۱۲۳، [4] کنز العمال ۷/۳۳

کھجور اور کشمش زیادہ پسند کرتے تھے۔ رقیق چیزوں میں انہیں کشمش یا کھجور کا نبیذ مرغوب تھی۔ وہ کھانا کھا کر ہاتھ نہیں دھوتے تھے بلکہ اپنے سینڈل سے پونچھ لیتے تھے اور کہتے:
یہ عمر اور آل عمر کے رومال ہیں۔[1] صحابہ کو بالعموم اور رسول اللہؐ کو بالخصوص عطر اور خوشبو دار مرکبات بہت پسند تھے لیکن عمر فاروقؓ کو ان سے دلچسپی نہ تھی، وہ بالوں میں ہمیشہ گھی یا روغن زیتون ڈالا کرتے تھے۔ گرمیوں میں حج کے موقع پر پسینہ کی بو سے بچنے اور دوسروں کو محفوظ رکھنے کیلئے رسول اللہؐ اپنے اور اپنی بیویوں کے سر اور کپڑوں میں عطر، مشک اور عنبر یا دوسرے خوشبو دار مرکب لگاتے تھے لیکن عمر فاروقؓ کو حالت احرام میں خوشبو لگانا سخت ناپسند تھا۔ ایکبار ایام حج میں عمر فاروقؓ کو امیر معاویہؓ کے کپڑوں سے عطر کی مہک آئی تو انہوں نے پوچھا: یہ خوشبو کیسی؟ امیر معاویہؓ نے ڈانٹ ڈپٹ سے بچنے کے لئے کہا کہ رسول اللہ کی بیوی اور ان کی بہن ام حبیبہؓ نے عطر لگا دیا تھا، عمر فاروقؓ گرم ہو کر بولے: فوراً جاؤ اور ام حبیبہ سے خوشبو دھلواؤ۔ واللہ مجھے یہ پسند ہے کہ محرم کے کپڑے سے گوبر کی بو آئے بہ نسبت اس کے کہ اس کے پاس سے عطر کی مہک نکلے۔[2]

جہاں تک مجھے معلوم ہے عمر فاروقؓ نے آٹھ عقد کئے، چار اسلام سے پہلے اور چار اسلام کے بعد مدینہ میں۔ انہوں نے تین بیویوں کو جو قبول اسلام اور ہجرت کے لئے تیار نہیں ہوئیں چھوڑ دیا تھا۔ ان کی پہلی بیوی زینب ان کے مشہور لڑکے عبداللہ اور لڑکی حفصہؓ زوجہ رسول اللہ کی ماں تھیں ہجرت کر کے مدینہ آگئی تھیں اور ایک خبر یہ ہے انہوں نے ہجرت نہیں کی اور مکہ ہی میں انتقال کیا۔ مدینہ آکر مختلف اوقات میں عمر فاروقؓ نے چار عقد کئے پہلی دو شادیاں بیویوں سے ناموافقت ہونے کے باعث طلاق پر ختم ہوئیں۔ خلیفہ ہونے کے کچھ عرصہ بعد عمر فاروقؓ نے تیسری شادی عاتکہؓ سے کی یہ

---

[1] ابن ابی الحدید ۳/۱۰۶، ابن سعد ۳/۲۱۸-۲۱۹

[2] ابن سعد ۳/۲۱۹ [3] بیہقی ۵/۲۵ ـ

بیوہ تھیں لیکن حسین اور اس شرط پر انہوں نے شادی کی تھی کہ عمر فاروقؓ انہیں مارینگے نہیں شرعی کیلئے مغرب سے روکیں گے نہ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے سے باز رکھیں گے[۱] ان کی چوتھی شادی علی حیدرؓ کی لڑکی اُم کلثومؓ سے ۱۷ھ میں ہوئی جب وہ پچاس سال کے قریب تھے اور ام کلثومؓ آٹھ سال کی تھیں۔ اس لڑکی کے مہر پر عمر فاروقؓ نے خطیر رقم صرف کی مقدار اکثر راویوں نے بیس ہزار روپے (چالیس ہزار درہم) اور ان کی ایک قلیل جماعت نے پچاس ہزار روپے (دس ہزار دینار) متعین کی ہے۔ ان کی دو ام ولد بھی تھیں، بچوں کی تعداد چودہ تھی، نو لڑکے اور پانچ لڑکیاں[۲]

ہجرت کے ابتدائی چند سالوں میں رسول اللہؐ اور مہاجرین قریش کی اقتصادی زندگی میں جو خوش آئند انقلاب آیا اس کی برکتوں سے عمر فاروقؓ بھی متمتع ہوئے۔ رسول اللہؐ نے مدینہ سے نکالے ہوئے یہودی قبیلہ بنو نضیر کا بڑا رقبہ[۳] یعنی نخلستان انہیں عطا کیا تھا۔ یہ ان کے دو نخلستان ثمغ اور صرمۃ بن الاکوع کے نام سے مشہور ہیں[۴] خیبر کی غنیمت سے نخلستانوں اور اراضی کی شکل میں عمر فاروقؓ کو ایک بڑی جائداد ملی تھی جو سو حصوں پر مشتمل تھی[۵]۔ رسول اللہؐ نے خمس خیبر کے باغوں سے بھی ان کیلئے سو وسق (تقریباً پانچسو من) کھجور کا حصہ مقرر کر دیا تھا[۶]۔ یاقوت نے تصریح کی ہے کہ مدینہ سے تین میل بسمت شام سرزمین جرف میں عمر فاروقؓ کے کچھ نخلستان تھے۔ والجرف موضع علی ثلاثة امیال من المدینة نحو الشام به کانت اموال عمر بن الخطاب[۷] اس کی تائید معجم بکری میں ایک شخص کے ان الفاظ سے بھی ہوتی ہے۔ خرجت مع عمر الی ارضه بالجرف[۸] ایک اور اطلاع سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ سے چند میل

---

[۱] ابن جوزی ۱۰۵-۱۰۶۔ [۲] نسب قریش ص ۳۴۹، ۳۵۰۔ [۳] ابن سعد ۳/۳۶۵، بلاذری ص ۲۲۔

[۴] بیہقی ۶/۱۶۰، تہذیب الاسماء ۲/۳۴۵، یاقوت ۱/۵۱۰۔ [۵] بکری ص ۳۳۴

[۶] بیہقی ۶/۱۶۰، مسلم ۲/۱۰، بلاذری ص ۳۴، شافعی ۳/۲۷۵، ابن حنبل ۲/۱۲، ۵۵، ۱۲۵۔

[۷] معجم البلدان ۲/۶۲۔ [۸] البکری ص ۳۷۸۔

مغرب میں غابہ نامی وادی میں بھی ان کا ایک نخلستان تھا۔ معتزلی عالم ابن ابی الحدید: حجاز میں عمر فاروقؓ کے متعدد نخلستان تھے جن کی سالانہ آمدنی بیس ہزار روپے (چالیس ہزار درہم) تھی۔ بظاہر یہ وہی نخلستان ہیں جن کا مدینہ کے نواح میں راویوں نے ذکر کیا ہے اور جن میں سے فدک کے نام شیخ اور حضرت ابن الاکوع بتاتے ہیں۔ تاریخ صنادر کے مولف نے عمر فاروقؓ کی میراث کے جو اعداد و شمار دیئے ہیں وہ اتنے ضخیم ہیں کہ ان کا باور کرنا مشکل ہے۔ لکھتا ہے: ولقد روی ان عمر مات عن مائتی الف الف درھم۔ راوی بتاتے ہیں کہ عمر فاروقؓ کی میراث کی قیمت دس کروڑ روپے (بیس کروڑ درہم) تھی۔

بحیثیت خلیفہ عمر فاروقؓ کی کوئی تنخواہ مقرر نہیں تھی۔ وہ اپنے پیشرو ابوبکر صدیقؓ کی طرح بیت المال سے اپنی اور اپنے متعلقین کی ضروریات پوری کرتے تھے۔ روپیہ پیسہ کے علاوہ بیت المال ان کے خورد و نوش، لباس و کام کاج کے لئے غلام کنیز اور سواری کے لئے اونٹ اور گھوڑے کا بھی کفیل تھا۔ ام المومنین عائشہؓ: لما استخلف عمر اکل ھو واھلہ واحترف فی مالہ نفسہ[3]۔ خلیفہ ہو کر عمر فاروقؓ اور ان کے بال بچوں نے خزانہ سے کھایا پیا اور اپنے روپے سے تجارت بھی کی۔ تجارت میں کھجور اور غلہ ہی داخل نہ تھا جو کہ پیداوار عمر فاروقؓ کے غلاموں اور نخلستانوں میں ہوتی تھی بلکہ دوسرے اصناف کا سامان بھی داخل تھا۔ عربی روایت بتاتی ہے کہ وہ تجارتی قافلے شام اور دوسرے ملکوں کو بھیجا کرتے تھے جن میں ان کا سامان لدے ہوتے تھے۔ عن ابراھیم ان عمر کان یتجر وھو خلیفۃ وجھز عیرا الی الشام[4]۔ اپنی خلافت کے دوران بھی عمر فاروقؓ تجارت کرتے تھے۔ انہوں نے ایک تجارتی قافلہ شام بھیجا۔ ان سب کے علاوہ عمر فاروقؓ کی آمدنی کے دو مزید ذریعے تھے۔ مال غنیمت کے سہام جو سہم سے انہیں خلافت صدیقی کے آخر تک برابر ملتے رہے تھے اور جن کی تعداد

۱۔ ابن سعد ۳/۳۰۰ - ۲۔ شرح نہج البلاغہ ۱/۵۹ -

۳۔ ابن سعد ۳/۳۰۰، بیہقی ۶/۳۴۳ - ۴۔ ابن سعد ۳/۳۰۰

دستور ان کی خلافت کے ابتدائی سالوں میں شام، مصر، عراق اور فارس میں نئے نئے محاذ کھلنے
سے بہت بڑھ گئی تھی۔ غنیمت کے سامان کا سلسلہ فاروقی خلافت کے آخر تک جاری رہا۔
اوائل خلافت میں ایک نیا ذریعہ آمدنی ان کے قائم کردہ دیوان اعطاء کی معرفت وجود
میں آیا۔ اسی کے ماتحت عمر فاروقؓ کو گزارہ الاؤنس کی تنخواہ ملنے لگی جس کی مقدار ڈھائی ہزار
روپیہ سالانہ تھی۔ ان کی بیوی بچوں کی بھی تنخواہیں مقرر ہو گئیں اور ان کے گھر کے ہر فرد کو
لگ بھگ چالیس سیر ماہانہ غلہ، ساڑھے تین سیر سرکہ اور اتنا ہی روغن زیتون ملنے لگا۔

حضرت عمر فاروقؓ سادہ زندگی گزارتے تھے۔ انہیں نہ لباس کا شوق تھا، نہ پر تکلف
کھانوں کا، نہ ظاہری ٹھاٹ باٹ سے دلچسپی تھی۔ بچپن میں گھر کا روکھا پھیکا اور پر مشقت
ماحول ان کی اس افتاد طبع کا کافی حد تک ذمہ دار تھا۔ خلیفہ ہو کر ان کی سادگی درویشی
میں بدل گئی۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ وہ رعیت اور افسروں کے دل میں اپنی دھاک
اور رعب داب بڑھانا چاہتے تھے اور دوسرا مقصد بحیثیت خلیفہ روکھی زندگی بسر کر کے
امیدواران خلافت اور ان کے حمائتیوں کی حاسدانہ نکتہ چینی سے بچنا تھا، جنھیں کھری اور
اُجلی زندگی بسر کرنے کی صورت میں شہ ملنے کا اندیشہ تھا۔ اس روکھی پھیکی زندگی کا ایک اثر یہ
بھی ہوا کہ اچھے گھرانوں کی عورتیں ان کی شریک حیات بننے کو تیار نہیں ہوتی تھیں۔ عورتوں
کے انحراف کی ایک دوسری وجہ عمر فاروقؓ کی سخت گیری و درشت مزاجی تھی۔ انہوں نے
ایک معزز قریشی عتبہ بن ربیعہ کی لڑکی ام ابان سے شادی کرنا چاہی تو اس نے یہ کہہ کر
انکار کر دیا: گھر کا دروازہ بند رکھتے ہیں، اپنی بیویوں کو کہیں آنے جانے نہیں دیتے، گھر والوں
پر روپیہ خرچ نہیں کرتے، گھر آتے ہیں تو تیوری چڑھے ہوتے ہیں، گھر سے باہر جاتے ہیں تو
تیوری چڑھے ہوتے ہیں۔

ابوبکر صدیقؓ کی چھوٹی اور آخری لڑکی ام کلثومؓ کو بی بی عائشہؓ کی معرفت شادی کا پیغام
دیا تو انہوں نے یہ کہہ کر رد کر دیا: کھری زندگی گزارتے ہیں اور بیویوں کے ساتھ سخت

۱۔ طبری ۳ / ۱۷

برتاؤ کرتے ہیں۔ انه خشن العیش شدید علی الفساد[1]

ابوبکر صدیقؓ کی طرح عمر فاروقؓ بھی رسول اللہؐ کے خسر تھے۔ ان کی لڑکی حفصہؓ انہیں بیاہی تھیں۔ اس تعلق کے علاوہ جن صفات نے عمر فاروقؓ کو رسول اللہؐ سے قریب کر دیا تھا وہ ان کا غیر معمولی جوش اور رعب دار شخصیت تھی۔ عمر فاروقؓ ہر صحابی سے زیادہ رسول اللہؐ اور اسلام کے معاملات سے دلچسپی لیتے تھے اور اکثر معاملات میں اپنی رائے دینے میں پیش قدمی کیا کرتے تھے۔ فطری جوش اور طبعی بیباکی نے ان میں جرأت اور تنقید کی صفت بھی پیدا کر دی تھی۔ اس لئے جنگ ہوتی یا صلح، اقتصادی مسئلہ ہوتا یا سیاسی، اجتماعی یا شخصی وہ اس میں مداخلت ضرور کرتے اور اپنی سمجھ کے مطابق رائے دیتے۔ جو بات انہیں ناپسند ہوتی اس پر تنقید کرتے اور اپنا نقطۂ نظر رسول اللہؐ کے سامنے پیش کر دیتے۔ رسول اللہؐ ان کے اخلاص، جوش اور رعب و داب کا لحاظ کر کے اکثر ان کا مشورہ مان لیتے یا نقطۂ نظر اختیار کر لیتے اور کبھی نرمی و حکمت سے ان کے مشورے رد بھی کر دیتے تھے۔ بہت سے معاملات میں عمر فاروقؓ کے نقطۂ نظر کی توثیق وحی کے ذریعہ بھی ہو جاتی تھی۔ اسی لئے مکہ کے مفسر مجاہد بن جبیر (م ـــھ) نے کہا ہے: کان عمر اذا رأی رأیاً نزل به القرآن۔ جب عمر فاروقؓ کوئی رائے قائم کرتے تو اس کے مطابق قرآن نازل ہو جاتا تھا۔ اس وجہ سے گاہ گاہ یعنی رسول اللہؐ کا ان کے مشوروں پر عمل اور قرآن میں ان کے نقطۂ نظر کی توثیق نے مسلمانوں میں ان کی دھاک بہت بڑھا دی تھی حالانکہ وہ چالیس سال کے بھی نہیں ہوئے تھے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے ۱۳ھ سے ۲۳ھ تک دس سال سے زیادہ حکومت کی لیکن ان کی کوئی مشاورتی کمیٹی نہ تھی، نہ کوئی وزیر تھا یا ضابطہ مشیر نہ نائب۔ انہیں اپنے اوپر پورا ایمان اعتماد تھا اور خلافت کے سارے معاملات وہ اپنی رائے اور اجتہاد سے طے کیا کرتے تھے لیکن اگر کسی معاملہ میں ان کی سمجھ کام نہ کرتی یا کسی جنگی مہم یا اجتماعی قضیہ یا عام نوعیت کے مسئلہ

---

[1] طبری ج ۳ ص ۔۔۔

میں وہ مشورہ کرتا یا مختلف تقاضائے نظر معلوم کرنا ضروری سمجھتے تو بعد نماز صحابہ سے رجوع کر لیتے تھے۔ ان کا اجتہاد آزادانہ یا جرأت تھا۔ وہ اگر کسی بات کو درست سمجھتے یا خلافت کے مفاد میں تو اسے بے دھڑک اختیار کر لیتے تھے چاہے ایسا کرنے میں سنتِ رسولؐ اور عمل صدیق رضؓ کی مخالفت ہی کیوں نہ کرنی پڑتی۔ اگر حالات کا تقاضہ ہوتا تو وہ قرآن کے ضابطوں کو بھی نظر انداز کر دیتے تھے مثلاً انہوں نے مفتوحہ علاقوں کو غازیوں میں بانٹنے کی بجائے جیسا کہ قرآن میں حکم ہے وقف علی المسلمین کر دیا۔ عیسویو تغلب کے عیسائیوں سے دوہری زکوٰۃ وصول کی جبکہ زکوٰۃ بموجب قرآن صرف مسلمانوں پر واجب تھی، اور بھوکے مظلوم غلاموں کا چوری کی سزا میں ہاتھ نہیں کاٹا حالانکہ قرآن میں چوری کی سزا مطلقاً قطع ید مقرر کی گئی ہے۔

رسول اللہؐ اپنا جانشین مقرر کئے بغیر دنیا سے رخصت ہو گئے تھے لیکن ابوبکر صدیق رضؓ نے وفات سے پہلے اپنے معتمد اور مشیر خاص عمر فاروقؓ کو خلافت کے لئے اپنا جانشین نامزد کر دیا تھا۔ سنتِ نبوی سے اس انحراف کی وجہ یہ تھی کہ ابوبکر صدیقؓ کے سامنے وہ پر اذیت ہنگامے تھے جو رسول اللہ کے انتقال پر انتخاب خلیفہ کے معاملہ میں صحابہ کے درمیان پیدا ہو گئے تھے اور جن کے نتیجہ میں صحابہ کے تعلقات کشیدہ ہو گئے تھے۔ مسلمانوں کی وفاداریاں بٹ گئی تھیں اور مدینہ میں کئی سیاسی پارٹیاں وجود میں آگئی تھیں جو ایک دوسرے پر تنقید کرتی تھیں اور اپنے اپنے امیدواروں کو مسندِ خلافت پہ متمکن دیکھنا چاہتی تھیں۔ ابوبکر صدیقؓ کو اندیشہ تھا کہ اگر انھوں نے اپنا جانشین مقرر نہیں کیا تو خلافت کے امیدوار اپنے حمایتیوں کا سہارا لے کر آپس میں لڑنے لگیں گے اور اسلام کے تبلیغی مشن کو سخت نقصان پہنچے گا۔

ان کی آخری علالت کے دوران ایک متمول اور باثروت قریشی مہاجر عبدالرحمٰن بن عوفؓ ابوبکر صدیق رضؓ کی عیادت کو آئے اور انہیں دیکھ کر بولے: اب تو آپ کی طبیعت اچھی معلوم ہوتی ہے۔ ابوبکر صدیقؓ نے کہا: نہیں میری طبیعت بہت خراب ہے اور آپ لوگوں کا طرز عمل میرے لئے مرض سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔ میری

نظر میں جو شخص سب سے زیادہ اہل تھا میں نے اسے اپنا جانشین مقرر کیا تو آپ سب کا منہ پھول گیا، آپ میں سے ہر شخص خود خلیفہ بننا چاہتا ہے کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ دنیا امنڈ پڑی ہے۔ واللہ انی لشدید الوجع ولما القی منکم یا معشر المهاجرین اشد علی من وجعی انی ولیت امرکم خیرکم فی نفسی فکلکم ورم انفه یرید ان یکون هذا الامر له وذلک لما رأیتم الدنیا قد اقبلت[1]

ایک دوسرے قریشی رئیس اور امیدوار خلافت طلحہ بن عبیداللہؓ کو جب معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیقؓ نے تحریری فرمان کے ذریعہ عمر فاروقؓ کو اپنا جانشین مقرر کر دیا ہے تو وہ ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے اور انداز برہمی سے بولے "آپ نے عمر فاروقؓ کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے حالانکہ آپ ان کی دست درازیوں سے جو وہ آپ کے عین حیات لوگوں کے ساتھ کرتے رہے ہیں خوب واقف ہیں، آپ کے بعد ان کا کیا حال ہوگا، خدا آپ سے پوچھے گا کہ رعیت کو کس کے سپرد کیا ہے تو آپ کیا جواب دیں گے؟" استخلفت علی الناس عمر وقد رأیت ما یلقی الناس منه وانت معه فکیف اذا خلا بهم وانت لاق ربک فسائلک عن رعیتک[2]

چنانچہ جس سال عمر فاروقؓ خلیفہ ہوئے تو اس طرح کے ہنگامے نہیں ہوئے جیسا کہ ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے وقت برپا ہوئے تھے لیکن اس بات کی قوی شہادت موجود ہے کہ نئے خلیفہ کے روکھے پن، تشدد پسندی اور احتسابی نظر سے امیدواران خلافت بالخصوص اور صحابہ بالعموم مضمحل اور بددل تھے اور ان کی خلافت سے ناراضگی ظاہر کرنے کیلئے کچھ عرصہ تک ترک موالات کرتے رہے تھے۔ ابوبکر صدیقؓ کے دور میں عرب۔ عراق سرحد پر خالد بن ولیدؓ کی نگرانی میں سرحد کے عرب قبیلوں نے عراق کی سرحدی فارسی بستیوں پر بڑے پیمانہ پر تاخت و تاراج شروع کر دی تھی، جب عربوں نے ایک طرف حیرہ، انبار اور عین التمر جیسے اہم سرحدی شہروں کو پامال کر ڈالا اور دوسری طرف خالد بن ولیدؓ کو عراق سے ہٹا کر

۱۔ الامامۃ والسیاسۃ، طبری ج ۴، ابن سعد ج ۳ ۔ ۲۔ طبری ج ۴

شام کے محاذ پر بھیج دیا گیا تو عراق کی فارسی حکومت عربوں کو اپنی سرحد سے نکالنے کیطرف
سنجیدگی سے متوجہ ہوگئی۔ اس نے اپنی سرحد کے قریب کی فوجی چوکیاں مستحکم کرلیں اور اسکی
کئی فوجیں متعدد جرنیلوں کی قیادت میں عربوں کو سرحدی بستیوں اور شہروں سے نکالنے
کے لئے پیشقدمی کرنے لگیں۔ سرحد کے چھاپہ مار مسلم قبائل گھبرا گئے اور ان کے بڑے
کمانڈر مثنیٰ بن حارثہ خلیفہ کو صورت حال سے مطلع کرنے اور کمک لینے خود مدینہ آئے

اس وقت ابوبکر صدیق رض کی شمع حیات بجھنے والی تھی۔ عمر فاروق رض نے خلافت سنبھالتے ہی
ایک جلسہ منعقد کیا اور باشندگان مدینہ کو عرب۔ عراق سرحد پر جاکر فارسیوں سے لڑنے کی
دعوت دی لیکن کوئی جانے کو تیار نہیں ہوا تین دن تک عمر فاروق رض اہالی شہر کو عراق جانیکی
ترغیب وتلقین کرتے رہے جس کے زیر اثر مدینہ کے اندر اور باہر کے کئی سو عرب
جہاد کے لئے تیار ہوگئے لیکن کسی ممتاز یا معروف صحابی نے جانیکی حامی نہیں بھری چوتھے
دن عمر فاروق رض نے پھر جلسہ کرکے حاضرین کو للکارا۔ کوئی صحابی اب بھی ان کی ماتحتی
میں فوجی قیادت سنبھالنے کے لئے تیار نہیں ہوا۔ جلسہ میں ایک ثقفی تاجر ابوعبید موجود
تھے۔ یہ صورت حال دیکھ کر انہیں جوش آگیا اور انہوں نے کھڑے ہو کر اسلامی فوج کی
قیادت کے لئے اپنی خدمات پیش کیں۔ عمر فاروق رض ابوعبید رض سے واقف تھے وہ نہ
قریشی تھے نہ صحابی۔ فوج کی سپہ سالاری کے لئے ان دونوں صفات کا ہونا ضروری
تھا۔ صحابہ کی بے اعتنائی کے پیش نظر خلیفہ نے ابوعبید رض میں ان دونوں صفات کی عدم
موجودگی کے باوجود ان کی پیشکش قبول کرلی اور انہیں سالار اعلیٰ بنادیا۔ اس انتخاب پر
صحابہ اور بالخصوص امیدواران خلافت کی طرف سے اعتراض ہونے لگے اور اصرار
کیا گیا کہ سپہ سالاری کا عہدہ صحابی کے سپرد کیا جائے۔ عمر فاروق رض اتنے کبیدہ خاطر
تھے کہ انہوں نے اعتراض کی پرواہ نہیں کی اور ابوعبید کی قیادت میں ایک فوج
روانہ کردی جس کی بڑی تعداد مدینہ سے باہر کے بدوؤں پر مشتمل تھی [1]

۱۔ طبری ۶۳/۴ ۔

برتاؤ کرنے میں۔ انہ خشن العیش شدید علی الفساق[1]

ابوبکر صدیقؓ کی طرح عمر فاروقؓ بھی رسول اللہؐ کے خسر تھے۔ ان کی لڑکی حفصہؓ انہیں بیاہی تھیں۔ اس تعلق کے علاوہ جن صفات نے عمر فاروقؓ کو رسول اللہؐ سے قریب کر دیا تھا وہ ان کا غیر معمولی جوش اور رعب دار شخصیت تھی۔ عمر فاروقؓ ہر صحابی سے زیادہ رسول اللہؐ اور اسلام کے معاملات سے دلچسپی لیتے تھے اور اکثر معاملات میں اپنی رائے دینے میں پیشقدمی کیا کرتے تھے۔ فطری جوش اور طبعی بیباکی نے ان میں کردار اور نقد کی صفت بھی پیدا کر دی تھی۔ اس لئے جنگ ہوتی یا صلح، اقتصادی مسئلہ ہوتا یا سیاسی، اجتماعی یا شخصی وہ اس میں مداخلت ضرور کرتے اور اپنی سمجھ کے مطابق رائے دیتے جو بات انہیں ناپسند ہوتی اس پر تنقید کرتے اور اپنا نقطۂ نظر رسول اللہؐ کے سامنے پیش کر دیتے۔ رسول اللہؐ ان کے اخلاص، جوش اور رعب و داب کا لحاظ کر کے اکثر انکا مشورہ مان لیتے یا نقطۂ نظر اختیار کر لیتے اور کبھی نرمی و حکمت سے اُسے مسترد بھی کر دیتے تھے بہت سے معاملات میں عمر فاروقؓ کے نقطۂ نظر کی توثیق وحی کے ذریعہ بھی ہو جاتی تھی، اسی لئے مکہ کے مفسر مجاہد بن جبیر (م سنہ۱۰۴ھ) نے کہا ہے: کان عمر اذا رأی رأیاً ینزل به القرآن۔ جب عمر فاروقؓ کوئی رائے قائم کرتے تو اس کے مطابق قرآن نازل ہو جاتا تھا[2] جس دور کا نہ اختیار یعنی رسول اللہؐ کا ان کے مشوروں پر عمل اور قرآن میں ان کے نقطۂ نظر کی توثیق نے مسلمانوں میں ان کی دھاک بہت بڑھا دی تھی حالانکہ وہ چالیس سال کے بھی نہیں ہوئے تھے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے سنہ۱۳ھ سے سنہ۲۳ھ تک دس سال سے زیادہ حکومت کی لیکن ان کی کوئی مشاورتی کمیٹی نہ تھی، نہ کوئی وزیر، نہ باضابطہ مشیر، نہ نائب۔ انہیں اپنے اوپر بے پایاں اعتماد تھا اور خلافت کے سارے معاملات وہ اپنی رائے اور اجتہاد سے طے کیا کرتے تھے لیکن اگر کسی معاملہ میں ان کی سمجھ کام نہ کرتی یا کسی جنگی مہم یا اجتماعی قضیہ یا متنازعہ فیہ مسئلہ

بن جبیر

۱۔ طبری ۵: ۲۰   ۲۔ کنز العمال ۷/ ۲۰۴، ۲۰۲۴۳۳۔

میں وہ مشورہ کرنا یا مختلف نقطہائے نظر معلوم کرنا ضروری سمجھتے تو بعد نامور صحابہ سے رجوع
کر لیتے تھے، ان کا اجتہاد آزادانہ اور باجرأت تھا، وہ اگر کسی بات کو درست سمجھتے یا خلافت
کے مفاد میں تو اسے بے دھڑک اختیار کر لیتے تھے چاہے ایسا کرنے میں سنتِ رسولؐ
اور عمل صدیق رضؓ کی مخالفت ہی کیوں نہ کرنی پڑتی۔ اگر حالات کا تقاضہ ہوتا تو وہ قرآن
کے ضابطوں کو بھی نظر انداز کر دیتے تھے مثلاً انہوں نے مفتوحہ علاقوں کو غازیوں میں
بانٹنے کی بجائے جیسا کہ قرآن میں حکم ہے وقف علی المسلمین کر دیا۔ عیسائی بنو تغلب کے
عیسائیوں سے دوہری زکوٰۃ وصول کی جبکہ زکاۃ بموجب قرآن صرف مسلمانوں پر واجب تھی
اور بھوک کے ستائے ہوئے غلاموں کا چوری کی سزا میں ہاتھ نہیں کاٹا حالانکہ قرآن میں چوری کی سزا مطلقاً
قطع ید مقرر کی گئی ہے۔

رسول اللہؐ اپنا جانشین مقرر کئے بغیر دنیا سے رخصت ہو گئے تھے لیکن ابوبکر
صدیق رضؓ نے وفات سے پہلے اپنے معتمد اور مشیر خاص عمر فاروقؓ کو خلافت کے لئے
اپنا جانشین نامزد کر دیا تھا۔ سنتِ نبوی سے اس انحراف کی وجہ یہ تھی کہ ابوبکر صدیقؓ
کے سامنے وہ پراذیت ہنگامے تھے جو رسول اللہؐ کے انتقال پر انتخاب خلیفہ کے معاملہ
میں صحابہ کے درمیان پیدا ہو گئے تھے اور جن کے نتیجہ میں صحابہ کے تعلقات کشیدہ
ہو گئے تھے، مسلمانوں کی وفاداریاں بٹ گئی تھیں اور مدینہ میں کئی سیاسی پارٹیاں وجود
میں آ گئی تھیں جو ایک دوسرے پر نقد کرتی تھیں اور اپنے اپنے امیدواروں کو مسندِ خلافت
پر متمکن دیکھنا چاہتی تھیں۔ ابوبکر صدیق رضؓ کو اندیشہ تھا کہ اگر انہوں نے اپنا جانشین
مقرر نہیں کیا تو خلافت کے امیدوار اپنے حمایتیوں کا سہارا لے کر آپس میں لڑنے
لگیں گے اور اسلام کے تبلیغی مشن کو سخت نقصان پہنچے گا۔

ان کی آخری علالت کے دوران ایک متمول اور با رسوخ قریشی مہاجر عبدالرحمٰن
بن عوفؓ ابوبکر صدیقؓ کی عیادت کو آئے اور انہیں دیکھ کر بولے: اب تو آپ کی
طبیعت اچھی معلوم ہوتی ہے۔ ابوبکر صدیقؓ نے کہا: نہیں میری طبیعت بہت خراب
ہے اور آپ لوگوں کا طرز عمل میرے لئے مرض سے زیادہ تکلیف دہ ہے، میری

نظر میں جو شخص سب سے زیادہ اہل تھا میں نے اسے اپنا جانشین مقرر کیا تو آپ سب کا منہ پھول گیا۔ آپ میں سے ہر شخص خود خلیفہ بننا چاہتا ہے کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ دنیا امنڈ پڑی ہے۔ واللہ انی لشدید الوجع ولما القی منکم یا معشر المہاجرین اشد علی من وجعی انی ولیت امرکم خیرکم فی نفسی فکلکم ورم انفہ یرادۃ ان یکون ھذا الامر لہ وذلک لما رأیتم الدنیا قد اقبلت[۱]

ایک دوسرے قریشی رئیس اور امیدوار خلافت طلحہ بن عبید اللہ رضؓ کو جب معلوم ہوا کہ ابو بکر صدیق رضؓ نے تحریری فرمان کے ذریعہ عمر فاروق رضؓ کو اپنا جانشین مقرر کر دیا ہے تو وہ ابو بکر صدیق رضؓ کے پاس آئے اور انتہائی برہمی سے بولے: آپ نے عمر فاروق رضؓ کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے حالانکہ آپ ان کی دست درازیوں سے جو وہ آپ کے عین حیات لوگوں کے ساتھ کرتے رہے ہیں خوب واقف ہیں، آپ کے بعد ان کا کیا حال ہوگا، خدا آپ سے پوچھے گا کہ رعیت کو کس کے سپرد کیا ہے تو آپ کیا جواب دیں گے؟ استخلفت علی الناس عمر وقد رأیت ما یلقی الناس من وانت معہ فکیف اذا خلا بھم وانت لاق ربک فسائلک عن رعیتک[۲]

چنانچہ جب عمر فاروق رضؓ خلیفہ ہوئے تو اس طرح کے جھگڑے نہیں ہوئے جیسا کہ ابو بکر صدیق رضؓ کی خلافت کے وقت برپا ہوئے تھے لیکن اس بات کی قوی شہادت موجود ہے کہ نئے خلیفہ کے رعب میں آتشدد پسندی اور احتسابی نظر سے امیدواران خلافت بالخصوص اور صحابہ بالعموم مضمحل اور بد دل تھے اور ان کی خلافت سے ناراضگی ظاہر کرنے کیلئے کچھ مدت تک ترک موالات کرتے رہے تھے۔ ابو بکر صدیق رضؓ کے دور میں عرب - عراق سرحد پر خالد بن ولید رضؓ کی نگرانی میں سرحد کے عرب قبیلوں نے عراق کی سرحدی فارسی بستیوں پر بڑے پیمانہ پر ترکتاز شروع کر دی تھی، جب عربوں نے ایک طرف حیرہ، انبار اور عین التمر جیسے اہم سرحدی شہروں کو پامال کر ڈالا اور دوسری طرف خالد بن ولید رضؓ کو عراق سے ہٹا کر

۱۔ الصلة بن منقذ، طبری ۴ ۶۷؛ ابن سعد ۳/۱۴۲؛ ۲۰۔ ۲ - طبری ۲/۲/۶۔

شام کے محاذ پر بھیج دیا گیا تو عراق کی فارسی حکومت عربوں کو اپنی سرحد سے نکالنے کیطرف
سنجیدگی سے متوجہ ہو گئی، اس نے اپنی سرحد کے قریب کی فوجی چوکیاں مستحکم کریں اور اسکی
کئی فوجیں متعدد جنرلوں کی قیادت میں عربوں کو سرحدی بستیوں اور شہروں سے نکالنے
کے لیئے پیشقدمی کرنے لگیں، سرحد کے چھاپہ مار مسلم قبائل کمزور پڑ گئے اور ان کے بڑے
کماندر مثنیٰ بن حارثہ خلیفہ کو صورت حال سے مطلع کرنے اور کمک لینے خود مدینہ آئے
اس وقت ابوبکر صدیقؓ کی شمع حیات بجھنے والی تھی، عمر فاروقؓ نے خلافت سنبھالتے ہی
ایک جلسہ منعقد کیا اور باشندگان مدینہ کو عرب، عراق سرحد پر جاکر فارسیوں سے لڑنے کی
دعوت دی لیکن کوئی جانے کو تیار نہیں ہوا تین دن تک عمر فاروقؓ اہل شہر کو عراق جانے کی
ترغیب و تلقین کرتے رہے جس کے زیر اثر مدینہ کے اندر اور باہر کے کئی سو عرب
جہاد کے لیئے تیار ہو گئے لیکن کسی مشہور یا بارسوخ صحابی نے جانے کی حامی نہیں بھری چوتھے
دن عمر فاروقؓ نے پھر جلسہ کر کے حاضرین کو للکارا، کوئی صحابی اب بھی ان کی ماتحتی
میں فوجی قیادت سنبھالنے کے لیئے تیار نہیں ہوا جلسہ میں ایک ثقفی تاجر ابو عبیدہ موجود
تھے، ہر طرف جمود دیکھ کر انہیں جوش آگیا اور انہوں نے کھڑے ہو کر اسلامی فوج کی
قیادت کے لیئے اپنی خدمات پیش کیں، عمر فاروقؓ ابو عبیدہؓ سے واقف تھے وہ نہ
قریشی تھے نہ صحابی، فوج کی سپہ سالاری کے لیئے ان دونوں صفات کا ہونا ضروری
تھا، صحابہ کی بے اعتنائی کے پیش نظر خلیفہ نے ابو عبیدہؓ میں ان دونوں صفات کی عدم
موجودگی کے باوجود ان کی پیشکش قبول کر لی اور انہیں سالار اعلیٰ بنا دیا، اس انتخاب پر
صحابہ اور بالخصوص امیدواران خلافت کی طرف سے اعتراض ہونے لگے اور اصرار
کیا گیا کہ سپہ سالاری کا عہدہ صحابی کے سپرد کیا جائے، عمر فاروقؓ اتنے کبیدہ خاطر
تھے کہ انہوں نے اعتراض کی پرواہ نہیں کی اور ابو عبیدہ کی قیادت میں ایک فوج
روانہ کر دی جس کی بڑی تعداد مدینہ سے باہر کے بدوؤں پر مشتمل تھی [1]

۱- طبری ۴/۶۳-

سوا دو برس پہلے جب ابوبکر صدیقؓ نے خلافت کا چارج لیا تھا تو جزیرۃ العرب میں اسلام کو نہ سیاسی استحکام حاصل تھا نہ مذہبی وابستگی۔ ملک کے طول و عرض میں عربوں نے مدینہ کی بالادستی سے آزاد ہونے کا اعلان کر دیا تھا، زکاۃ بند ہو چکی تھی اور بیشتر جزیہ گزار عیسائی اور پارسی اقلیتوں نے جزیہ دینا موقوف کر دیا تھا ملک میں کئی طاقتور حریف مدینہ کا اقتدار ختم کرنے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ ابوبکر صدیقؓ نے رسول اللہؐ کے قائم کردہ اقتصادی وسائل سے دو برس کے قلیل عرصہ میں جزیرہ عرب کے عربوں کو دوبارہ اسلام کا تابع اور مدینہ کا وفادار بنا لیا۔ زکاۃ بحال ہو گئی، جزیہ کی مقررہ رقمیں حسب سابق خزانہ میں آنے لگیں۔ سارے ملک میں اسلامی اقتدار استوار کرنے کے بعد ابوبکر صدیقؓ نے دو برس کے عراق اور شامی سرحدوں پر یلغار اور فتوحات کرنے کے لئے فوجیں بھیجیں جو جزیرہ کی بغاوتوں سے فارغ ہو کر معطل ہو گئی تھیں۔ انہوں نے عرب سرحد نزدیک ترین عراق اور دجلہ و فرات کی درمیانی اراضی کے بہت سے دیہات پامال کر ڈالے اور کئی اہم شہروں نیز فارسی چوکیوں (الیس، بانقیا، باروسما) کو جزیہ گزار بنا لیا۔ سرحد شام کے بھی بہت سے گاؤں اور قصبے ان کی ترکتاز کی لپیٹ میں آ گئے اور متعدد شہروں کے اکابر نے جزیہ دے کر اپنے مذہب، جان اور مال کی امان لی تھی۔ عمر فاروقؓ خلیفہ ہوئے تو انہیں کچھ عرصہ تک مدینہ کے بعض مہاجر و انصار اکابر کے عدم تعاون سے ضرور پریشانی کا سامنا کرنا پڑا لیکن ملک کے طول و عرض میں عرب قبائل اور ان کے لیڈر پوری طرح اُن کے وفادار تھے۔ سرحدوں پر لڑنے والی فوج اور ان کے سالاروں نے بھی عمر فاروقؓ کے تقرر پر کسی قسم کی مخالفت کا اظہار نہیں کیا۔ آمدنی کے وہ تمام سوتے جو رسول اللہؐ کھول گئے تھے جاری تھے۔ عہد صدیقی میں شام و عراق پر مسلسل ترکتازیوں سے برابر غنیمت کا خمس حاصل ہوتا رہا تھا اور دونوں ملکوں کے متعدد قصبوں اور شہروں کے اسلامی تسلط میں آنے سے بہ شکل جزیہ مرکزی آمدنی کا ایک نیا دروازہ کھل گیا تھا۔

خلافت کا چارج لینے کے بعد عمر فاروقؓ کے اوّلین انتظامی و فوجی اقدامات میں دو سب سے اہم اقدام خالد بن ولیدؓ کی شامی افواج کی سپہ سالاری سے معزولی اور فارسی حکومت کے خلاف ابو عبید ثقفی کی قیادت میں فوج کشی تھے۔ عمر فاروقؓ اور خالد بن ولیدؓ کی تعلقات کشیدہ سے تھے، وہ ایک دوسرے پر تنقید کرتے تھے اور اس کی خبریں مسافروں اور سفیروں کے ذریعہ طرفین کو پہنچتی رہتی تھیں، خالد بن ولیدؓ کی معزولی کا ایک فوری سبب یہ بتایا جاتا ہے کہ انہوں نے عمر فاروقؓ کے بارے میں کچھ غیر معینہ باتیں کہی تھیں جو ان کی رائے میں صحیح تھیں لیکن جنہیں عمر فاروقؓ نے بے بنیاد قرار دیا تھا، انہیں سنکر عمر فاروقؓ بیحد مشتعل ہو گئے تھے اور یہ ارادہ کر لیا تھا کہ خلافت کے عہدہ پر فائز ہو کر سب سے پہلے خالدؓ کو معزول کر دیں گے۔
خلافت کا چارج لے کر پہلی فرصت میں انہوں نے اپنا ارادہ پورا کر دیا اور شامی افواج کی اعلیٰ کمان سے خالد بن ولیدؓ کو ہٹا کر ان کی جگہ اپنے دیرینہ دوست اور معتمد ابو عُبیدہ بن جراحؓ کو سالار اعلیٰ مقرر کیا۔

خلافت کے وقت عمر فاروقؓ کی عمر تقریباً پینتالیس سال کی تھی، انہوں نے ساڑھے دس سال حکومت کی اور اس عرصہ میں ان کی فوجیں مشرق اوسط کے بڑے رقبہ میں سرگرم عمل رہیں، زمام حکومت ہاتھ میں لیتے وقت اسلامی تسلط عراق و شام کے سرحدی یا وسطی قلمرو تک محدود تھا لیکن ساڑھے دس سال بعد جب ان کا انتقال ہوا تو مصر تا لیبیا، شام، عراق، میسوپوٹامیہ، آذربیجان اور بیشتر فارس پر ان کی فوجوں نے سیاسی و اقتصادی استیلا حاصل کر لیا تھا، عراق و شام میں کل ملا کر ابو بکر صدیقؓ کی چالیس پینتالیس ہزار فوجیں مصروف جنگ تھیں لیکن عمر فاروقؓ نے عراق، شام، مصر اور فارس کی تسخیر کیلئے ان سے کئی گنا زیادہ فوجیں مہیا کیں، ہتھیاروں، گھوڑوں اور اونٹوں کی تعداد دوگنا کر دی تھی مفتوحہ علاقوں پر اسلامی غلبہ برقرار رکھنے اور بغاوتوں کی روک تھام کے لئے انہوں نے اہم شہروں میں فوجی مرکز قائم کئے جہاں ہزاروں کی تعداد میں عرب غازی ہر وقت جہاد کے لئے

ڈٹے رہتے تھے۔ انہوں نے عراقی سرحد پر بڑی بڑی چھاؤنیاں بصرہ اور کوفہ قائم کیں
جہاں شام، عراق اور فارس کی فاتح افواج متصلہ علاقوں میں بغاوت دبانے اور
نئے علاقے فتح کرنے کے لئے تیار رہتی تھیں۔ رسول اللہؐ نے جہاد کے گھوڑوں
کے لئے نقیع نامی ایک وسیع اور سرسبز میدان مدینہ کے قریب محفوظ کر لیا تھا۔
جس میں رسول اللہؐ کے ہزاروں گھوڑے رہا کرتے تھے۔ ابوبکر صدیقؓ کے عہد
میں مرتدین کی بغاوتیں کچلنے میں نقیع کے گھوڑوں نے اہم ترین خدمت انجام دی تھی۔
عمر فاروقؓ کے کثیر الجہات فوجی اقدامات کے مطالبے اتنے بڑھے کہ نقیع کی سپلائی
ناکافی ہو گئی اور انہوں نے گھوڑے پالنے اور ان کی نسل کشی کے لئے ایک دوسری
چراگاہ ریزرو کر لی جس کا نام شرف تھا۔ ایک تیسرا طول طویل میدان انہوں نے
اونٹوں کے لئے مخصوص کر لیا اس کا نام ربذہ تھا۔ یہاں زکات اور غنیمت کے
اونٹ رکھے جاتے تھے اور فوجی سامان نیز سپاہیوں کو میدان کارزار تک پہنچانے
کے کام لائے جاتے تھے۔ گھوڑوں اور اونٹوں کے اس مرکزی اسٹاک کے
علاوہ مفتوحہ ممالک کی چھاؤنیوں میں بھی عمر فاروقؓ کے ہزاروں گھوڑے بغاوتیں
فرو کرنے اور نئے علاقے مسخر کرنے کے لئے مستعد رہتے تھے۔ سیف بن عمر:
عمر فاروقؓ کے چار ہزار گھوڑے (کوفہ میں) اتفاقی ضرورت کے لئے ہر وقت
تیار رہتے تھے۔ جاڑوں میں یہ گھوڑے قصر کوفہ کے بالمقابل اور دائیں جانب
کے میدان میں چرتے اور گرمیوں میں دریائے فرات اور کوفہ کے مکانات
کے درمیان واقع میدانوں میں۔۔۔ اتنی ہی تعداد میں گھوڑے عمر فاروقؓ
نے بصرہ کی چھاؤنی میں رکھے تھے۔ انہوں نے مفتوحہ ممالک کے آٹھوں
فوجی مرکزوں میں بھی چار چار ہزار گھوڑے تیار رکھنے کا بندوبست کر لیا تھا۔
اگر کوئی ناگہانی سانحہ (بغاوت یا دشمن کا حملہ) پیش آتا تو کل فوج کے تیار ہونے
تک اس کا ایک حصہ گھوڑوں پر سوار ہو کر تیزی سے موقع واردات پر پہنچ
جاتا۔ کان لعمر اربعة آلاف فرس عدة لكون ان كان، يشتيها في

خزنہ تھمر الکوفۃ وھیسرتہ ... ویجریھا فیھا بین الفرات والابیات من الکوفۃ.
وبالمصرۃ عن منھارلی کل مصرمن الامصار الثانیۃ علی قدر ھا . . .
فان شابنھمرنا ئبۃ رکب قوم و تمتدموا الی آتی
یستعد. تاش¹ باخبر لوگ بتاتے ہیں کہ عمر فاروق ؓ ایک سال میں ساٹھ ہزار فوج مدینہ
سے شام اور عراق کے محاذوں کو چالیس ہزار اونٹوں پر سوار کر کے بھیجا کرتے
تھے۔ عن یحیی بن سعید ان عمر بن الخطاب کان یحمل فی العام
الواحد علی اربعین الف بعیر یحمل الرجل الی الشام ویحمل
الرجلین الی العراق علی بعیر²

مصر، شام، میسوپوٹامیہ، عراق، آذربائیجان اور فارس میں جہاں عمر فاروق ؓ نے دس سال کے مختصر عرصہ میں اسلام کا سیاسی و اقتصادی تسلط قائم کیا تین متحد قومیں، عیسائی یہودی اور پارسی آباد تھیں چھٹی اور ساتویں صدی عیسوی میں شام، مصر اور لیبیا کی بزنطی عیسائی اور عراق و فارس کی پارسی حکومتیں فوجی طاقت اور شاہی شان و شوکت میں دنیا کی ساری حکومتوں سے بازی لے گئی تھیں، ان حکومتوں کے تر و تر سیاسی اقتدار کے مضبوط قلعوں کو عمر فاروق ؓ کی جس فوجی مشین نے مسمار کیا اس کی تشکیل بنیادی طور پر انہی مالی وسائل سے ہوئی تھی جن کا رسول اللہ ﷺ اور ان کے جانشین ابوبکر صدیق ؓ بندوبست کر گئے تھے اور جن کی بنیادیں قرآن کے مجوزہ فراہمی دولت کے ان تین اصولوں پر استوار ہوئی تھیں۔ مال غنیمت (۲) جزیہ اور (۳) زکات لیکن یہ مالی وسائل اتنے وسیع نہ تھے کہ ان کی مدد سے دنیا کی قوی ترین اقوام کے قصر حکومت گرا دئیے جاتے مالی وسائل بڑھا کر اپنی فوجی مشین کو زیادہ کارگر بنانے کے لئے عمر فاروق ؓ نے معاشی قرآن کے مجوزہ اصولوں اور رسول اللہ ﷺ کے عمل میں اہم تصرفات کئے جن

۱۔ حجی ۴/۱۹۶ ۲۔ ابن سعد ۳/۲۰۳

کی تفصیل یہاں بیان کی جاتی ہے: مدنی قرآن میں ہاتھ آئے ہوئے دشمن کی منقولہ اور غیر منقولہ املاک کو فاتح مسلمانوں کے درمیان تقسیم کرنے کا حکم ہے یعنی جو مال، جائداد یا اراضی مسلمان غازی لڑ کر حاصل کریں اس کا ⅘ حصہ ان کے درمیان تقسیم کر دیا جائے اور باقی پانچواں ان پانچ مدوں میں صرف کر دیا جائے جن کا مدنی قرآن میں ذکر ہے۔

واعلموا انما غنمتم من شئ فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتامی و المساکین وابن السبیل (الانفال ۴۱)۔ ۱۶ھ یا ۱۷ھ میں فاروقی فوجوں نے سرحد عراق پر بمقام قادسیہ ایک عظیم الشان فتح حاصل کی جس نے فارسی حکومت کی بنیادیں ہلا دیں اور اس کی قسمت پر تباہی کی مہر ثبت کر دی۔ عراق کی بہت سی مزروعہ اراضی جس کی نہروں سے آبپاشی ہوتی تھی فاتحین کے تصرف میں آئی تو ان کی تیس ہزار فوج نے مطالبہ کیا کہ اس طویل و عریض اراضی اور اس میں واقع قصبوں اور شہروں نیز وہاں کے باشندوں کو ان کے درمیان تقسیم کر دیا جائے۔ کمانڈر انچیف سعد بن ابی وقاص کو مطالبہ بجا معلوم ہوا لیکن سینکڑوں میل میں پھیلے ہوئے رقبۂ ارض، اس کے دریاؤں، نہروں، زیر آب زمینوں، تالابوں اور جھیلوں کی تقسیم انہیں اپنے بس سے باہر نظر آئی اور انہوں نے مناسب سمجھا کہ خلیفہ سے رجوع کیا جائے۔ اراضی وغیرہ کی صحیح و منصفانہ تقسیم میں عمر فاروق کو ایک رکاوٹ تو یہی نظر آئی جس کا ابھی ذکر ہوا۔ اس کے ماسوا وہ عربوں کو زمیندار بنانے کے بھی خلاف تھے۔ ان کا خیال تھا کہ زمیندار ہو کر عرب جہاد سے کترانے لگیں گے، دولت و فرصت پا کر عیاش ہو جائیں گے اور باہم لڑا کریں گے۔ ان کی رائے تھی کہ مفتوحہ اراضی کو غازی مسلمانوں کی ملکیت قرار دے دیا جائے تاکہ ان کی نسلیں اس کے زرعی محصول سے متمتع ہوتی رہیں۔ ان مصلحتوں کے پیش نظر خلیفہ نے مدنی قرآن کا ضابطہ نظر انداز کر دیا اور سعد ابن ابی وقاص کو لکھا کہ اراضی تقسیم نہ کی جائے اور نہ وہاں کے باشندوں کو غلام بنایا جائے[1]۔ کئی سال بعد مصر کا جیون

۱۔ بلاذری ص ۲۶۵ -

ثانی وہ مضبوط اور پر مصائب قلعہ فتح ہوا جو مصری حکومت کا ہیڈکوارٹر بھی تھا۔ اور
جس کے سقوط پر سارے مصر کا سقوط منحصر تھا تب بھی فوج کے اکابر نے جن کے
لیڈر ابوبکر صدیقؓ کے داماد زبیر بن عوامؓ تھے یہ مطالبہ کیا کہ مصر کی مزروعہ اراضی
جیسے نیل سے نکلنے والی سیکڑوں نہریں سینچتی تھیں ان کے درمیان تقسیم کر دی جائے
جس طرح رسول اللہؐ نے وادی القریٰ کے قدیم اور نخلستان فوج میں تقسیم کئے تھے
سالار اعلیٰ عمرو بن عاصؓ مصر کی سر زمین ایک زمین وادی القریٰ کی بستی پر قیاس کرنے
کے لئے تیار نہیں ہوئے اور خلیفہ کو صحابہ اور فوج کے مطالبہ سے مطلع کیا۔ عمر
فاروقؓ نے اپنی سابقہ رائے نہیں بدلی اور عمرو بن عاصؓ کو لکھا: اراضی کاشتکاروں
کے پاس رہنے دو تاکہ آنیوالی نسلیں اس کی آمدنی سے جہاد کر سکیں۔ اترکھا حتی
یغزو منھا حبل الحبلۃ[1] اسی طرح کے مطالبات کی خبریں دوسرے محاذوں
سے متعلق بھی تاریخ و آثار کے قدیم ناقلوں نے بیان کی ہیں۔ ان دقتوں اور مصالح
کے پیش نظر جن کا ابھی ذکر کیا گیا عراق، فارس اور شام میں فوج کشی کے دوران
جو مزروعہ اراضی، قصبے اور شہر فاروقی فوج نے بزور شمشیر فتح کئے انہیں جیسا کہ
مدنی قرآن کا مدعا ہے عمر فاروقؓ نے فوج میں تقسیم نہیں کیا انہوں نے صرف منقولہ
سامان اور زر و سیم ہتھیار، مویشی اور قیدیوں کو ہی مال غنیمت قرار دیا جو معرکۂ کارزار
میں لڑائی کے دوران یا دشمن کی ہزیمت کے بعد اس کے کیمپ یا بھاگتے ہوئے
سپاہیوں سے حاصل ہوا تھا۔ مفتوحہ اراضی پر جو مدنی قرآن کی منشا کے مطابق
تقسیم ہونی چاہئے تھی، خلیفہ نے زراعتی محصول لگایا اور مقامی باشندوں کو جو
اراضی کے مالک یا کاشتکار تھے اور جنہیں مدنی آیت کی رو سے غلام بنا لینا چاہیے
تھا آزاد چھوڑ دیا اور ان سے جزیہ وصول کیا۔

غنیمت کے علاوہ مدنی قرآن نے فراہمی دولت کی دوسری اصل جزیہ قرار دی ہے۔

۱۔ قرشی بحوالہ ابن حنبل ۔ [illegible]

قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر ولا یحرمون ما حرم اللہ و رسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتاب حتی یعطوا الجزیۃ عن ید و ھم صاغرون ۔ (توبہ) کی آیت میں اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں صرف اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ سے جزیہ لینے کی اجازت ہے لیکن رسول اللہؐ نے ساحل بحرین، ہجر، قطیف اور عمان کے پارسیوں سے بھی جزیہ وصول کیا تھا حالانکہ ان پر اہل کتاب کا اطلاق نہیں ہوتا تھا۔ عمل قرآن سے رسول اللہؐ کے اس تجاوز کی پیروی کر کے عمر فاروقؓ نے صابئہ قوم کو جو میسوپوٹامیہ کے ایک وسیع رقبہ میں آباد تھی اہل کتاب کا درجہ دے دیا تھا اور ان کے جانشین عثمان غنیؓ نے شمالی افریقہ کے بربر قبائل کو بھی اہل کتاب کے زمرہ میں شامل کر لیا تھا۔ رسول اللہؐ نے جزیہ کی شرح ایک دینار (پانچ روپے) فی بالغ مقرر کی تھی اور اس میں عورتیں بھی شامل تھیں۔ عمر فاروقؓ نے اس شرح میں وسیع تصرف کر کے اس کے تین گریڈ مقرر کئے۔ چھ روپے سالانہ (بارہ درہم) بالغ مزدوروں، کسانوں اور چھوٹے دستکاروں کے لئے، دوسرا بارہ روپے (چوبیس درہم) سالانہ متوسط حال ذمیوں کے لئے، تیسرا چوبیس روپے (اڑتالیس درہم) مالداروں کے لئے فاروقؓ جزیہ سے بچے، عورتیں، دیوانے، اپاہج بوڑھے اور نادار راہب خارج تھے۔ ذمیوں کے دو طبقے تھے: ایک وہ جس کی بود و باش شہروں اور قصبوں میں تھی اور جو شہری پیشے اختیار کئے ہوئے تھا اور دوسرا وہ جو دیہاتوں میں کاشتکاری کرتا تھا۔ پہلے طبقہ پر صرف جزیہ لازم تھا لیکن دوسرے پر جزیہ کے ساتھ لگان بھی واجب تھا۔ اگر کسی شہر یا قلعہ کی عملداری میں دیہات شامل ہوتے تو اس شہر یا قلعہ کے باشندوں پر جزیہ کے ساتھ وہاں متعین فوجوں کی خورد و نوش کیلئے ۔۔۔۔۔۔۔ غلہ، زیتون کا تیل، سرکہ اور شہد فراہم کرنا ضروری تھا۔

۱۔ بیہقی ۹/[illegible]، بلاذری [illegible]۔

عراق وشام، جزیرہ اور فارس میں عمر فاروقؓ نے جزیہ اور لگان نقد وسیم نیز سامان
خورد و نوش تک محدود رکھا تھا ۲۰ھ میں ان کے سالار اعلیٰ عمرو بن عاصؓ نے مصر
فتح کیا تو نقد وجنس کے علاوہ جن کی مقدار عراق وشام کے جزیہ سے زیادہ تھی مسلمان
فوج کے لئے لباس بھی جزیہ میں داخل کر دیا تھا، مصریوں پر مفروضہ جزیہ اور لگان
کی تفصیل اخبار و آثار کے دو قدیم ترین ماخذوں سے پیش کی جاتی ہے، عمرو بن عاصؓ
نے فقراء کو چھوڑ کر ہر بالغ پر دو دینار (دس روپے) جزیہ لگایا اور ہر صاحب زمین
پر دیناروں کے علاوہ تین اردب (چھ من کے قریب) گیہوں، دو قسط (ساڑھے
تین سیر کے قریب) روغن زیتون، دو قسط سرکہ مسلمان فوج کی خوراک کے لئے (ہر ماہ)
واجب کر دیا، خورد و نوش کا سامان دار الرزق (اسٹور) میں جمع ہو جاتا اور وہاں سے
فوج میں تقسیم کر دیا جاتا، (مصر کی) ساری مسلمان فوج کا شمار کیا گیا اور مصریوں پر
ہر فوجی کے لئے ایک اونی گاؤن (جبہ) ایک برنس (لمبی شکیل ٹوپی) یا عمامہ، شلوار
اور ایک جوڑا چمڑی موزے (خف) یا گاؤن کی بجائے اس کا ہم قیمت قبطی (نرم و
چکنا) کپڑا لازم کر دیا گیا، عمرو بن عاصؓ نے ان مواخذات پر مشتمل ایک تحریر لکھ دی
جس میں تصریح تھی کہ اگر مصریوں نے (بے کم و کاست) تحریر کی پابندی کی تو ان
کی عورتوں، بچوں کو نہ تو بیچا جائے گا، نہ غلام بنایا جائے گا اور نہ ان کے روپے پیسے
اور زمینوں سے تعرض کیا جائے گا، عمر فاروقؓ کو اس قرارداد کی اطلاع دی گئی تو انہوں
نے اس کی توثیق کر دی۔ وضع عمرو علی کل حالم دینارین الا أن یکون
فقیرا والزم کل ذی ارض مع الدینارین ثلاثة أرادب حنطة وقسطی
زیت وقسطی خل وقسطی عسل رزقاً للمسلمین تجمع فی دار الرزق
وتقسم فیهم واحصی المسلمون فالزم جمیع أهل مصر لکل رجل منهم
جبة صوف وبرنسا او عمامة وسراویل وخفین فی کل عام
أو یعدل الجبة الصوف ثوبا قبطیا وکتب علیهم کتابا وشرط

انهم إذا ادوا ذلك الى الامام لم يأخذهم ولا يضربوا وان يقتصروا مما لهم وكتب ذلك لهم في ايديهم فاجاز عمر ذلك[۱]

جزیہ اور لگان کے علاوہ عمر فاروقؓ نے عراق کے ذمیوں پر کئی مزید مالی اخراجات بھی عائد کئے تھے۔ ان کی ایک مالی ذمہ داری یہ تھی کہ اگر کوئی مسلمان یا مسلمان پارٹی یا فوج ان کے دیہاتوں سے گذرے تو تین دن اور بقول بعض ایک دن رات ان کی رہائش اور خورد ونوش کا اپنے خرچہ سے انتظام کریں۔ مالک بن انس عن نافع عن اسلم مولی عمرؓ ان عمر ضرب الجزیۃ علی اھل الذھب اربعۃ دنانیر وعلی اھل الورق اربعین درھما مع ذلك ارزاق المسلمين وضيافتهم ثلاثة ايام[۲] ذمیوں کی ایک دوسری ذمہ داری یہ تھی کہ اپنے علاقہ کے راستوں اور پلوں کی نگرانی کریں اور اپنے خرچہ سے ان کی مرمت کرائیں۔ اگر مسلمان فوجوں کی نقل و حرکت سے ان کے کھیتوں یا باغوں کو نقصان پہنچتا یا مسلمان مجاہدان کے باغوں سے پھل توڑ لیتے تو اس نقصان کی تلافی جزیہ یا لگان میں تخفیف کر کے نہیں کی جاتی تھی۔

كان اصلاحهن للطرق والجسور والاسواق والحرث والدلالة مع الجزية وكانت الدهاقين للجزية عن ايديهم والعمارة وعلى كل إرشاد وضيافة ابن السبيل من المهاجرين وكانت الضيافة لمن افاءالله خاصة ميراث. وكان صلح عمر الذى صالحم عليه اهل الذمة انهم ان غشوا المسلمين لعدوهم برئت منهم الذمة وان سبوا مسلما ان ينهكوا عقوبة وان قاتلوا مسلما يقتلوا وعلى عمر منعتهم وبرئ عمر إلى كل ذي عهد من معرة الجيوش[۳]

۱ے بلاذری صفحہ ۲۲۰   ۲ے ابن سلام صفحہ ۴۲   ۳ے طبری ۲۴۰۸/۱ ، یعقوبی ، ابن عبدالحکم صفحہ ۱۵۲
ابن سلام ، ۱۴۵ ، ۱۵۱ ،

عراق و شام کی فتوحات کے دوران عمر فاروقؓ نے مفتوحہ اقوام پر ان کے علاقوں میں مقیم عرب افواج کے قیام و بقا کے لیے جو دو ٹیکس لگائے تھے ایک بشکل نقد (جزیہ) اور دوسرا بصورت جنس (لگان) ان سے وہاں کی فوجیں خود کفیل ہو گئی تھیں اور مرکز ان کے اخراجات سے پوری طرح سبکدوش ہو گیا تھا، اس کے ذمہ ان فوجوں کے ہتھیاروں، سواری اور زاد راہ کی فراہمی رہ گئی تھی جو عراق و شام کے مورچوں کو وقتاً فوقتاً بھیجی جاتی تھیں، ان فوجوں کا خرچہ نکالنے کے بعد عمر فاروقؓ کے خزانہ میں بہت سارا روپیہ بچ رہتا تھا جس کا کچھ حصہ وہ مدینہ کے باشندوں میں بانٹ دیتے تھے۔ لیکن آمدنی اس تیزی اور اتنے وسیع پیمانہ پر بڑھتی جا رہی تھی کہ اس کا کوئی مستقل اور باضابطہ مصرف نکالنے کی ضرورت تھی، عمر فاروقؓ نے اس امنڈتی ہوئی دولت کو ٹھکانے لگانے کا جو نظام قائم کیا وہ دیوانِ عطا کے نام سے مشہور ہے، اس ادارہ کے ماتحت ان مسلمانوں کی سالانہ تنخواہ اور خوراک کے لیے ماہانہ راشن مقرر کر دیا گیا جنہوں نے ہجرت کے بعد سے اب تک ایک بار یا زیادہ جہاد کیا تھا یا جو آنیوالی جنگوں میں شرکت کے لیے تیار تھے، سالانہ تنخواہوں کے یہ نو گریڈ تھے:

پہلا گریڈ۔ ڈھائی ہزار روپے مہاجرین قریش کے لئے جنہوں نے جنگ بدر میں حصہ لیا تھا۔

دوسرا گریڈ۔ دو ہزار روپے ان انصاریوں کے لئے جنہوں نے جنگ بدر میں حصہ لیا تھا نیز ان لوگوں کے لئے جنہوں نے بدر کے بعد معاہدہ حدیبیہ (سنہ ۶ھ) تک کے معرکوں میں شرکت کی تھی۔

لے بلاذری ص[illegible]، ابن سعد [illegible]، ابن سلام ص[illegible]، بیہقی [illegible]

تیسرا گریڈ - ڈیڑھ ہزار روپے، ان لوگوں کے لئے جنھوں نے معاہدۂ حدیبیہ اور اس کے بعد عہد صدیقی وفاروقی میں جنگ قادسیہ ۱۴ھ سے قبل کی جنگوں میں حصہ لیا تھا۔

چوتھا گریڈ - ایک ہزار روپے، عراق کی جنگ قادسیہ (۱۴ھ) یا شام کی جنگ یرموک (۱۵ھ) میں شرکت کرنے والوں کے لئے۔ ان دو جنگوں میں جن غازیوں نے شجاعت کے جوہر دکھائے تھے ان کا گریڈ سوا ہزار روپے تھا۔

پانچواں گریڈ - پانچسو روپے، قادسیہ اور یرموک کے معرکوں کے بعد عراق وشام کے محاذوں پر آنے والے سپاہیوں کی پہلی کھیپ کے لئے۔

چھٹا گریڈ - ڈھائی سو روپے دوسری کھیپ کے لئے۔

ساتواں گریڈ - ڈیڑھ سو روپے، تیسری کھیپ کے لئے۔

آٹھواں گریڈ - سوا سو روپے، چوتھی کھیپ کے لئے۔

نواں گریڈ - سو روپے، پانچویں کھیپ کے لئے، یہ سب سے چھوٹا گریڈ تھا اور ہر عرب کو جو مدینہ آکر جہاد کے لئے آمادگی ظاہر کرتا دیا جاتا تھا۔

تنخواہ پانیوالے مردوں کے بیوی بچوں کی بھی تنخواہیں مقرر کر دی گئیں:

پہلا گریڈ - ڈھائی سو روپے، مجاہدین بدر کی بیویوں کیلئے۔

دوسرا گریڈ - دو سو روپے، بدر کے بعد کی جنگوں اور معاہدۂ حدیبیہ (سنہ ۶ھ) میں حصہ لینے والوں کی بیویوں کیلئے۔

تیسرا گریڈ - ڈیڑھ سو روپے، معاہدہ حدیبیہ کے بعد سے قبل از قادسیہ واقع ہونیوالی جنگوں کے مجاہدوں کی بیویوں کیلئے۔

چوتھا گریڈ - سو روپے، جنگ قادسیہ میں شریک مجاہدوں کی بیویوں کیلئے۔

پانچواں گریڈ - پچاس روپے، جنگ قادسیہ کے بعد کے غازیوں کی

۱- طبری ج ۲/۱۴۲-۱۴۳ - ۲- بلاذری صفحہ ۴۲۹، ابن سلام صفحہ ۲۲۵، ۲۴۱۔

بیویوں کیلئے[1] اخبار و آثار کے ایک اسکول کی رائے ہے کہ عورتوں کا سب سے بڑا گریڈ ڈیڑھ ہزار تھا اور یہ ان خواتین کو ملتا تھا جو ہجرت کر کے مدینہ آگئی تھیں[2]

اولاد کی تنخواہیں:

پہلا گریڈ - ایک ہزار روپے[3]، مجاہدین بدر کے بالغ لڑکوں کیلئے -

دوسرا گریڈ - سو روپے، مجاہدین بدر کے نابالغ لڑکوں کیلئے -

تیسرا گریڈ - پچاس روپے، دودھ پیتے بچوں کیلئے -

نقد تنخواہ کے علاوہ عمر فاروقؓ نے مسلمان غازیوں کے کھانے کا بھی انتظام کیا جو بشکل راشن انہیں ملتا تھا، تنخواہ کے مستحق صرف مسلمان تھے لیکن راشن غلاموں کو بھی دیا جاتا تھا، راشن کی مقدار فی کس دو جریب تھی اور تنخواہ پانیوالے ہر مرد کے علاوہ اس کے بیوی بچوں اور غلاموں کو بھی راشن ملتا تھا، جریب ملک شام کا پیمانہ تھا جسے مُدی بھی کہتے تھے، اس میں تقریباً ساڑھے بائیس سیر غلہ سماتا تھا، عمر فاروقؓ نے ساٹھ غریبوں کو بلا کر انہیں پیٹ بھر روٹی کھلائی تو دو جریب آٹا خرچ ہوا، اس بنا پر انہوں نے فرد واحد کے ساٹھ وقت (ایک ماہ) کا غلہ دو جریب[4] مقرر کر دیا جو ایک من پانچ سیر کے بقدر تھا، غلہ کے علاوہ راشن میں تقریباً ساڑھے تین سیر (دو قسط) سرکہ اور روغن زیتون بھی مقرر کیا گیا[5]

حضرت عمر فاروقؓ کی شاندار فتوحات نے مسلمانوں کی نظر میں ان کی قدر و منزلت بڑھائی ہی تھی، دیوانِ عطا نے ان کی شخصیت میں اور زیادہ کشش

---

[1] طبری ۱/۲۳/۲۳، [2] ابن سعد ۳/۲۱۴، بلاذری صفحہ ۴۵۰ - [3] ابن سعد ۳/۴۱۹، ۲۹۵، بیہقی ۶/۳۵۰ [4] لسان العرب مادہ مدی - [5] بلاذری صفحہ ۴۶۲، ابن سلام صفحہ ۲۴۸، بیہقی ۴/۳۴۷ - [6] بلاذری صفحہ ۴۵۱، ۲۳۷ - ابن سلام صفحہ ۲۶۱ -

پیدا کردی۔ اگر کہا جائے کہ وہ قومی ہیرو بن گئے تو بیجا نہ ہوگا۔ مسلمانوں کے سوادِ اعظم نے دیوانِ عطاء کا پرجوش خیر مقدم کیا۔ لوگ عمر فاروقؓ کی درازیٔ عمر کی دعائیں مانگنے لگے، مجلسوں میں ان کی تعریف ہونے لگی، محفلوں میں ان کے اقدامات کو سراہا جانے لگا۔ آئندہ نسلیں بھی جو عمر فاروقؓ کی فتوحات سے مرعوب تھیں اور ان کے دیوانِ عطاء نیز نظامِ جزیہ و مالگذاری کی برکتوں سے بہرہ ور تھیں مسلمانوں کا زبردست محسن، سیاسی تدبر کا پیکر اور دینی سمجھ بوجھ کا دیوتا تصور کرنے لگیں۔

خطوط

حضرت عمر فاروقؓ کے خطوط کے بارے میں متعدد لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ ثقاہت کی میزان میں ان کا پایہ کیا ہے؟ اس سوال کا تحقیقی جواب سمجھنے کیلئے ایک تمہیدی مقدمہ ذہن نشین کرنا ضروری ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے دس سال سے زیادہ حکومت کی اور اس عرصہ میں کوئی دن ایسا نہیں گذرا جب ان کے فوجی کمانڈر کسی نہ کسی محاذ پر جنگ و قتال میں مصروف نہ رہے ہوں، روزانہ ان کے پاس جنگی محاذوں، صوبائی گورنروں اور زکات کلکٹروں کے ایلچیوں کا تانتا بندھا رہتا تھا جو فتح، صلح، معاہدہ، رسد، ہتھیار، مالِ غنیمت، جزیہ، زکات اور دوسرے بہت سے سول اور فوجی امور سے متعلق خط اور پیغامات لیکر آتے رہتے تھے جن میں بہت سے فوری جواب کے محتاج ہوتے تھے۔ عمر فاروقؓ کا نہ کوئی دفتر تھا، نہ دفتری عملہ، ان کا طریق کار یہ تھا کہ کمانڈر، گورنر یا زکات کلکٹر کے خط کے نیچے یا پشت پر ایک دو یا چند جملوں میں حکم کا لب ولباب ثبت کر دیتے اور متعلقہ ہدایات کمانڈر، گورنر اور زکات کلکٹر کو پہنچانے کے لئے سفیروں کے گوش گذار کر دیتے، اگر ان افسروں کی طرف سے کوئی خط نہ ہوتا بلکہ سفیروں کی معرفت زبانی پیغام آتے تو وہ ایک چھوٹے سے

کاغذ یا اس کی عدم موجودگی میں چمڑے کے ٹکڑے پر ہدایت کا جوہری حصّہ لکھ دیتے اور ثانوی اہمیت کی ہدایات متعلقہ افسروں کو پہنچانے کیلئے سفیروں کو زبانی بتا دیتے تھے، کبھی ایسا ہوتا کہ ملاقاتیوں اور موفدوں کے ہجوم میں خلیفہ کو ایک دو جملے تک لکھنے کا موقع نہ ملتا تو کسی پڑھے لکھے معتمد سے کہہ دیتے کہ حکم کا لب ولباب کاغذ پر لکھ کر سفیروں کو دیدے ، عمر فاروقؓ مہر روز درجنوں خطوط اور جواب طلب استفسارات کو اس طرح ٹھکانے لگایا کرتے تھے ، دوسرے تینوں خلفاء کا بھی کم و بیش یہی طریق کار تھا، عمر فاروقؓ کا حکم جب کمانڈر ، گورنر یا زکاۃ کلکٹر کے پاس اس کے اپنے خط کی پشت پر یا کسی دوسرے کاغذ کے ٹکڑے پر لکھا ہوا موصول ہوتا تو وہ اگر محاذِ جنگ پر ہوتا تو اپنی فوج کے سامنے، کسی علاقے کا گورنر ہوتا تو اپنے مشیروں اور صلاح کاروں کے سامنے اور کسی بستی کا زکاۃ کلکٹر ہوتا تو مسجد کے نمازیوں کے سامنے پڑھ کر سنا دیتا اور متعلقہ ہدایات ایلچی سے سنوا دیتا۔ حکم سنانے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے بعد خط کی اہمیت ختم ہو جاتی اور وہ اکثر وبیشتر ضائع ہو جاتا تھا۔

مختصر نویسی کا سب سے بڑا سبب تو سرکاری کاموں کا ہجوم اور دفتری عملہ نیز منشیوں کا فقدان تھا اس کے علاوہ یہ بات بھی تھی کہ عمر فاروقؓ دوسرے تینوں خلفاء کی طرح باقاعدہ پڑھے لکھے آدمی نہیں تھے، عرب معاشرہ میں نہ علمی ماحول تھا، نہ مدارس، نہ اسکول اس لئے عربوں کو نہ تو خطاطی کی مشق ہوتی تھی نہ انشا پردازی کی تربیت حاصل کرنے کا موقع ملتا تھا، معمولی تجارتی خط و کتابت سے زیادہ ان کے قلم کی پرواز نہ تھی، مختصر نویسی کا ایک محرک کاغذ کی کمیابی اور گرانی بھی تھا، اس کی مانگ حکومتوں کے دفاتر میں اتنی زیادہ تھی کہ بازاروں میں یا تو ملتا ہی نہ تھا اور اگر ملتا تو بہت گراں، اس لئے تحریر میں بڑے ایجاز و اختصار سے کام لیا جاتا تھا، اکثر کاغذ نہ ہونے کی صورت میں چمڑے پر بھی سرکاری احکام دفتر میں لکھے جاتے تھے اور معاشرہ میں دلچسپ اختصار نویسی کی چھاپ چمڑے کی تحریروں پر بھی ہوتی تھی۔

قید تحریر میں آنے سے پہلے عمر فاروقؓ اور دوسرے تینوں خلفاء کے خطوط کئی پشتوں یا ستر اسی برس تک یادداشت سے بیان ہوتے رہے، مگر وہ ایام بڑھاپے بیماری اور جسمانی کمزوری صاحب حافظہ کے خاص رجحانات یا نئے حالات کے عمل اور رد عمل سے حافظہ میں محفوظ واقعات اور اقوال کبھی بگڑ جاتے ہیں اور کبھی بدل جاتے ہیں اور ستر اسی برس تک حافظہ کی تحریر پر کتاب سے نقل کے دوران عمر فاروقؓ کے خطوط بھی بگڑتے اور بدلتے رہے۔

حافظہ کی غلط کاری کے علاوہ خط بیان کرنیوالے بھی جان بوجھ کر ان میں اضافے کر دیتے تھے، عمر فاروقؓ کے بہت سے مطبوعہ خطا ایسے ہیں جن کا مضمون اور حجم ایک ہی موضوع پر ہونے کے باوجود ایک دوسرے سے مختلف اور مختلف راویوں کی زبانی نقل ہونے سے ان کی شکلیں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوگئی ہیں۔ مضمون و حجم کا اختلاف اور تعدد اشکال اس بات کی واضح دلیل ہے کہ راویوں نے اپنی طرف سے ان میں اضافے کر دیئے ہیں۔ اضافوں کا مقصد یہ تھا کہ کاتب کی شخصیت ترک دنیا، خدا ترسی، جوش جہاد، قانونی مہارت، سیاست و تدبر، مسلمانوں کی خیر اندیشی اور اس طرح کے اچھے صفات سے متصف ہو جاتے اور پڑھنے والوں کی دل میں ان کی عظمت و تقدس کے نقوش گہرے ہو جائیں۔ عمر فاروقؓ کے درجنوں خطوں کے مضمون میں تناقض یا بنیادی فرق معنی بھی پایا جاتا ہے، یہ صفت زیادہ تر ایسے خطوط میں پائی جاتی ہے جن کا تعلق حدود (حلال و حرام) اقتصادی معاملات یا مالی فائدہ اور نقصان سے ہوتا ہے، راویوں نے ایسے خطوط خود تصنیف کرکے عمر فاروقؓ کی طرف منسوب کر دیئے ہیں تاکہ ان کے نقطۂ نظر میں وزن پیدا ہو جائے، خاص و عام اسے قبول کرلیں اور قاضی و مفتی اس کے مطابق فیصلے اور فتوے دینے لگیں۔ پہلی صدی کے نصف ثانی میں تابعی محدثوں نے بڑے صحابہ بالخصوص ابو بکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، علیؓ، زید بن ثابتؓ اور عبداللہ بن عباسؓ کے اجتہادات، آثار اور فیصلوں کو حدیث نبویؐ کا درجہ

دیا تھا اس لئے ان کے اوامر و نواہی حدیث کی طرح واجب العمل ہو گئے تھے۔

حدیث و آثار کے شعبہ میں خلفائے اربعہ کے خطوط اور تقریریں بھی داخل ہیں۔ وضع کا کاروبار منظم طریقہ پر قرن اول میں رائج تھا۔ وضع حدیث کی ابتدا رسول اللہ کی زندگی ہی میں ہو گئی تھی۔ لوگ اپنے مقصد کی خاطر حدیثیں بنا کر ان کی طرف منسوب کرنے لگے تھے۔ رسول اللہ نے "من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار" جیسی وعیدوں سے اس رجحان کی روک تھام کرنا چاہی لیکن لوگ باز نہیں آئے۔ شیخین کے زمانہ میں وضع حدیث کا رجحان اتنا بڑھ گیا تھا کہ وہ کوئی حدیث اس وقت تک قبول نہ کرتے جب تک صاحب حدیث دو گواہوں سے اس کے مستند ہونے کی توثیق نہ کر دیتا۔[۱] زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ مادی فائدوں کی خاطر لوگ جھوٹی گواہی بھی دینے لگے اس لئے چوتھے خلیفہ علی حیدر حدیث کی توثیق میں گواہی قبول نہیں کرتے تھے۔ وہ اسی وقت کسی حدیث کو درخور اعتنا سمجھتے تھے جب صاحب حدیث اس بات کا حلف لیتا کہ وہ موضوع نہیں ہے۔[۲]

بنو امیہ کے زمانہ (۴۱ھ تا ۱۳۲ھ) میں وضع حدیث و آثار کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ اس زمانہ میں محدث طبقہ جو رسول اللہ نیز صحابہ کا جانشین و ترجمان ہونے کا مدعی تھا، معاشرہ پر چھایا ہوا تھا اور عوام نیز بیشتر خواص کی مذہبی، مذہبی اور قانونی قیادت اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس طبقہ نے خاص و عام کے دماغ میں یہ خیال راسخ کر دیا تھا کہ کسی پڑھے لکھے مسلمان کے لئے اپنے اجتہاد و تدبر سے قانون بنانا جائز نہیں ہے اور قانون کے لئے اسے صرف قرآن، حدیث اور بڑے صحابہ کے اجتہاد اور آراء ہی کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ زندگی کے بدلتے

۱۔ ذہبی ۱/۲/۱

۲۔ کتاب الامام شافعی ۷/۳۰

ہوئے حالات میں نت نئے مسائل پیدا ہوتے رہتے تھے اور ان تینوں ماخذوں میں جب کسی مسئلہ کا قانونی حل نہ ملتا تو اس طبقہ کے بہت سے محدث رسول اللہ اور بڑے صحابہ کے ترجمان کی حیثیت سے اپنے اجتہاد سے قانون بنا لیتے تھے اور اس میں مناسب اسناد لگا کر رسول اللہؐ کے کسی بڑے صحابی بالخصوص عمر فاروقؓ کی طرف جو صحابہ کے زمرہ میں سب سے زیادہ مقبول تھے، منسوب کر دیتے تھے۔ ان محدثوں کو اندیشہ تھا کہ دوسرے مسلمانوں کیلئے قانون سازی کا دروازہ کھولنے سے وہ خود معاشرہ میں جنس کاسد ہو کر رہ جائیں گے۔ مسلمان اپنے اجتہاد اور تدبر سے کام لے کر قانونی ضرورتیں پوری کرنے لگیں گے، انکا سہارا لینا چھوڑ دیں گے۔ ان کی حدیث و آثار کا سارا سرمایہ جس کے وہ نگہبان تھے بیکار ہو جائے گا معاشرہ میں ان کی مانگ ختم ہو جائے گی، قدردانوں سے انہیں جو اقتصادی فوائد حاصل تھے بند ہو جائیں گے اور خاص و عام کی مذہبی، اخلاقی اور قانونی قیادت ان کے ہاتھ سے نکل جائیگی وضع حدیث و آثار کی غیر معمولی گرم بازاری دیکھ کر قرن اول کے ایک نقاد حدیث کو کہنا پڑا۔ میں نے نیک لوگوں (محدثوں) کو ہر بات سے زیادہ حدیث کے معاملہ میں جھوٹا پایا ہے (یحییٰ بن سعید قطان عن ابیہ لم نر الصالحین فی شئی اکذب منھم فی الحدیث)[۱] اس گرم بازاری کی ایک وزنی شہادت سے بھی خوب فراہم ہو جاتی ہے کہ بخاری نے ساڑھے چھ لاکھ حدیثوں میں سے صرف ڈیڑھ دو ہزار حدیثوں کو مستند پا کر اپنی صحیح میں جگہ دی ہے۔

ذیل میں فاروقی خطوط کی کچھ مثالیں بیان کی جاتی ہیں تاکہ قاری کو مذکورہ بالا تمہیدی مقدمہ میں پیش کی ہوئی رائے کے صحیح ہونے کا اطمینان ہو جائے۔

اختلاف مضمون، اختلاف حجم اور متعدد اشکال والے خطوط

موضوع۔ شامی افواج کی سپہ سالاری سے خالد بن ولیدؓ کی معزولی اور ابوعبیدہؓ

۱۔ فجر الاسلام احمد امین صفحہ ۲۶۰ بحوالہ نووی شارح صحیح مسلم۔

بن جراح کا تقرر

خط کی پہلی شکل

اگر خالد اس بات کا اقرار کریں کہ انہوں نے میری بابت جھوٹی باتیں کہی ہیں تو وہ اپنے عہدہ پر بحال رہیں گے ورنہ معزول ہیں اور تم سپہ سالار ہو تم ان کا عمامہ اتار لینا اور ان کی آدھی دولت ضبط کر لینا۔ (طبری ۴/۶۷)

خط کی دوسری شکل

تمہیں سپہ سالار مقرر کرتا ہوں، اگر خدا یرموک کی جنگ میں تمہیں کامیابی عطا کرے تو خالد کے ساتھ عراق سے آئی ہوئی فوج کو عراق لوٹا دینا نیز ان سپاہیوں کو تمہارے پاس آنے والی کمک سے لوٹنا پسند کریں۔ (طبری ۴/۴۳)

خط کی تیسری شکل

میں نے تمہیں شام کا گورنر اور اسلامی فوج کا سالار مقرر کیا ہے اور خالد کو اس عہدہ سے معزول کر دیا ہے۔ والسلام (فتوح الشام منسوب بہ واقدی ۲/۴)

خط کی چوتھی شکل

میں تمہیں اس خدا سے ڈرنے کی تلقین کرتا ہوں جو ہمیشہ رہنے والا ہے اور جس کے سوا ہر شے فانی ہے، جس نے ہمیں گمراہی سے نکال کر سیدھا راستہ دکھایا اور اندھیرے سے ہٹا کر روشنی میں لا کھڑا کیا، میں نے تمہیں خالد بن ولیدؓ کے لشکر کا سپہ سالار مقرر کر دیا ہے مسلمانوں کی دیکھ بھال میں لگ جاؤ جو حیثیت امیر تمہارے اوپر عائد ہوتی ہے، غنیمت کی امید میں انہیں کسی پُرخطر مہم پر نہ بھیجو اور کسی جگہ ٹھہرانے سے پہلے وہاں کے حالات اور راستے سے واقفیت حاصل کر لو، کہیں فوج بھیجو تو اس بات کا خیال رکھو کہ اس میں غازی کثیر تعداد میں ہوں، تمہارا کوئی فعل یا قول کا سوال ایسی نہ ہو جس سے مسلمان تباہ ہو جائیں خدا نے تمہیں میرا ماتحت بنا کر تمہاری آزمائش کی ہے اور مجھے تمہارا حاکم بنا کر میری، دنیا کے ٹھاٹ باٹ سے نظریں ہٹاؤ اور دنیا کی محبت دل میں نہ

خدا آپ دونوں کو خیردار کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا کی محبت تمہیں ہلاک کر دے جس طرح پچھلی قوموں کو ہلاک کیا ہے۔ تم نے ان کی تباہی اپنی آنکھوں سے دیکھ لی ہے۔
(طبری ۴/۲۹۸)

خط کی پانچویں شکل

بحمد اللہ تمہارے پاس اتنی فوج ہے کہ دمشق کا محاصرہ بخوبی کر سکتے ہو۔ یہ خط پڑھ کر سالاران فوج کو جمع کرو اور سا تھ ہی اس خط کو پڑھ کر سناؤ تا کہ انہیں تمہاری سپہ سالاری اور خالد کی معزولی کا علم ہو اور وہ ان کی بجائے تمہارے حکم کی تعمیل کریں۔ جن لوگوں کی تمہیں ضرورت نہ ہو انہیں میرے پاس بھیج دو اور جن کے بغیر تمہارا کام نہ چلتا ہو انہیں اپنے پاس رکھو۔ خالد ایسے لوگوں میں ہیں جن کے بغیر تمہارا گذارا نہیں ہو سکتا اس لئے انہیں ساتھ رکھو۔ (تاریخ ابن اعثم ص ۷۵)

خط کی چھٹی شکل

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے ابو عبیدہ بن جراح کو سلام علیک۔ میں خدا کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ تمہیں معلوم ہو کہ ابو بکر صدیق جانشین رسول اللہ کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا کی رحمتیں اور برکتیں ہوں ابو بکر پر جو صحیح کام کرنے والے، انصاف پسند، جائز مواخذہ کرنے والے، نرم مزاج، پاکباز، متواضع اور دانا تھے۔ میں اپنی اور سارے مسلمانوں کی اس مصیبت پر اجر خیر کا طالب ہوں۔ میری خواہش ہے کہ تقویٰ کے ذریعہ گناہ اور برائی سے بچ کر خدا کی رحمت کا مستحق بنوں جب تک زندہ ہوں اس کی اطاعت میں سرشار رہوں، مرنے کے بعد جنت سے بہرہ ور ہوں، بیشک خدا ہر بات پر قادر ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے دمشق کا محاصرہ کر لیا ہے میں نے تمہیں مسلمانوں کا سالار اعلیٰ مقرر کیا ہے۔ حمص اور دمشق کی فوجیں نیز شام کے دوسرے مسلمانوں کی دائیں سے بھی کام لو۔ صرف میرے لکھنے سے اپنا

لشکر خطرہ میں نہ ڈالو جس سے دشمن کو تمہیں نقصان پہنچانے کا حوصلہ ہو۔ جو لوگ تمہارے پاس زائد ہوں انہیں میرے پاس بھیج دو اور جو کام مرد میں تمہارے لئے ضروری ہوں انہیں اپنے پاس رکھو۔ خالد بن ولید کو بھی روک لو کیونکہ ان کے بغیر تمہارا کام نہیں چل سکتا۔ (تہذیب تاریخ دمشق ابن عساکر ۱/۱۴۱)

(۲)

موضوع۔ شام کی سب سے بڑی اور ہیبتناک جنگ یرموک سے متعلق

پہلی شکل

اما بعد۔ تمہارا خط پہنچ گیا۔ تم نے لکھا ہے کہ بزنطیوں نے سمندر اور خشکی سے مسلمانوں پر یورش کر دی ہے اور اپنے پادریوں اور راہبوں کو تم سے لڑنے لائے ہیں۔ ہمارے قابل ستائش مالک کو جو ہمارا مشکل کشا ہے جس ذات گرامی نے ہم پر احسان کئے ہیں اور جو ہمیشہ ہمیں اپنی نعمتوں سے نوازتا رہا ہے ان پادریوں اور راہبوں کی موجودگی کا اس وقت علم تھا جب اس نے محمدؐ کو برحق مبعوث کیا۔ فتوحات سے ان کی عزت افزائی کی اور دشمن کے دلوں کو مرعوب کر کے ان کی مدد فرمائی جس نے فرمایا اور اس کا کوئی وعدہ جھوٹا نہیں ہوتا: یہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو کتاب ہدایت اور سچا دین دیکر بھیجا تاکہ اسے سارے دینوں پر غالب بنا دے خواہ مشرکوں کو یہ بات کتنی ہی ناگوار ہو۔ هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون۔ لہٰذا بزنطی لشکر کی کثرت تعداد کی خبروں سے ہراساں نہ ہو کیونکہ خدا ان کی مدد نہیں کریگا اور جس کی خدا مدد نہ کرے اس کے لئے فوج کی کثرت بیکار ہوتی ہے ایسے شخص کو خدا اس کے بل بوتے پر چھوڑ کر الگ ہو جاتا ہے۔ تم اپنی قلت تعداد سے بھی مت گھبراؤ کیونکہ خدا تمہارے ساتھ ہے اور جس کے ساتھ خدا ہو وہ کبھی کم نہیں ہوتا۔ پس تم جہاں ہو وہیں ڈٹے رہو حتیٰ کہ دشمن کا تم

سے مقابلہ ہو اور خدا کی مدد سے تمہیں فتح حاصل ہو۔ وہی بہترین مددگار ہے
اور معاون ہے۔ تمہارے ان الفاظ سے مجھے تعجب ہوا کہ اگر مسلمان دشمن
کے سامنے ڈٹے رہے تو سمجھ لیجئے کہ وہ تباہ ہوئے اور اگر دشمن سے
ڈر کر بھاگ گئے تو سمجھ لیجئے ان کا دین ایمان گیا کیونکہ ان سے ایک ایسا
عظیم فتنہ آیا ہے جس سے عہدہ برا ہونا ان کے بس سے باہر ہے الا یہ
کہ خدا فرشتے بھیج کر ان کی دستگیری فرمائے یا خود لشکر لے کر آئے۔ بخدا
اگر تم یہ فقرہ استثناء نہ لکھتے تو بہتر کرتے۔ میری جان کی قسم اگر مسلمان ان کے
سامنے ڈٹے رہے اور صبر کا دامن نہ چھوڑا اور قتل ہوئے تو ان کی قربانی
ضائع نہ ہوگی۔ بلاشبہ خدا انہیں عمدہ انعام دیگا۔ خدا نے بزرگ و برتر کہا ہے:
ان میں سے کچھ مر گئے اور کچھ موت کے منتظر ہیں اور انہوں نے اپنی وفاداری
میں کوئی تبدیلی نہیں کی ہے۔ فمنہم من قضی نحبہ ومنہم من
ینتظر وما بدلوا تبدیلا (احزاب) بڑے خوش نصیب ہیں
وہ جنہیں شہادت کی نعمت حاصل ہو۔ تمہارے سمجھدار مسلمان ساتھیوں
کے لئے وہ جانباز اچھی مثال بن سکتے ہیں جو رسول اللہؐ کی لڑائیوں میں
ان کے گرد لڑتے ہوئے مارے گئے تھے۔ جو لوگ اللہ کی خاطر لڑے
وہ نہ تو کبھی بے بس ہوئے اور نہ موت سے ڈرے۔ رسول اللہؐ کے بعد
جو لوگ زندہ رہے وہ بھی دشمن یا موت سے خائف نہیں ہوئے اور نہ
مصیبتوں کے سامنے انہوں نے کبھی گھٹنے ٹیکے بلکہ انہوں نے اپنے
پیشروؤں کی مثال نظر میں رکھی اور ان لوگوں سے جہاد کیا جنہوں نے
ان کی مخالفت کی یا اسلام قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہوئے۔ خدا نے صبر
کرنے والوں کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے: "ایسے کتنے ہی نبی گزرے
ہیں جن کے ساتھ بہت سے خدا پرست لڑائی میں شریک ہوئے جنہوں
نے خدا کی خاطر مصائب جھیلے لیکن ان کے ارادہ یا عمل میں کوئی کمزوری

پیدا نہیں ہوئی نہ انہوں نے دشمن کے سامنے گھٹنے ٹیکے (بلکہ صبر کیا) اللہ صبر کرنیوالوں کی قدر کرتا ہے (جنگ کے مصائب میں) ان کی زبان پر بس یہ الفاظ تھے، مالک ہمارے گناہ معاف کر اور ہماری بے اعتدالیوں سے درگزر فرما، دشمن کے مقابلہ میں ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافروں پر ہمیں فتح عطا کر، اللہ نے انہیں دنیا اور آخرت کے عمدہ انعام سے نوازا، اللہ نکوکاروں کا قدردان ہے" ان آیات میں ثواب دنیا سے مال غنیمت اور فتح مراد ہے اور ثواب آخرت سے مغفرت و جنت۔

میرا یہ خط پڑھ کر لوگوں کو سنانا اور تاکید کرنا کہ اسلام کی سربلندی کے لئے مردانہ وار لڑیں اور (سخت سے سخت) مشکلات کو برداشت کریں خدا انہیں دنیا اور آخرت نعمتوں سے سرفراز کریگا، تمہارا یہ کہنا کہ مسلمانوں کا مقابلہ ایک ایسے لشکر سے ہے جس سے وہ عہدہ برآ نہیں ہو سکتے تو اگر تمہارے اندر یہ صلاحیت نہیں ہے تو خدا نے قوی میں لوہے ہمارا مالک برابر ہمیں شکست دینے پر تلا ہوا ہے، خدا کی قسم اگر دشمنوں سے ہم اپنے بل بوتے پر لڑا کرتے تو وہ مدت کے ہمیں تباہ کر چکے ہوتے، ہم تو اپنے مالک خدا کے بھروسہ پر لڑتے ہیں اور اپنے بل پر بالکل اعتماد نہیں کرتے اور اُسی سے نصرت و رحمت کی درخواست کرتے ہیں انشاءاللہ تم بہرصورت کامیاب ہوگے، ضرورت اس بات کی ہے کہ خدا کیلئے قربانی کی سچی لگن تمہارے دل میں ہو اور اپنی ہر مشکل میں بس اسی سے لو لگاؤ، صبر کرو اور دشمن سے ڈٹ کر مقابلہ کرو، رسالے تیار رکھو اور خدا سے ڈرو، اُمید ہے کامیاب ہوگے۔

اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا الله لعلکم تفلحون۔

(ترجمہ از فتوح الشام ازدی ص ۱۴۲ - ۱۴۴)

خط کی دوسری شکل

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عبد اللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے امین الامت ابو عبیدہ اور مہاجرین و انصار کو، سلام علیکم، اس خدا کا سپاسگذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبی محمد پر درود بھیجتا ہوں واضح ہو کہ تمہارے لئے خدا کی مدد ہماری مدد سے بہتر ہے، تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ فوج کی کمی بیشی پر فتح و شکست کا مدار نہیں ہوتا بلکہ خدا کی مدد پر ہوتا ہے وہ فرماتا ہے: تمہاری فوج چاہے کتنی ہی زیادہ تمہارے بالکل کام نہیں آئیگی اور خدا ہمیشہ مومنوں کا ساتھ دیتا ہے۔ لن تغنی عنکم فئتکم شیئاً ولو کثرت و ان اللہ مع المومنین۔

اللہ اکثر کم فوج کو بڑی فوج پر فتح عطا کرتا ہے، فتح اور کامرانی دینے والا صرف خدا ہے، وہ فرماتا ہے، ان میں سے کچھ مر چکے اور کچھ موت کے منتظر ہیں اور انہوں نے اپنی وفاداری میں تبدیلی نہیں کی، فمنہم من قضی نحبہ ومنہم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا (احزاب)

کتنے خوش نصیب ہیں خدا کے دین کے لئے شہید ہونیوالے، کتنے خوش نصیب ہیں خدا پر بھروسہ کرنیوالے! ان مسلمانوں سے جو تمہارے ساتھ ہیں دشمن کا مقابلہ کرو تمہارے سامنے ان مسلمانوں کی مثال ہے جو رسول اللہ کی جنگوں میں شہید ہوئے۔ جنہوں نے بہت سے معرکے لڑے، لیکن دشمن کے سامنے ہمت نہ ہاری حتی کہ خدا کی خاطر انہوں نے جان قربان کردی، جو خدا کی خاطر مرنے سے خائف نہیں ہوئے جنہوں نے اس کی خوشنودی کیلئے جہاد کا پورا پورا حق ادا کیا، جن کی زبان پر لڑتے وقت یہ الفاظ تھے: مالک ہماری خطائیں اور بے اعتدالیاں معاف کردے (میدان جنگ میں) ہمارے قدم جمائے رکھ اور کافروں پر ہمیں فتح عطا کر۔ ربنا اغفر لنا ذنوبنا و اسرافنا فی امرنا

و نبتین اُخذ امنا و انصرنا علی القوم الکافرین (آل عمران)

ان کی قربانی کے صلہ میں خدا نے انہیں دنیا میں بھی انعام دیا اور آخرت میں بھی، خدا نکوکاروں کا قدر دان ہے، میرا یہ خط پڑھ کر مسلمانوں کو سنانا اور انہیں تاکید کرنا کہ خدا کی خاطر لڑیں اور یہ آیت قرآنی تلاوت کرنا: اے ایمان والو صبر کرو اور دشمن سے ڈٹ کر مقابلہ کرو رسالے تیار رکھو خدا سے ڈرتے رہو، امید ہے کامیاب ہوگے۔ یا ایہا الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون (نساء) والسلام علیک و برکاتہ۔ (فتوح الشام ضرب واقدی ۱/۱۰۶

خط کی تیسری شکل

تمہارا خط موصول ہوا جس میں تم نے مجھ سے کمک طلب کی ہے، میں تمہاری توجہ اس ہستی کی طرف مبذول کرتا ہوں جس کا لشکر انسانی لشکر سے جلد تر آنیوالا ہے اور وہ ہستی خدا ہے، اس سے مدد طلب کرو، بدر کے معرکہ میں جس فوج سے محمدؐ کو فتح حاصل ہوئی وہ تعداد میں تم سے کم تھی میرا خط پڑھ کر بزنطیوں سے لڑو اور پھر کمک کیلئے خط نہ لکھنا۔ (تاریخ ابن جوزی ص۲۴ و ازالۃ الخفاء ۲/۱۸۳)

خط کی چوتھی شکل

واضح ہو کہ انسان (مرد مومن) پر چاہے کتنی ہی سخت مصیبت آئے خدا اس کے بعد ضرورات عافیت سے بہرہ ور کرتا ہے ایک مصیبت دو عافیتوں پر ہرگز غالب نہیں آسکتی، اللہ اپنی کتاب میں کہتا ہے: اے ایمان والو صبر کرو اور دشمن کے مقابلہ میں ڈٹے رہو، رسالے تیار رکھو اور خدا سے ڈرو، امید ہے کامیاب ہوگے۔ (مؤطا امام مالک ص۱۶۲، ابو یوسف ص۱۴۵ ابن عساکر ۱/۱۵۹-۱۶۰)

(۳)

موضوع - عمر فاروقؓ نے صحابی عبداللہ بن مسعودؓ کو معلم قرآن اور عمار بن یاسرؓ کو گورنر کوفہ مقرر کیا اور وہاں کے ایک لاکھ سے زائد غازیوں کو خط کے ذریعہ اس کی اطلاع دی جس کی پانچ شکلیں اخبار و آثار کی کتابوں میں ملتی ہیں۔

پہلی شکل:

قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں میں نے (ابن مسعود کو معلم قرآن کی حیثیت سے بھیج کر) تمہاری ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دی ہے، ان سے قرآن سیکھو۔ (طبقات ابن سعد ۳/۱۰۷ و ۳/۲)

دوسری شکل:

کوفہ کے باشندو تم کوفہ کے سرتاج اور میرا وہ تیر ہو جسے میں قریب اور دور کے خطرہ کے وقت چھوڑتا ہوں، میں عبداللہ بن مسعود کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں، انہیں میں نے تمہارے لئے منتخب کیا ہے اور انہیں بھیج کر تمہاری ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دی ہے۔ (ابن سعد ۳/۲)

تیسری شکل:

میں نے عمار بن یاسر کو گورنر اور عبداللہ (بن مسعود) کو معلم قرآن اور وزیر و مشیر بنا کر تمہارے پاس بھیجا ہے، یہ دونوں رسول اللہؐ کے برگزیدہ ساتھیوں میں سے ہیں، ان کا کہا مانو اور ان کی پیروی کرو، میں نے عبداللہ کو تمہارے پاس بھیج کر ایثار سے کام لیا ہے۔ (ابن سعد ۳/۲، تذکرۃ الحفاظ ذہبی ۱/۱۳، ازالۃ الخفاء دوم ص۵۵، کتاب البلدان ابن فقیہ ص۱۶۳)

چوتھی شکل:

میں نے عمار بن یاسر کو تمہارا گورنر اور عبداللہ بن مسعود کو معلم و وزیر مقرر کیا ہے، حذیفہ بن یمان کو دجلہ اور عثمان بن حنیف کو فرات سے سیراب ہونے والے علاقہ کی پیمائش اور لگان بندی کا منتظم مقرر کیا ہے۔ (عربی ۱۲)

پانچویں شکل:

میں تمہارے پاس عمار بن یاسر کو گورنر اور عبداللہ بن مسعود کو معلم و وزیر بنا کر بھیج رہا ہوں یہ دونوں رسول اللہ کے برگزیدہ ساتھی اور بدر کے مجاہدین ان کی اقتدا کرو اور ان کا حکم مانو میں نے عبداللہ کو ایثار کر کے تمہارے پاس بھیجا ہے، میں نے انہیں تمہارے خزانہ کا نگران بنا دیا ہے اور عثمان بن حنیف کو (عراق کے مزروعہ علاقہ) سواد کی پیمائش اور لگان بندی کا منتظم مقرر کیا ہے اور تینوں کے لئے ایک بکری یومیہ راشن کر دی ہے، نصف مع پیٹ کے عمار کے لئے اور بقیہ ابن مسعود اور عثمان کیلئے۔ (ابن سعد

(۴)

موضوع۔ مدینہ اور اس کے مضافات میں بارش نہ ہونے سے سخت قحط پڑا، عمر فاروق رض نے گورنر مصر عمرو بن عاص رض کو غلہ بھیجنے کیلئے خط لکھا جس کی پانچ شکلیں راویوں نے پیش کی ہیں۔

پہلی شکل:۔

عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے عمرو بن عاص کو سلام علیک، میری جان کی قسم اگر تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا پیٹ بھرا ہے تو تمہیں پرواہ نہ ہو اگر میں اور میرے ساتھی بھوکے مریں، مدد، مدد (فتوح مصر ابن عبدالحکم ص ۱۶۱:۱۶۲، حسن المحاضرہ سیوطی ۱/۹۳)

دوسری شکل:

عاص بن عاص کے نام، میری جان کی قسم تم اور تمہارے ساتھی اگر موٹے رہیں تو تمہیں پرواہ نہ ہو اگر میں اور میرے ساتھی سوکھ جائیں، مدد، مدد! (ابن عبدالحکم ص ۱۶۵، فضائل مصر ابن زولاق قلمی ص ۱۹-۲۰

تیسری شکل:

بسم اللہ الرحمن الرحیم، عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے عمرو بن عاص

لسلام علیک، کیا تم چاہتے ہو کہ میں اور میرے علاقہ کے لوگ بھوکے مریں اور تم نیز تمہارے علاقہ کے لوگ زندہ رہیں، مدد، مدد یا (ابن سعد ۲/۲۲۳، انساب الاشراف بلاذری قلمی ۹/۲۲۶)

پچوتھی شکل:-

مدد، مدد عربوں کی مدد! عباؤں میں آٹا بھر کر اونٹوں کا ایک قافلہ میرے پاس بھیجو جس کا اگلا حصہ میرے پاس ہو اور پچھلا تمہارے پاس۔ (معونۃ الکبری مالک بن انس ۱/۲۲۶)

پانچویں شکل:-

مدد، مدد! مجھے آٹے کی بوریاں بھیجو جن میں چربی کے ٹکڑے ہوں۔ (شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید ۳/۱۰۲)

(۵)

موضوع - عمرو بن عاصؓ نے عمر فاروقؓ سے ایک چھوٹا اور سستا آبی راستہ کھولنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا تاکہ آسانی سے غلہ وغیرہ مدینہ بھیجا جاسکے آبی راستہ سے وہ نہر مراد تھی جو فراعنہ کے زمانہ میں دریائے نیل سے بحر قلزم تک کھودی گئی تھی اور جس کی معرفت کشتیاں نیل سے غلہ اور دوسرا سامان حجازی بندرگاہ جار کو لے جاتی تھیں، جس کا فاصلہ مدینہ سے ایک دن رات کی مسافت پر تھا، مصر پر اسلامی قبضہ سے بہت پہلے مناسب دیکھ بھال نہ ہونے سے یہ نہر ریت سے پٹ گئی تھی، عمرو بن عاصؓ نے یہ نہر کھولنے کے بارے میں بااثر مصریوں سے مشورہ کیا تو انہوں نے اس کی مخالفت کی کیونکہ غیر معمولی خرچ کی وجہ سے اور کچھ اس خوف سے کہ نہر کھل گئی تو مصر کا بیشتر غلہ اور بہت سا کپڑا اس کے راستے حجاز چلا جایا کرے گا، عمرو بن عاصؓ نے نہر کھولنے کے عظیم مصارف کا عذر پیش کیا تو عمر فاروقؓ نے غصہ ہو کر ایک پرعتاب خط لکھا جس کی تین شکلیں بیان کی گئی ہیں۔

پہلی شکل:۔

تمہارا خط ملا جس میں تم نے بحری راستہ کھولنے کی مشکلات کا بہانہ کیا ہے
خدا کی قسم تمہیں یہ راستہ کھولنا ہوگا ورنہ میں تمہارے کان اکھیڑ دونگا یا کسی
کو بھیج کر اکھڑوا دونگا۔ (ابن عبدالحکم ص۱۶۵، ابن زولاق ص۲)

دوسری شکل:

بحری راستہ کھولنے کا کام شروع کردو اور جلد از جلد اسے پایہ تکمیل تک
پہنچاؤ، خدا مدینہ کی خوشحالی کے لئے مصر کو برباد کرے۔ (طبری ۴/۲۲۴۔
۲۲۵)

تیسری شکل:

نیل سے سمندر تک نہر کھدواؤ چاہے تمہیں اس پر مصر کا سارا خراج
صرف کرنا پڑے۔ (ابن زولاق ص۱۴)

(۶)

موضوع۔ فارس کے ایک ضلع کلکرشے کے تمام جادوگروں کے قتل سے متعلق
حضرت عمر فاروقؓ کا ایک خط جس کی تین شکلیں اخبار و آثار کی کتابوں
میں ملتی ہیں۔

پہلی شکل:۔

ہر جادوگر اور جادوگرنی کو قتل کردو۔ (ابن سعد ۷/۹۴، ازالۃ الخفاء ۲/۱۲۵)

دوسری شکل:۔

ہر جادوگر کی گردن ماردو اور وہ سارے نکاح فسخ کردو جو پارسیوں نے
ذی محرموں سے کئے ہوں، انہیں کھاتے وقت زمزمہ کرنے (گنگنانے) سے
بھی روکو۔ (کتاب الاموال ابن سلام ص۳۶، سنن دارقطنی ص۲۳۷، کنزالعمال متقی برہان
پوری ۶/۲۲۹)۔

(تیسری شکل)

تمہارے علاقہ میں جو پارسی ہوں ان سے کہو کہ اگر تم ماؤں، بیٹیوں اور

بہنوں سے شادی کرنا چھوڑ دوگے اور مل کر کھانا کھایا کروگے تو ہم تمہیں اہل کتاب (ذمیوں) کا درجہ دیدیں گے، ہر جادوگر اور کاہن کی گردن بھی ماردو۔
(کنز العمال ۲/۳۰۰)

(۶)

موضوع۔ رسول اللہ نے چالیس ہزار درہم سالانہ کے بالمقابل نجران کے عیسائیوں کو جان ومال کی امان دیدی تھی۔ انتقال سے پہلے انھوں نے حکم دیا کہ جزیرۃ العرب میں اسلام کے سوا کوئی مذہب نہ چھوڑا جائے، ابوبکر صدیقؓ سارے ملک میں پھیلی ہوئی بغاوتیں فرو کرنے میں ایسے الجھے رہے کہ انہیں رسول اللہؐ کی وصیت کے مطابق نجرانیوں کو ملک سے نکالنے کا موقع نہیں ملا، عمر فاروقؓ نے خلیفہ ہو کر پہلی فرصت میں نجرانیوں کو جلاوطن کر دیا اور ایک تحریر لکھی جس کا متن ہمارے سامنے دو شکلوں میں آیا ہے۔

پہلی شکل:۔

(امیر المومنین عمر کی طرف سے نجران کے جلاوطن ہونیوالے عیسائیوں کے لئے یہ تحریر لکھی جاتی ہے کہ وہ خدا کی امان میں ہیں، کوئی مسلمان انہیں نقصان نہیں پہنچائیگا اس وعدہ کے تحت جو رسول اللہ اور ابوبکر صدیق نے ان سے کیا تھا، شام اور عراق کے گورنروں کو چاہیئے کہ جب یہ لوگ ان کی عملداری میں پہنچیں تو انہیں زمین دیدیں، جتنی اراضی پر یہ لوگ کاشت کرلیں گے وہ بطور صدقہ اور ان کی چھوڑی ہوئی زمین کے بدلہ میں ان کی ہو جائیگی، کسی کو ان سے یہ زمین لینے کا حق نہیں ہوگا، واضح ہو کہ اگر کوئی ان پر ظلم وستم کرے تو جو مسلمان موقع پر ہوں، انہیں چاہیئے کہ نجرانیوں کی حمایت کریں کیونکہ وہ اسلام کی حفاظت میں آچکے ہیں، نئی جگہ بسنے کے چوبیس ماہ تک ان سے جزیہ نہیں لیا

جائیگا اور بلا لحاظ و زیادتی ان سے صرف اس اراضی کا لگان وصول کیا جائیگا جس پر وہ زراعت کریں گے۔ (ابن سعد ۱/۲۰۵ و کتاب الخراج ابو یوسف ص۳۶)

دوسری شکل:-

واضح ہو کہ شام یا عراق کے جس گورنر کے پاس نجرانی پہنچیں انہیں چاہیئے کہ وہ نجرانیوں کو کاشت کرنے کی اجازت دیں اور جتنی زمین پر وہ کاشت کریں گے وہ ان کی ہو جائیگی خدا کی خوشنودی کی خاطر اور ان کی چھوڑی ہوئی زمین کے بدلہ میں۔ (ابن سلام ص۹۹، فتوح البلدان بلاذری ص۷۶)

(۸)

موضوع: عمر فاروق کو خبر ملی کہ عمرو بن عاص گورنر مصر بہت مالدار ہوتے جا رہے ہیں اور منصب سرکاری آمدنی خورد برد کرتے ہیں تو انہوں نے ایک سرزنش آمیز خط لکھا جس کی تین شکلیں اخبار و آثار کے ناقلوں نے بیان کی ہیں

پہلی شکل:-

میں تمہاری خرافات (صفائی) اور بے تکی باتیں سننا نہیں چاہتا، تمہارا خود کو دیانتدار ظاہر کرنا بے سود ہے، میں محمد بن مسلمہ کو بھیج رہا ہوں، انہیں اپنی آدھی دولت دیدو تم دولت کے چشموں پر بیٹھ گئے ہو اور (جب پکڑے جاتے ہو تو) بہانے بناتے ہو اپنی اولاد کے لئے دولت جمع کر رہے ہو اور اپنے عہدہ سے مستقبل کی خوشحالی کیلئے بنیادیں ہموار کر رہے ہو۔ بلاشبہ تم سامانِ رسوائی جمع کر رہے ہو اور آتش جہنم کا لقمہ بنو گے، والسلام۔ (العقد الفرید ابن عبدربہ و ابن ابی الحدید ۳/۱۰۴)

دوسری شکل:-

بدحیات حاکموں کی حرکتوں کا حال مجھے خوب معلوم ہے، تمہارا خط اس شخص کا سا ہے جسے مواخذۂ حق نے بوکھلا دیا ہو تمہاری دیانت میری نظر میں مجروح ہے محمد بن مسلمہ کو بھیج رہا ہوں تاکہ تمہاری آدھی

دولت بحق سرکار ضبط کرلیں (اپنا سارا مال و متاع انہیں نوٹ کرا دو) اور وہ جو کچھ مانگیں دیدو اور اگر سختی سے پیش آئیں تو درگذر کر دو۔ اس بات میں کوئی شبہ نہیں رہا کہ تم نے ناجائز طریقے سے دولت کمائی ہے۔ (فتوح البلدان بلاذری ص۲۲۳، انساب الاشراف بلاذری قلمی ۹/۲۱۲)

تیسری شکل:۔

سرکاری عہدہ دارو، تم دولت کے سوتوں پر بیٹھ گئے ہو، حرام طریقوں سے روپیہ کماتے ہو، حرام مال کھاتے ہو اور اپنی اولاد کو حرام دولت کا وارث بناتے ہو، محمد بن مسلمہ کو تمہاری نصف دولت ضبط کرنے بھیج رہا ہوں انہیں اپنا سارا مال و متاع دکھا دو۔ (ابن عبد الحکم ص۴۶)

متضاد قسم کے خط

(۱)

موضوع۔ گورنر کوفہ کے نام ایک مسلمان کے بارے میں جس نے کسی ذمی کو قتل کر دیا تھا۔ قاتل کو مقتول کے وارثوں کے حوالے کر دو وہ چاہیں اسے قتل کر دیں اور چاہیں معاف کر دیں۔ (جامع مسانید ابی حنیفہ خوارزمی ۲/۱۷۱)

خط کی پہلی متضاد شکل:۔

اگر قاتل پیشہ ور ہو تو اسے قتل کر دو اور اگر پیشہ ور نہ ہو تو اسے چھوڑ دو۔ (سنن کبریٰ بیہقی ۸/۳۲)

دوسری متضاد شکل:۔ اگر قاتل نے طیش میں آکر قتل کیا ہے تو اس سے دو ہزار روپے بطور دیت دلوا دو اور قاتل پیشہ ور ہو تو اسے قتل کر دو۔ (بیہقی ۸/۳۲، کنز العمال ۷/۳۰۴)

تیسری متضاد شکل:۔

موضوع۔ گورنر بصرہ نے عمر فاروقؓ کو لکھا کہ مسلمان پارسیوں کو برا بھلا کہتے ہیں اور طیش میں آکر مار ڈالتے ہیں۔ انہیں کیا سزا دی جائے تو خلیفہ نے یہ فرمان بھیجا:

پارسی اصولاً غلام ہیں۔ ان کے مقتولوں کا خون بہا (دیت) ایک غلام

کی قیمت کے بقدر (تین سو درہم) مقرر کر دو۔ (کنز العمال ۲/۳۰۲)

(۲)

موضوع۔ عراقی فوج کے سپہ سالار سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس فتح قادسیہ کے دوسرے دن ایک کمک (قیس بن مکشوح کی سرکردگی میں) پہنچی اور مال غنیمت کا حصہ طلب کیا، سعد اس کیلئے تیار نہیں ہوئے اور خلیفہ سے رجوع کیا تو یہ خط آیا:

بلاشبہ مالِ غنیمت ان لوگوں کا حق ہے جو عملاً جنگ میں شریک ہوں۔

(ابن سعد ۳/۲۰۵، بلاذری انساب ۱/۱۲۱، بیہقی ۶/۲۵۵، ۹/۵۰)

خط کی پہلی متضاد شکل

واضح ہو کہ مالِ غنیمت ان لوگوں کا حق ہے جو عملاً جنگ میں شریک ہوں جو لوگ بطور کمک جنگ ختم ہو چکنے کے بعد تین دن کے اندر اندر آجائیں انہیں بھی مالِ غنیمت کا کچھ حصہ ملنا چاہئیے۔ (اکتفاء کلاعی طبع علمی ص ۲۴۹)

خط کی دوسری متضاد شکل

اگر قیس (بن مکشوح) مقتولین کے دفن سے پہلے آگئے ہوں تو انہیں بھی مالِ غنیمت سے حصہ دو۔ (بلاذری ص ۲۵۵)

خط کی تیسری متضاد شکل

جو کمک تمہارے پاس مقتولین کے سڑنے گلنے سے پہلے پہنچ جائے اسے بھی مالِ غنیمت میں شریک کر لو۔ (الرد علی سیر الاوزاعی ابو یوسف، شرح سیر الکبیر سرخسی ۲/۲۵۲)

(۳)

موضوع۔ شام کی سب سے بڑی جنگ یرموک کی فتح کی خبر پا کر عمر فاروقؓ نے سالارِ فوج کو لکھا:

مجھے اس خبر سے خوشی ہوئی کہ خدا نے اپنی مدد سے مسلمانوں کو فتح عطا کی

اور دشمنوں کو ہرایا، یہ خط پاکر مال غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کردو، ان لوگوں کو خاص طور پر زیادہ حصہ دو جنہوں نے جنگ میں نمایاں خدمت انجام دی ہے۔ (فتوح الشام ۱/۱۴۹)

خط کی متضاد شکل

بیت المقدس کی فتح تک (یرموک کا مال غنیمت) جوں کا توں رہنے دو۔ (تاریخ یعقوبی ۲/۳۷)

موضوع۔ ایک گورنر کے نام عنبر پر ٹیکس کے بارے میں۔

عنبر ایک خداوندی تحفہ ہے، اس پر اور سمندر سے جو کچھ برآمد ہو پانچواں حصہ بیس فیصد ٹیکس لیا جائے۔ (ابو یوسف ص۷۱)

دوسرے خط میں دس فیصد ٹیکس لینے کا حکم:

سمندر سے جو موتی اور عنبر برآمد ہو اس پر دسواں حصہ (دس فیصد ٹیکس) لیا جائے۔ (ابن سلام ص۳۴۶)

(۵)

موضوع۔ ایک گورنر کے نام تجارتی ٹیکس (عشور) کے بارے میں۔

جب حربی تاجر ہمارے علاقہ میں آئیں تو ان سے دس فیصد (تجارتی) ٹیکس لو جیسا کہ مسلمانوں سے دار الحرب میں لیا جاتا ہے۔ ذمی تاجروں سے پانچ فیصد وصول کرو اور مسلمانوں سے جب ان کا مال دو سو درہم قیمت کا ہو تو ڈھائی فیصد کے حساب سے ٹیکس لو، پھر ہر چالیس درہم کے مال پر ایک درہم کی شرح سے ٹیکس لیا جائے۔ (ابو یوسف ص۱۳۲ کتاب الخراج یحییٰ بن آدم قرشی ص۱۷۶)

خط کی متضاد شکل

جب مسلمان اپنے مال کی زکوٰۃ اور ذمی اندرونی معاہدہ مقررہ جزیہ ادا کر دے تو ان دونوں سے تجارتی ٹیکس (عشور) نہیں لیا جائے گا، تجارتی

ٹیکس (دس فیصد) صرف حربی تاجروں سے لیا جائے گا جب وہ تجارت
کی اجازت سے کر ہمارے علاقہ میں آئیں گے۔ (یحییٰ بن آدم ص۱۶۹ ، ۲۲۱ ابن
سلام ص۵۳۵ ، ابو یوسف ص۱۳۲ ، کنز العمال ۲/۱۵ ۲۰۱۲/۲۹۶)

(۶)

موضوع۔ مصر کے پولیس افسر نے فسطاط میں اپنے مکان کی چھت پر ایک
کمرہ بنوایا پڑوس کے مسلمانوں نے عمر فاروقؓ سے شکایت کی کہ کمرہ کی کھڑکی یا
روشن دان سے پولیس افسر یا اس کے متعلقین ان کے گھروں میں جھانکتے ہیں؛
حضرت عمر فاروقؓ نے گورنر کو لکھا:
مجھے معلوم ہوا ہے کہ (پولیس افسر) خارجہ بن حذافہ نے (چھت پر) ایک
کمرہ پڑوسیوں کو جھانکنے کیلئے بنوایا ہے، میرا خط پاکر ان کا کمرہ گروا دینا
والسلام۔ (ابن عبدالحکم ص۱۳۱ ، سیوطی ۱/۸۱)

دوسری شکل:-
ایک چارپائی اس جگہ رکھو جہاں سے جھانکنے کی شکایت کی گئی ہے اور
اس پر ایک میانہ قد آدمی کھڑا کرو اگر اس کیلئے جھانکنا ممکن ہو تو وہ جگہ (کھڑکی
یا روشندان) بند کروا دو۔ (ابن عبدالحکم ص۱۳۱)

(۷)

موضوع۔ غیر مسلم ریاضی دانوں کو سرکاری ملازمت نہ دینے کے بارے میں
گورنر کو حکم (غیر مسلموں کو پھر وہ مرتبہ نہ دو جو خدا نے ان سے چھین لیا ہے،
انہیں اس سطح پر رکھو جہاں خدا نے انہیں لا رکھا ہے اور خود حساب سیکھو۔
(تجارب الامم ابن مسکویہ قلمی ۱/۲۰۳)

خط کی متبادل شکل
کسی (ماہر حساب) بدوی کو مدینہ بھیج دو تاکہ جا سکے قانون میراث کا حساب
سنبھال سکے۔ (بلاذری انساب قلمی ۱/۵۹۵)

تمہیدی مقدمہ اور فاروقی خطوط کے اختلاف مضمون، اختلاف حجم تعدد اشکال اور تناقض معنی کی روشنی میں بہ حسب ذیل نتائج نکلتے ہیں اور یہ نتائج دوسرے تینوں خلفاء کے خطوط پر بھی صادق آتے ہیں۔

(۱) حضرت عمر فاروقؓ کے کسی خط کے متعلق قطعی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ وہ مکتوب اصل کی لفظاً و معناً نقل ہے۔

(۲) ایک شکل والے خطوط میں ان خطوں کے اصل سے قریب تر ہونے کا امکان ہے جو کاتب خلیفہ کی شخصیت پالیسی اور طریق حکومت سے ہم آہنگ ہوں۔

(۳) متضاد یا بنیادی فرق معنی والے خطوط میں ان خطوط کے اصل سے مطابق ہونے کا زیادہ امکان ہے جن کے مضمون کی تائید رسول اللہؐ اور بڑے صحابہ کے اجتہادات، فتووں اور فیصلوں یا کاتب خلفاء کی اپنی شخصیت، مزاج اور طریق حکومت سے ہوتی ہو۔

(۴) جو خط جتنے زیادہ لمبے ہیں وہ اصل سے اتنے ہی بعید تر ہیں اور ان میں میں اتنے ہی زیادہ مبالغے اور اضافے کئے گئے ہیں۔

(۵) متعدد اشکال والے خطوط کے مشترک المعنی حصّوں کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ اصل خط کا لب لباب یا مدعا پیش کرتے ہیں، اس سے غیر مشترک حصے اور تفصیلات تو وہ راویوں کے تصرفات ہیں کبھی راوی ان تصرفات کے ذریعہ اپنے ذاتی نظریات کیلئے انہیں خلیفہ کی طرف منسوب کر کے تائید و توثیق حاصل کرتے کبھی ان کے ذریعہ خلیفہ میں تقدس عظمت اور قدامت کی شان پیدا کرنا مقصد ہوتا اور کبھی مدعا یہ ہوتا کہ خلیفہ کی شخصیت میں مذہبیت واستبداری، انکسار، زہد و عدل جیسے صفات کے رنگ گہرے کر کے قاری کو متاثر کیا جائے۔
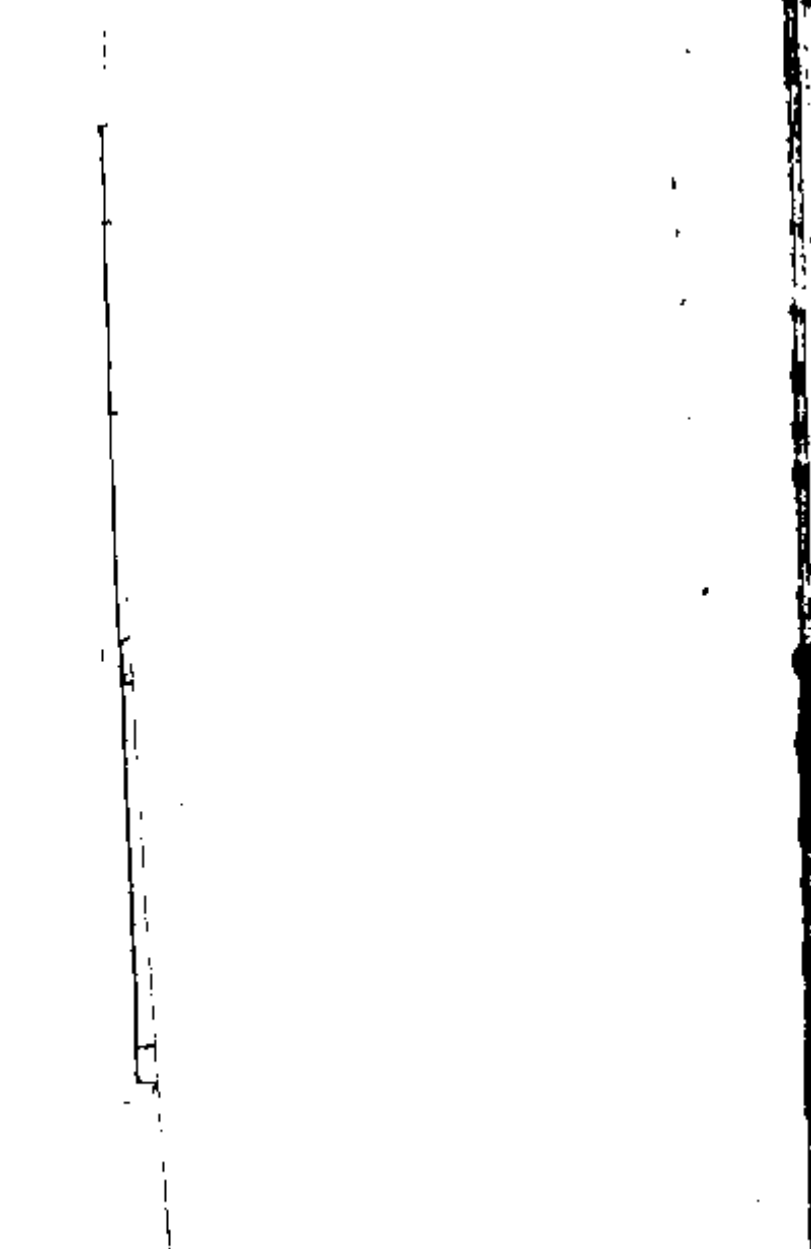
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محاذ شام و جزیرہ

پس منظر

اواسط ۱۳ھ میں عمر فاروقؓ خلیفہ ہوئے تو ابوبکر صدیقؓ کی فوجیں پڑوس کے دو ملکوں عراق اور شام میں لڑ رہی تھیں، ابوبکر صدیقؓ کے سپاہی خالد بن ولیدؓ اور مثنیٰ بن حارثہ کی قیادت میں سرحد عراق کی اکثر چوکیوں کو معطل کر چکے تھے اور صلح یا جنگ سے وہ تمام اہم شہر اور گاؤں ان کے قبضہ میں آ گئے تھے جو زیرین فرات کے دائیں بائیں کنارہ عین التمر اور بندرگاہ ابلہ (دجلہ ـ فرات کے دہانہ) تک پھیلے ہوئے تھے، اپنے مستقر حیرہ سے خالد بن ولیدؓ نے عراق کے رئیسوں کو دعوت نامے بھیج دیئے تھے کہ یا تو اسلام لے آئیں یا جزیہ دیکر اسلام کی ماتحتی قبول کرلیں یا جنگ کیلئے تیار ہو جائیں۔

۱۲ھ کے حج سے واپس آکر محرم ۱۳ھ میں ابوبکر صدیقؓ نے شام پر حملہ کی تیاری شروع کر دی (اس وقت تک سارے جزیرۂ عرب میں ردہ بغاوتیں کچل جا چکی تھیں اور مکہ کو چھوڑ کر شہر مدینہ کا تسلط قائم ہو چکا تھا، عرب اب مسلم زکوٰۃ دہ اور یا رعی ۔ عیسائی

۱؎ مقامات کے لئے دیکھو نقشہ۔

اور یہودی جزیہ کی مقررہ رقمیں پابندی سے ادا کرنے لگے تھے۔ ابوبکر صدیق رضہ
کی یہ پہلی مہم تھی جسے انہوں نے دو برس کی ان تھک کوشش سے پایہ تکمیل
کو پہنچا دیا تھا، اب وہ دوسری مہم کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ تھی پڑوس کے دو
خوشحال ملکوں عراق اور شام کی فتح، مدنی قرآن میں بار بار جہاد کی تلقین کی گئی ہے،
کتب علیکم القتال (تم پر غیر مسلموں سے لڑائی فرض کی جاتی ہے)
وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ (غیر مسلموں سے لڑو حتی کہ کفر باقی نہ رہے)
اقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم (جہاں کہیں بھی مشرک ملیں انہیں مار
ڈالو) قاتلوا الذین لا یومنون باللہ ولا بالیوم الآخر ولا یحرمون
ما حرم اللہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا
الکتاب حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون (ترجمہ: اہل کتاب سے
جو خدائے واحد کے قائل ہیں، نہ آخرت کے حساب کتاب کے، جو خدا اور رسول
کی حرام کردہ چیزوں کو حرام نہیں سمجھتے، جو اسلام قبول نہیں کرتے، یہاں تک کہ وہ
جزیہ ادا کریں اسلام کے ماتحت ہوکر) اور قاتلوا الذین یلونکم
من الکفار (اپنے پڑوسی غیر مسلموں سے لڑو) ان آیات کا مدعا ہے کہ
غیر مسلموں کو زبردستی مسلمان بنایا جائے اور اگر وہ اس کے لئے تیار نہ ہوں تو ان
سے ٹیکس (جزیہ) وصول کیا جائے اور اگر وہ یہ بھی قبول نہ کریں تو ان سے جنگ
کی جائے اور انہیں شکست دیکر ان کے ملک اور اقتصادی وسائل پر قبضہ کر لیا
جائے۔ رسول اللہؐ بھی جہاد کی برابر تلقین کرتے رہتے تھے اور مدینہ میں اپنی زندگی
کے آخری دس سالہ قیام کے دوران خود بڑے پیمانہ پر جہاد کرکے اس کی اہمیت
کا عظیم الشان مظاہرہ کر چکے تھے۔ رسول اللہؐ نے عراق و شام پر اسلامی تسلط کی
پیش گوئی بھی کی تھی۔ اس مہم کیلئے جن مادی وسائل کی ضرورت تھی وہ بھی ابوبکر
صدیق رضہ کے پاس بفراوانی مہیا تھے۔ بدوی بغاوتوں کے بعد بڑی تعداد میں مجاہدین
اسلام معطل ہو گئے تھے۔ ہزاروں گھوڑے اور اونٹ سرکاری چراگاہوں میں

واپس آگئے تھے اور بڑی مقدار میں ہتھیار خلافت کے اسلحہ خانہ میں موجود تھے اس کے علاوہ ملک کے سارے محنتی اور مشقت کے عادی لیکن تنگ حال عرب سرکارِ مدینہ کے زیر فرمان آگئے تھے اور اسلام کے سایہ میں دنیوی اعزاز اور اقتصادی خوشحالی کی خاطر جان کی بازی لگانے کو تیار تھے۔

ابو بکر صدیقؓ نے تین فوجیں شام روانہ کیں پہلی امیر معاویہؓ کے بڑے بھائی یزید ابن ابی سفیان کی قیادت میں، چند دن بعد دوسری شرجیل ابن حسنہ اور کچھ عرصہ بعد تیسری اور سب سے بڑی ابو عبیدہ بن جراحؓ کی کمان میں۔ ان تینوں صحابیوں نے بحیرۂ طبریہ اور بحر میت کے مشرق میں واقع پھل اور غلہ سے بھرپور علاقہ کا رخ کیا جہاں عرب، عیسائی غسانی ریاستیں ہرقل قیصر اور سلطانِ شام کی ماتحتی میں قائم تھیں۔ یہ علاقہ تینوں سالاروں میں فوجی کارروائی کیلئے بٹ گیا۔ یزید بن ابی سفیان بلقاء (صدر مقام عمان) میں داخل ہوئے، شرجیل بن حسنہ اس سے متصل شمالی ضلع حوران (صدر مقام بصریٰ میں) اور ابو عبیدہ بن جراحؓ اس سے متصل شامی پایۂ تخت دمشق کے جنوب مشرقی مضافات میں یزیدؓ اور شرجیل کو جو ابو عبیدہؓ سے پہلے روانہ ہوئے تھے، ہدایت تھی کہ بوقت ضرورت ایک دوسرے کی مدد کریں اور اگر کسی جنگ میں دونوں شریک ہوں تو قائد اعلیٰ یزید ہوں گے اور اگر ان کے ساتھ ابو عبیدہ کسی جنگ میں شرکت کریں تو کل فوج کی قیادت اعلیٰ ان کے ہاتھ میں ہوگی[1]

سرحدِ شام میں داخل ہو کر اسلامی فوجوں کے عرب عیسائی رئیسوں سے کئی مقابلے ہوئے اور سرحد کے متعدد قصبے اور گاؤں مسلمانوں کے قبضہ میں آگئے جنمیں مآب (ضلع بلقاء) اور جابیہ قابل ذکر ہیں۔ جابیہ دمشق کے جنوب میں ایک دن کی راہ پر کئی نیچے پہاڑوں کی اوٹ میں چراگاہ سے بھرپور ایک صحت بخش

---

[1] ازدی (فتوح الشام) ابو اسماعیل ازدی بصری، کلکتہ ۱۸۵۴ء، صفحہ ۱۱-۱۳

اور پر فضا بستی تھی۔[1] ابو عبیدہؓ نے جابیہ میں اپنا کیمپ لگایا اور یہ بہت جلد شام
میں اسلامی فوج کا سب سے بڑا فوجی مرکز ہو گیا جہاں فالتو فوج رہتی تھی، مدینہ سے
بھیجے ہوئے دستے اور رسالے جمع ہوتے تھے اور حسب ضرورت دوسرے
محاذوں کو بھیجے جاتے تھے۔

بزنطی قیصر ہرقل جس کی وسیع قلمرو کا شام ایک صوبہ تھا اس وقت فلسطین
میں مقیم تھا، وہ عربوں کا مقابلہ کرنے اور انہیں ملک سے نکالنے کی مہم میں
پوری تندہی سے لگ گیا، اس نے شام کے متعدد مقاموں کا دورہ کر کے خاص
و عام میں مذہبی جوش اور جنگی حرارت پیدا کر دی۔[2] اس نے انطاکیہ کو جو شام کے انتہائی
شمال مغرب میں پہاڑوں کی گود میں ایک محفوظ شہر تھا اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا اور وہاں
بیٹھ کر فوجی تیاریاں شروع کر دیں۔ شام کے حاکموں کے علاوہ اس نے اپنی قلمرو۔
میسوپوٹامیہ، آرمینیہ، موجودہ ترکی اور مشرقی یورپ کے گورنروں کو فوج کے لئے
فرمان بھیجے عرب سالاروں کے مقامی جاسوسوں نے قیصر کی تیاری اور اس کی فوج
کے بارے میں ایسی مبالغہ آمیز خبریں سنائیں کہ اسلامی فوج پر ہراس طاری ہو گیا۔
انہوں نے آئی ہوئی خبروں سے ابوبکر صدیقؓ کو مطلع کیا تو وہ پہلے سے زیادہ مستعد
ہو کر شام میں اپنی فوجی طاقت بڑھانے کی کوشش کرنے لگے۔ انہوں نے عمرو بن عاصؓ
کو چوتھا سالار مقرر کیا اور ان کی قیادت میں کئی ہزار فوج ابو عبیدہ بن جراحؓ کے
مرکزی کیمپ جابیہ بھیج دی۔ اس کے علاوہ انہوں نے فوجی قیادت اعلیٰ میں بھی تبدیلی
کی اور ابو عبیدہؓ کی جگہ خالد بن ولیدؓ کو جو عراق کے محاذ پر تھے سپہ سالار مقرر کیا۔ خالدؓ
کی فوجی خدمات شاندار تھیں اور ابو عبیدہؓ کی نسبت انہیں جنگی سوجھ بوجھ بھی زیادہ تھی
خاص طور پر خطروں سے نبٹنے اور نازک حالات پر قابو پانے کی ان میں بڑی ---

---

[1] ایچ لامنس، انسائیکلوپیڈیا آف اسلام (۱، ۹۸۸)، یاقوت، معجم البلدان مصر ۱۹۰۶ء، ج ۳ ص ۲

[2] بلاذری ص ۱۳۵ [3] ایضاً ص ۱۳۶

صلاحیت تھی۔

ربیع الاول سنہ ۱۳ھ میں جب خالدؓ محاذ عراق سے شام آئے تو ایک مدرسۂ تاریخ کی رائے کے مطابق جس کے ترجمان ابتدائی اسلامی فتوحات کے ایک مشہور شیخ سیف بن عمر (م سنہ ۱۸۰ھ) ہیں انہوں نے اسلامی فوجوں کو اپنے اپنے سالاروں کے ساتھ دریائے یرموک کے قریب ایک وسیع میدان میں فروکش پایا۔ ان کے سامنے ایک دوسرے میدان میں جس کی اس سمت جدھر مسلمان تھے ایک قدرتی خندق تھی اور عقب میں ایک گہری وادی یا قوصہ۔ ابوبکر صدیقؓ کا نگ جنگ دو ہفتے بیمار ہو کر بقول سیف بن عمر جمادی الآخرہ سنہ ۱۳ھ کے وسط میں جب انتقال ہوا اس وقت یرموک کی جنگ فیصلہ کن مرحلہ میں تھی۔ ابوبکر صدیقؓ کے نامزد خلافت عمر فاروقؓ نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالتے ہی خالد بن ولیدؓ کو قیادت اعلیٰ سے برطرف کیا اور ابو عبیدہ بن جراحؓ کو جو ان کے پرانے دوست اور معتمد تھے سپہ سالار مقرر کیا۔

چند ہفتے پہلے ابوبکر صدیقؓ نے ابو عبیدہؓ کی جگہ خالد بن ولیدؓ کو شام کا سالار اعلیٰ بنانے کا جب ارادہ کیا تھا تو عمر فاروقؓ نے جو سرکاری امور میں ان کے دست راست تھے اس کی مخالفت کی تھی لیکن ابوبکر صدیقؓ نے ان کی بات نہیں مانی اور خالدؓ کو ان کی ممتاز جنگی کارگذاری کے پیش نظر سپہ سالار مقرر کر دیا۔ عمر فاروقؓ کو خالدؓ سے کئی شکایتیں تھیں۔ ایک شکایت یہ تھی کہ انہوں نے مشہور عرب سردار مالک بن نویرہ کو جس کی اسلام سے وفاداری ان کی نظر میں مشتبہ تھی قتل کر دیا تھا اور اس کی بیوی سے شادی کر لی تھی جبکہ ان کی فوج کے ثقہ لوگ مالک کے مسلمان ہونے کے شاہد تھے۔ دوسری شکایت یہ تھی کہ ان کی تلوار بہت بیباک ہے اور وہ صلح جو کم ہیں جنگجو زیادہ۔ تیسری شکایت ان کی غیر معتدل داد و دہش سے تھی اور چوتھی اس بات سے کہ وہ سرکاری روپیہ کے خرچ اور مال غنیمت کا کوئی حساب کتاب نہیں دیتے اور خلیفہ کی بغیر اجازت اپنے نیاز مندوں اور قصیدہ خوانوں کو دل کھول کر سرکاری روپیہ دے ڈالتے ہیں۔[۱]

---

[۱] ابن حجر: الاصابہ، مصر (۱۳۲۸ھ) ۱/۴۱۴ - ۴۱۵۔

حضرت فاروقؓ کو یہ بات بھی ناگوار تھی کہ خالد بن ولیدؓ کو جو ۸ھ میں مسلمان ہوئے تھے اور جن کی حیثیت نو مسلم کی سی تھی دیرینہ اسلام اور قدیم غازی ابو عبیدہ بن جراحؓ پر فوقیت دی جائے۔

فتوحات شام کے زمانہ میں یوں تو متعدد لڑائیاں ہوئیں لیکن ان میں سے دو بہت سخت تھیں: ایک جنگ اجنادین اور دوسری جنگ یرموک۔ اجنادین بیت المقدس اور غزہ کے وسط میں ایک شہر تھا اور یرموک دریا تھا اور اب بھی ہے جو دمشق کے جنوبی پہاڑوں سے نکل کر ایک گہری وادی سے بہتا ہوا دریائے اردن میں گرتا تھا۔ اجنادین یرموک کے لگ بھگ سو میل جنوب مغرب میں ساحل کی سمت واقع تھا۔ سیف بن عمر کو چھوڑ کر قریب سارے تاریخ نگار جیسے ابن اسحاق، ابو مخنف، ابن کلبی، ازدی، واقدی اور مدائنی اس بات پر متفق ہیں کہ اجنادین کی لڑائی ابو بکر صدیقؓ کے آخر عہد خلافت میں ہوئی (جمادی الاخرہ ۱۳ھ) اور یرموک کی ۱۵ھ کے وسط میں جب عمر فاروقؓ خلیفہ تھے۔ سیف بن عمر نے اس ترتیب کو الٹ دیا ہے۔ ان کی رائے ہے کہ یرموک کی جنگ ابو بکر صدیقؓ کی زندگی میں ہوئی جب وہ بستر مرگ پر تھے اور اجنادین کی ۱۵ھ میں عمر فاروقؓ کی خلافت کے تیسرے سال۔

۱- ابو عبیدہ بن جراح کے نام:-

محمد بن اسحاق (متوفی ۱۵۱ھ) نے خالد بن ولیدؓ کی معزولی کا ایک فوری سبب بھی بیان کیا ہے اور وہ یہ کہ انہوں نے عمر فاروقؓ کے بارے میں کچھ غیر مہذب نازیبا الفاظ استعمال کیے تھے جنہیں سن کر عمر فاروقؓ کو سخت غصہ آیا اور انہوں نے ابو عبیدہؓ کو یہ خط لکھا:

اگر خالد اقرار کریں کہ انہوں نے میری بابت جھوٹی باتیں کہی ہیں تب تو وہ اپنے عہدہ پر بحال رہیں گے ورنہ وہ معزول ہیں اور تم سپہ سالار ہو۔ ان کا عمامہ اتار لینا اور ان کی آدھی دولت ضبط کر لینا۔[1]

۱- طبری: تاریخ، پہلا مصری ایڈیشن ۱م/۲۱۴۵، ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، مصر ۷/۱۸

۲۔ خط کی دوسری شکل:۔

سیف بن عمر کا بیان ہے کہ ابوبکر صدیق رضی کی وفات کے بعد عمر فاروق رضی نے دو خط لکھے، ایک شامی فوجوں کے نام کہ میں نے ابو عبیدہ کو سالار اعلیٰ مقرر کیا ہے اور دوسرا ابو عبیدہ کو جس کا مضمون یہ تھا،

میں نے تمہیں سپہ سالار مقرر کر دیا ہے، اگر خدا یرموک کی جنگ میں کامیابی عطا کرے تو خالد بن ولید کے ساتھ عراق سے آئی ہوئی فوج عراق لوٹا دینا نیز ان لوگوں کو جو تمہارے پاس آئے وہاں ملک سے لوٹنا پسند کریں[1]

۳۔ خط کی تیسری شکل۔

میں نے تمہیں شام میں مسلمانوں کا سپہ سالار مقرر کر دیا ہے اور خالد بن ولید کو معزول کر دیا ہے[2]

۴۔ خط کی چوتھی شکل:۔

میں تمہیں اس خدا سے ڈرنے کی تلقین کرتا ہوں جو ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اور جس کے سوا ہر شے فانی ہے جس نے ہمیں گمراہی سے نکال کر سیدھا راستہ دکھایا اور اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لا کھڑا کیا، میں نے تمہیں خالد بن ولید کے لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا ہے، مسلمانوں کی دیکھ بھال کرو جو بحیثیت سالار اعلیٰ تم پر عائد ہوتی ہے، غنیمت کی توقع میں انہیں خطرناک مہم پر نہ بھیجو اور کسی جگہ ٹھہرنے سے پہلے وہاں کے حالات اور راستہ سے واقفیت حاصل کر لو، کہیں فوج بھیجو تو اس بات کا خیال رہے کہ اس میں غازی کثیر تعداد میں ہوں، تمہارا کوئی فعل یا فوجی کارروائی ایسی نہ ہو جس سے مسلمان تباہ ہوں، خدا نے تمہیں میرا ماتحت بنا کر تمہاری آزمائش کی ہے اور

۱۔ طبری ۴/۲۳ ۲۔ فتوح الشام (کلکتہ ایڈیشن) ۲/۲ طبری کے حوالہ سے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے، جلد ۱، ص۔۔

مجھے تمہارا حاکم بنا کر میری ، میں تاکید کرتا ہوں کہ دنیا کے ٹھاٹ باٹ سے
اپنی نظریں ہٹائے رکھو اور دنیا کی محبت دل میں نہ آنے دو ، خبردار کہیں ایسا
نہ ہو کہ دنیا کی محبت تمہیں ہلاک کر دے جس طرح پچھلی قوموں کو ہلاک کیا ہے ، تم
نے ان کی تباہی اپنی آنکھوں سے دیکھ لی ہے ، مسلمانوں کو دمشق فتح کرتے
بھیجو [1]

۵۔ خط کی پانچویں شکل

بحمد اللہ تمہارے پاس اتنی فوج ہے کہ دمشق کا محاصرہ بخوبی کر سکتے ہو ، یہ خط پڑھ
کر سالاران فوج کو جمع کرو اور ان کے سامنے ساتھ والا خط پڑھ کر سناؤ تاکہ انہیں
تمہاری سپہ سالاری اور خالد کی معزولی کا علم ہو جائے اور وہ ان کی بجائے تمہارے
حکم کی تعمیل کریں جن لوگوں کی تمہیں ضرورت نہ ہو انہیں میرے پاس بھیج دو
اور جن کے بغیر تمہارا کام نہ چلتا ہو انہیں اپنے پاس رکھو ، خالدؓ ایسے لوگوں
میں ہیں جن کے بغیر تمہارا گذارا نہیں ہو سکتا ، اسلئے انہیں ساتھ رکھو [2]

۶ ۔ خط کی چھٹی شکل یہ ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے ابو عبیدہ بن
جراح کو سلام علیک ، میں اس معبود کا سپاسگزار ہوں جس کے سوا کوئی
عبادت کے لائق نہیں تمہیں معلوم ہو کہ رسول اللہ ﷺ کے جانشین ابو بکر صدیقؓ
رحلت کر گئے انا للہ و انا الیہ راجعون ، خدا کی رحمت اور برکتیں
ہوں ابو بکرؓ پر جو سچے کام کرنیوالے ، انصاف پسند ، ابرار ، مواخذہ کرنیوالے
نرم مزاج ، پاکباز ، متواضع اور دانا تھے ، میں اپنی اور سارے مسلمانوں کی
اس مصیبت پر اجر خیر کا طالب ہوں ، میری خواہش ہے کہ تقوی کے ذریعہ

---

[1] طبری ۲۱۴۵ ، بریکٹ والا جملہ طبری میں نہیں ہے ۔

[2] ابن اعثم ، تاریخ فتوح قلمی رقم ۸۰۲ ، ۳۶ ، دہلی یونیورسٹی لائبریری ص [illegible]

گناہ اور برائی سے بچا کر خدا کی رحمت کا مستحق بنوں، جب تک زندہ رہوں اس کی اطاعت میں لگا رہوں، مرنے کے بعد جنت سے بہرہ ور ہوں، بیشک خدا ہر بات پر قادر ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے دمشق کا محاصرہ کر لیا ہے، میں نے تمہیں مسلمانوں کا سالار اعلیٰ مقرر کر دیا ہے تم حمص اور دمشق کے نواحی نیز شام کے دوسرے علاقوں میں رسالے پھیلا دو لیکن اس معاملہ میں اپنی اور دوسرے مسلمانوں کی رائے سے کام لو صرف میرے کہنے سے اپنا لشکر خطرہ میں نہ ڈال دینا جس سے دشمن کو تمہیں نقصان پہنچانے کا حوصلہ ہو۔ جو لوگ تمہارے پاس زائد ہوں انہیں میرے پاس بھیجدو اور جو محاصرہ میں تمہارے لئے ضروری ہوں ان کو پاس رکھو، خالد بن ولیدؓ کو روک لو کیوں کہ ان کے بغیر تمہارا کام نہیں چل سکتا۔ [۱]

۲۔ شام کے مسلمانوں کے نام:۔

حسب تصریح ابن اعثم کوفی (متوفی ۳۱۴ھ) خطوط کے ساتھ شام کے مسلمان غازیوں کو خلیفہ نے یہ مراسلہ بھیجا:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم، امیر المومنین عمر بن خطاب کی طرف سے شام کے مسلمانوں کو سلام علیکم، واضح ہو کہ ابوبکرؓ کی وفات سے رسول اللہؐ کی امت پر ایک سنگین مصیبت نازل ہوئی ہے، ابوبکرؓ جو حق گو منصف متواضع، رحم دل اور راست باز تھے، جو بھلے کاموں کا حکم دیتے تھے اور برے کاموں سے روکتے تھے، رسول اللہ کی امت ایسے رہبر سے محروم ہو گئی اور خلافت کے معاملات میں ان کی وفات سے سخت خلل پیدا ہو گیا لیکن خدا کو یہی منظور تھا، ہر شخص کو موت کا پیالہ پینا ہے، انسان کیلئے اس کے سوا چارہ ہی کیا ہے

۱۔ ابن عساکر، تہذیب تاریخ مدینۃ دمشق تمام ۱۳۲۹ھ ۱/۱۶۱

کہ خدا کی مشیت کے سامنے گردن جھکا دے۔

اسی کے ہاتھ میں فیصلہ ہے اور اسی کے پاس لوٹائے جاؤ گے۔ اس سخت حادثہ کے رونما ہونے سے پہلے انہوں نے ممتاز مہاجر و انصار صحابہؓ کے سامنے مجھے اپنا جانشین مقرر کیا اور یہ بڑی امانت میرے سپرد کی، میں نے اس بھاری ذمہ داری کو لینے سے بہت گریز کیا لیکن مجھے کامیابی نہیں ہوئی۔ مجبوراً مجھے سر جھکانا پڑا اب ضروری ہے کہ مسلمانوں کی بہبودی اور ان کی بھلائی کی ترتیب و تنظیم کیلئے جہاں تک میرے بس میں ہے کوشش کروں۔ مصلحت کا تقاضہ ہے کہ خالد بن ولیدؓ شامی فوجوں کی سپہ سالاری سے الگ ہوں اور یہ عہدہ ابو عبیدہ بن جراح کے سپرد کیا جائے۔ آپ لوگ جب اس خط کے مضمون سے واقف ہوں اس وقت سے ابو عبیدہ آپ کے سالار ہوں گے۔ اپنے سارے معاملات میں ان سے رجوع کیجئے اور دشمن سے جنگ میں ان کی رائے اور صوابدید کے مطابق عمل کیجئے۔[۱]

۸۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام

حسب روایت فتوح الشام عمر فاروقؓ کا ایلچی خط ابو عبیدہ کے پاس لیکر پہنچا اس وقت خالد بن ولیدؓ دمشق کے دو بزنطی کمانڈروں توما اور ہربیس کے تعاقب میں نکلے ہوئے تھے۔ ابو عبیدہؓ نے خط کا مضمون صیغۂ راز میں رکھا اور کسی کو نہ تو ابو بکر صدیقؓ کی وفات کی خبر دی نہ اپنے تقرر کی۔ چند دنوں بعد جب خالد بن ولیدؓ توما اور ہربیس کی دولت چھین کر اور نئی فتوحات کر کے لوٹے تو انہیں بھی ابو عبیدہؓ نے حقیقت حال سے مطلع نہیں کیا۔ خالد بن ولیدؓ نے دمشق کی فتح اور توما و ہربیس سے چھینی ہوئی دولت اور دوسری

۱۔ ابن اعثم ص ۱۲۰

فتح فتوحات کی رپورٹ لکھی تو حسب سابق ابوبکر صدیقؓ کو مخاطب کیا۔ یہ خط عمر فاروقؓ نے دیکھا تو انہیں حیرت ہوئی اور غصہ بھی آیا۔ قاصد نے بتایا کہ ابوعبیدہؓ نے ابوبکر صدیقؓ کی وفات اور خالد بن ولیدؓ کی معزولی مخفی رکھی ہے۔ عمر فاروقؓ نے ایک جلسہ کیا اور مدینہ کے اکابرین سے خطاب کرکے کہا کہ چونکہ خالد شعر اور اور ناموری کی خاطر فضول خرچ واقع ہوئے ہیں میں انہیں معزول کرکے ابوعبیدہؓ کو جو سرکاری روپیہ کے حساب کتاب میں بڑے کھرے اور راست باز ہیں سالار اعلیٰ بنانا چاہتا ہوں۔ اس اعلان کے بعد انہوں نے ابوعبیدہؓ کو یہ مراسلہ بھیجا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبداللہ امیر المومنین کی طرف سے ابوعبیدہ عامر بن جراح کو سلام علیک۔ میں اس خدا کا سپاسگزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبی محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں واضح ہو کہ میں نے تمہیں مسلمانوں کا سالار اعلیٰ مقرر کیا ہے۔ یہ عہدہ لیتے ہوئے مت شرماؤ۔ خدا حق بات سے کبھی نہیں شرماتا۔ تمہیں اس خدا سے ڈرنے کی تلقین کرتا ہوں جو ہمیشہ رہے گا اور جس کے سوا ہر شئے فانی ہے۔ جس نے تمہیں کفر کی گمراہی سے نکال کر ایمان کے اجالے میں لا کھڑا کیا ہے۔ میں نے تمہیں خالد کے لشکر کا سپہ سالار مقرر کر دیا ہے۔ لشکر اپنی نگرانی میں لے لو اور لشکر کی کمان سے خالد کو الگ کر دو۔ غنیمت کی توقع میں مسلمانوں کو پر خطر مہموں پر نہ بھیجو اور نہ کوئی دستہ دشمن کی کثیر تعداد فوج کے مقابلہ کے لئے روانہ کرو مسلمانوں سے یہ نہ کہو مجھے امید ہے کہ تم فتحیاب ہو گے کیونکہ فتح امید سے نہیں یقین محکم اور خدا پر اعتماد سے حاصل ہوتی ہے۔ اپنے کسی فعل یا فوجی اقدام سے مسلمانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالنا۔ دنیا سے آنکھیں بند کر لو اور اس کی طرف سے دل ہٹا لو۔ ایسے کام نہ کرو جن کی پاداش میں ہلاک ہو جاؤ۔ جس طرح پچھلی قومیں ہلاک ہوئیں

ہیں، تم نے ان کی تباہی دیکھ لی ہے اور ان کے باطنی امراض سے
واقف ہو، تمہارے اور حیات بعد الموت کے درمیان ایک ہلکا سا
پردہ ہے، تمہارے سلف آخرت کی طرف کوچ کر چکے اور تم گویا اس
بے رونق دنیا سے کوچ کے منتظر ہو، سب سے بڑا ہوشمند وہ
ہے جس کا زادِ راہ خوفِ خدا ہو، اپنے مقدور بھر مسلمانوں کی دیکھ
بھال کرتے رہو، جو اسیر گیہوں جو دمشق کی فتح پر تمہارے ہاتھ آیا اور
جس کے بارے میں تم سب جھگڑے تو وہ مسلمانوں کا حق ہے، اس کے
علاوہ جو سونا چاندی ملا ہو اس سے خمس (مرکزی حصہ) نکال کر باقی آپس
میں بانٹ لو، رہا تمہارا اور خالدؓ کا صلح اور جنگ کے بارے میں اختلاف
تو اس باب میں تمہارا فیصلہ ناطق ہے کیونکہ تم سپہ سالار ہو (اور اگر
صلح اس شرط پر ہوئی کہ جو اسیر گیہوں ہر نبطیوں کی ملک رہے گا تو اسے
ان کے حوالہ کر دو) والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وعلیٰ جمیع المسلمین،
(خالدؓ نے غلطی کی کہ مرج دیباج میں مغرور دشمن پر تاخت کر کے مسلمانوں
کو خطرہ میں ڈالا اور ان کی جان کی بازی لگا دی) خالدؓ سے بڑی کوتاہی
ہوئی کہ انہوں نے ہرقل کی لڑکی کو پکڑا اور پھر ہدیۃً اس کے باپ کو
لوٹا دیا، وہ زرِ مخلص کے طور پر بڑی رقم وصول کر سکتے تھے جو غریب
مسلمانوں کے کام آتی، والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ [1]

۹ - ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام -

واضح ہو کہ ابوبکر صدیقؓ جانشین رسول اللہؐ کا انتقال ہو گیا - انا للہ
وانا الیہ راجعون خدا کی رحمت ہو ابوبکرؓ پر جو حق گو تھے، انصاف کا حکم
دینے والے، جائز مواخذہ کرنیوالے، راست باز، اور نرم مزاج، دُعا

---

۱ - فتوح الشام (مصری ایڈیشن) ۱/۴۹ - ۵۰، شفیق بک (شہر مشاہیر اسلام مصر) صفحہ ۳۳
تاریخ التواریخ (محمد تقی بیگ) ج ۲ کتاب ۲ صفحہ ۲۲ - خط کے یہی الفاظ ہیں جو فتوح الشام کے مختلف ایڈیشن سے ماخوذ ہیں -

ہے کہ خدا اپنے کرم سے ہمیں ہر گناہ سے محفوظ رکھے، اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے اور جنت میں جگہ دے۔ اس کی قدرت میں بلاشبہ سب کچھ ہے۔[1]

۱۰۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ اور معاذ بن جبلؓ کے نام۔

ازدی بصری (متوفی دوسری صدی ہجری) کے راویوں کا بیان ہے کہ عمر فاروقؓ نے مذکورہ بالا خط[2] اپنے آزاد کردہ معتمد غلام یرفا کے ہاتھ بھیجا تھا۔ ابو عبیدہؓ نے ابوبکر صدیقؓ کی موت کی خبر معاذ بن جبلؓ کے علاوہ جو ان کے مشیر خاص تھے کسی پر ظاہر نہیں کی۔ انہیں یرفا کی زبانی معلوم ہوا کہ عمر فاروقؓ ابوبکر صدیقؓ کے جانشین ہوئے ہیں نیز یہ کہ نئے خلیفہ نے شام کے فوجی سالاروں۔ خالد بن ولیدؓ، یزید بن ابی سفیانؓ، شرحبیل بن حسنہؓ اور عمرو بن عاصؓ کے حالات اور طور طریق معلوم کئے ہیں ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فرداً فرداً سب کی تعریف کی اور یرفا کی معرفت عمر فاروقؓ کو اپنا اور اپنے مشیر معاذ بن جبل کا مشترکہ خط بھیجا جس کے جواب میں عمر فاروقؓ نے لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے ابو عبیدہ بن جراحؓ اور معاذ بن جبل کو۔ تم دونوں پر سلامتی ہو۔ میں اس خدا کا سپاسگزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق اور تم دونوں کو خوف خدا کی تلقین کرتا ہوں۔ خوف خدا جس سے مالک کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے جس میں ہی تمہاری خوش نصیبی مضمر ہے اور جسے ارباب ہوش اپنے لئے گراں قدر نعمت تصور کرتے ہیں۔ تمہارا خط موصول ہوا۔ تم نے لکھا ہے کہ خلافت سے پہلے مجھے اصلاح نفس کی فکر رہا کرتی تھی۔ یہ تم نے کیسے جانا؟ تمہارے الفاظ سے ستائش کی بو آتی ہے۔ تم نے لکھا ہے کہ میں مسلمانوں کا حاکم اعلیٰ ہو گیا ہوں اور اب بڑے چھوٹے، دشمن دوست، قوی، ضعیف، سب میرے سامنے بیٹھتے ہیں اور سب

۲۔ ازدی صفحہ ۹۲-۹۳۔

سکے لئے میری میزانِ عدل میں جگہ ہے، تم نے لکھا ہے ذرا دھیان
رہے عمر انصاف کے وقت تمہاری طرف سے ان کے ساتھ کوئی بے
انصافی نہ ہو بلاشبہ میں خدا کی مدد کے بغیر کوئی کام ٹھیک انجام
نہیں دے سکتا، تم نے مجھے ایک آنیوالے دن سے ڈرایا ہے جسے
شب و روز کی گردش لا کر رہے گی، یہ گردش ہر نئے کو پرانا، ہر بعید کو
کو قریب کر دیتی ہے اور ہر موعود کو لے آتی ہے، اس کی بدولت ایک
دن قیامت آجائے گی، جب سارے راز کھل جائیں گے اور چھپی برائیاں
ظاہر کر دی جائیں گی جب ایک قاہر بادشاہ کے سامنے لوگ تصویر
اطاعت بنے کھڑے ہوں گے اور امید و بیم کے ساتھ اس کے فیصلہ
کے منتظر ہوں گے، تم لکھتے ہو کہ اس قوم میں ایسے لوگ ہیں جو بظاہر
دوست نظر آتے ہیں لیکن خفیہ طور پر دشمنوں کے سے کام کرتے
ہیں (میرا خیال ہے) ابھی وہ وقت نہیں آیا، یہ منافقت قیامت
کے قریب رونما ہوگی جب دنیوی نقصان کے خوف یا فائدہ کی خواہش
سے لوگ سرگرم عمل ہوا کریں گے، تم نے خدا سے اس بات کی پناہ مانگی
ہے کہ میں اس خط کا وہ مطلب لوں جس کا تم نے ارادہ نہیں کیا ہے
کیونکہ تم نے اسے خیر اندیشی کے جذبہ سے لکھا ہے، تم نے یہ سچ کہا
مجھے تمہاری بات کا یقین ہے، تم مجھے خط لکھتے رہا کرو، میں تم سے
بے نیاز نہیں ہو سکتا، والسلام

۱۱- ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام

۱- ازدی ص [illegible]، حلیۃ الاولیاء (ابو نعیم) مصر ۱/۲۳۳، باقلانی (اعجاز القرآن) مصر
ص [illegible]، الاکتفاء (کلاعی) نسخہ قلمی رقم ۱۵۰۰۲ دار الکتب قاہرہ ص [illegible]، ازالۃ الخفاء (دہلی
الشریعا) ۲/۱۵۹، نیز بیہقی ص [illegible] باختلاف متن -

سیف بن عمر کی روایت کے مطابق یرموک کی فتح کے بعد سالار اعلیٰ ابو عبیدہ بن جراح یرموک سے بھاگی ہوئی بزنطی فوج کے تعاقب میں نکلے، جس کا رخ غالباً دمشق کی طرف تھا، ابو عبیدہ ابھی مرج الصُّفّر میں پہنچے تھے جو یرموک سے دمشق جانیوالی سڑک کے وسط میں جابیہ کے قریب ایک وسیع میدان تھا کہ ان کے جاسوسوں نے خبر دی کہ بھاگے ہوئے بزنطی سپاہیوں نے اپنا رخ بدل دیا ہے اور اب فحل کی طرف گامزن ہیں (فحل دریائے اردن کے مشرق میں اس اہم سڑک پر ایک قلعہ بند شہر تھا جو دمشق سے فلسطین جاتی تھی) دوسری خبر موصول ہوئی کہ ہرقل نے دمشق کی تقویت کے لئے حمص سے فوج بھیجدی ہے جو دمشق کے شمال میں پانچ دن کی راہ پر ایک صوبائی صدر مقام تھا۔ اس وقت ابو عبیدہ بن جراح اور ان کے مشیر فیصلہ نہ کر سکے کہ دمشق پر چڑھائی کریں یا فحل پر۔ انھوں نے اس معاملہ میں خلیفہ سے رجوع کیا تو یہ حکم موصول ہوا:

دمشق سے ابتدا کرو کیونکہ وہ شام کا سب سے بڑا قلعہ اور بزنطیوں کا پایۂ تخت ہے فحل، حمص اور فلسطین کو رسالے بھیجدو تاکہ وہاں کی فوجوں کو تمہارے پاس آنے سے روکیں اور ان کے سامنے ڈٹے رہیں، اگر یہ تینوں (اہم مقام) دمشق سے پہلے فتح ہو جائیں تو خیر ورنہ اس وقت تک ٹھہرے رہو جب تک دمشق فتح ہو، پھر دمشق میں حفاظتی دستے چھوڑ کر تم اور باقی سالار فحل کا رخ کرنا اور اگر خدا فحل میں کامیابی عطا کرے تو تم اور خالد حمص چلے جانا اور شرجیل نیز عمرو بن عاص کو اردن اور فلسطین کی سرزمین فتح کرنے کے لئے چھوڑ دینا۔ ہر علاقہ کا سالار فوج دوسرے سالاروں کی کمان میں اپنے علاقہ سے گزرنے والی افواج کا اس وقت تک سالار اعلیٰ رہے گا جب وہ اس کا علاقہ خالی نہ کردیں[1]

۱۔ طبری ۳/۵۷-۵۸ –

۱۲- ابو عبیدہ بن جراح کے نام -

دمشق کی فتح کی خوشخبری پا کر:

(خالد بن ولیدؓ کے ساتھ) عراق سے آئے ہوئے غازیوں کو عراق لوٹا دو اور انہیں تاکید کر دو کہ جلد از جلد سعد بن مالک (سعد بن ابی وقاصؓ سالار اعلیٰ افواج عراق) سے جا ملیں۔[۱]

۱۳- ابو عبیدہ بن جراح کے نام -

ابو بکر صدیقؓ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن کپڑے کے تاجر تھے، شام کے ایک تجارتی سفر میں ان کا گذر دمشق سے ہوا تو وہاں کے ایک غسانی رئیس جودی کی حسین لڑکی لیلیٰ کو دیکھ کر اس کے متوالے ہو گئے، انہوں نے لیلیٰ کے بارے میں غزلیہ شعر بھی کہے جن کا مدینہ میں خوب چرچا ہوا۔ عمر فاروقؓ نے ان سے وعدہ کر لیا کہ اگر لیلیٰ مال غنیمت میں مسلمانوں کے ہاتھ آئی تو ان کے حوالہ کر دیں گے۔ انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی معرفت شامی افواج کے سالار اعلیٰ ابو عبیدہ بن جراح کو یہ خط بھیجا:

جب خدا تمہارے ہاتھوں دمشق فتح کرائے تو جودی کی لڑکی عبدالرحمٰن کو دے دینا۔[۲]

۱۴- ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام -

فتح دمشق کے بعد مسلمانوں کی ایک جماعت شراب نوشی کی مرتکب ہوئی۔ ابو عبیدہ نے عمر فاروقؓ سے اس کی شکایت کی تو انہوں نے لکھا:

جو شراب پئے اسے اسی کوڑوں کی سزا دی جائے، میری جان کی قسم عربوں کیلئے فقر و فاقہ ہی مناسب ہے، لازم تھا کہ وہ اپنے ملک تک محدود

۱- طبری ۴/۸۸ (۲) ابن حجر ۲/۴۰۴ اغانی (ابو الفرج مصر ۱۳۲۵ھ) ۱۶/۹۴

معمولی فرق کے ساتھ۔

سے ڈرتے، اس کی عبادت کرتے، اس پر ایمان لاتے اور اسکا
شکر ادا کرتے، اگر کوئی دوبارہ شراب پئے تو اس کو پھر حد لگاؤ[1]

۱۵۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

یہ خط ابو عبیدہؓ کے اس مراسلہ کے جواب میں ہے جس میں انہوں نے بزنطیوں کے ایک بڑے لشکر کی صوبہ اردن کے شہر فحل میں جمع ہونے کی مرکز کو خبر دی تھی اور اپنے خط میں اس وعیدی پیغام کا ذکر کیا تھا جو بزنطیوں نے مسلمانوں کو ملک سے نکلنے کے لئے بھیجا تھا فحل کا اہم معرکہ حسب تصریح ازدی عمر فاروقؓ کی خلافت کے سولھویں ماہ یعنی ذوالقعدہ سنہ ۱۳ھ میں ہوا[2] فحل بحیرہ طبریہ کے جنوب میں دریائے اردن کے اس پل کے قریب واقع تھا جس سے ہو کر بڑی سڑک دمشق جاتی تھی۔[3] فتح دمشق کے بعد اردن کے مقامی رئیسوں نے یہاں ایک فوج جمع کر لی تھی جس کی تقویت کے لئے ہرقل نے بھی کمک بھیجی تھی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے ابو عبیدہ بن جراح کو، سلام علیک، میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تمہارا خط آیا جس میں تم نے بزنطیوں کی فوج کشی ان کے موجودہ پڑاؤ اور وعیدی پیغام نیز اس کے جواب کا ذکر کیا ہے، تم نے اپنی لشکر کشی کے حق میں صحیح اور سچی دلیلیں پیش کی ہیں، میرا یہ خط اگر تمہیں دشمن پر فتح پانے کے بعد ملے تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہوگی کیونکہ اس سے پہلے بھی خدا تمہیں اور تمہیں اکثر عنایتوں سے نوازتا رہا ہے اور اگر اس خط کی وصول سے پہلے

---

[1] فتوح الشام مصری ایڈیشن ۱/۱۰۱ [2] ازدی ص ۱۲۱
[3] یاقوت معجم البلدان مصر ۱۹۰۶ء ۶/۳۴۳، ۳۴۴، اردو جغرافیہ[illegible] مصری ۲/۲۴۴۔

دشمن نے تمہیں ترک ہمنشینی ہو تو ہراساں اور اداس نہ ہونا دشمن کے
آگے سر نہ جھکانا کیونکہ بالآخر فاتح تم ہی ہو گے۔ سرزمین شام خدا کا ملک
ہے اور وہ تمہارے ہاتھوں اُسے فتح کرائے گا اور ہمارے نبی کی
پیشن گوئی پوری کریگا، لہٰذا صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہو خدا
صبر کرنیوالوں کی ضرور مدد کرتا ہے، یاد رکھو اگر دشمن سے مقابلہ کے
وقت تم نے صدق دل سے یہ دعا مانگی تو وہ ضرور تمہاری مدد کریگا :
مالک، کیا حال اور کیا ماضی ہر موقعہ پر تو نے ہی اپنے دین کی مدد کی
ہے اور اپنے وفاداروں کو عزت و کامرانی عطا فرمائی ہے، مالک آج
بھی تو انہیں فتح دلا، انہیں ان کے بل بوتے پر نہ چھوڑ وہ خود کامیاب
نہیں ہو سکیں گے۔ تو ہی ان پر کرم کر اور اپنی رحمت سے دشمن کو
پسپا کر، بیشک تو قابل تعریف مددگار ہے [1]

۱۷ - ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام -

جب فحل کے سامنے بڑی اسلامی فوجیں منتظر تھیں کہ وہاں کا بزنطی لشکر
نکل کر کھلے میدان میں آئے اور لڑے تو فحل کے لوگوں نے آس پاس کی نہروں
اور ندیوں کے بند کاٹ کر اس سارے علاقہ میں دلدل کر دی جو اُن کے اور
مسلمانوں کے درمیان تھا، فحل صوبہ اُردن کا ایک شہر تھا اور یہ صوبہ دریائے
اُردن کے شرق میں سرحد عرب تک اور مغرب میں ساحل تک پھیلا ہوا تھا،
دریائے اُردن کے مشرقی نشیبی حصّہ میں جسے غور بھی کہتے ہیں بہت سے
گاؤں اور قصبے تھے جہاں ندیوں، نالوں اور نہروں کا جال بچھا ہوا تھا،
باشندے زیادہ تر زراعت پیشہ تھے، دلدل کے باوجود اور بزنطیوں کی توقع
کے برخلاف مسلمان فوجوں نے نہ تو ہار مانی اور نہ پیچھے ہٹیں، ہا جوں جوں دن

---

[1] ازدی صفحہ ۱۱۲

گزر رہے گئے قحط کی وجہ سے پچیس ہزار فوج کی خوراک کا معاملہ نازک ہو گیا۔ انہوں نے غلہ کی سپلائی کے لئے دیہاتی علاقہ کے زمینداروں کو آمادہ کر لیا۔ ابو عبیدہؓ کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے رسالے بھیج کر دیہاتوں پر تاخت کرا دی اور سارا زراعتی علاقہ بزور شمشیر فتح کر لیا۔ فوج کے ایک فریق نے مطالبہ کیا کہ مقبوضہ علاقہ فوج میں تقسیم ہونا چاہئیے۔ دوسرے فریق کی جس میں ابو عبیدہؓ بھی شامل تھے رائے تھی کہ چونکہ زراعت ہمارے بس سے باہر ہے اس لئے مناسب ہے کہ سارے علاقہ کو دولت مشترکہ قرار دے کر سابق مالکوں کے پاس رہنے دیں۔ اور ان سے خراج وصول کریں تاکہ موجودہ مسلمان اور آئندہ نسلیں اس کی آمدنی سے متمتع ہوتی رہیں۔ دونوں فریقوں میں کوئی مفاہمت نہ ہو سکی۔ اس لئے عمر فاروقؓ سے رجوع کیا گیا۔ انہوں نے لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف ابو عبیدہؓ جراح کو۔ سلام علیک۔ اس خدا کا سپاسگزار ہوں جس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔ تمہارا خط ملا جس میں تم نے لکھا ہے کہ خدا نے اہل دین کی عزت بڑھائی اور اپنے دشمنوں کو خوار کیا اور انہیں شکست دے کر ہماری مشکل آسان کر دی۔ شکر بجا لاتا ہوں اس خدا کا جس کی عنایتیں ماضی اور حال میں ہمارے شامل حال رہی ہیں جس نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو سلامت رکھا اور دوسری کو شہادت سے نوازا۔ دعا ہے کہ وہ مولا کی خوشنودی اور نوازش سے بہرہ ور ہوں اور اس سے التماس ہے کہ ان کی قربانی کے اجر سے ہمیں سرفراز فرماتے اور ان کے بعد ہمیں آزمائشوں میں نہ ڈالے۔ وہ خلوص کے ساتھ خدا کے وفادار رہے۔ اپنی ذمہ داریاں بوجہ احسن انجام دیں ان کی ساری تگ و دو اپنے رب کی خاطر تھی اور اپنی بھلائی کیلئے ہی وہ جدوجہد کرتے تھے ـ ـ ـ ـ تم نے لکھا ہے کہ جس شہر

(اردن) کو مسلمانوں نے بزورِ تلوار فتح کیا ہے اس کے بارے میں ان کی ایک جماعت کی رائے ہے کہ وہاں کے باشندوں کو بحال رکھا جائے اور ان پر جزیہ لگا دیا جائے اور وہ زمین کی کاشت کرتے رہیں اور دوسری جماعت کی خواہش ہے کہ چونکہ یہ علاقہ بزورِ شمشیر فتح ہوا ہے اسے مسلمانوں میں بانٹ دیا جائے، اس معاملہ پر میں نے غور کیا۔

---- میری رائے ہے کہ مفتوحہ علاقہ کے باشندے دستِ معمول زمین کی کاشت کرتے رہیں کیونکہ وہ زراعت کی مسلمانوں سے زیادہ سوجھ بوجھ رکھتے ہیں اور کاشت کا کام اجنبی لوگوں کی نسبت زیادہ عمدہ انجام دے سکتے ہیں، اگر ہم نے باشندوں کو غلام بنالیا تو ہمارے بعد آنیوالی نسلوں کا کون کفیل ہوگا؟ بخدا نہ تو کوئی ذمی ان سے بات روا رکھے گا اور نہ وہ کسی ذمی سے بات کرنے کے لائق ہوں گی اور نہ کسی ذمی کی دولت یا اراضی سے انہیں کوئی نفع پہنچ سکے گا جب تک یہ مسلمان جو انہیں غلام بنائیں گے زندہ ہیں ان سے فائدہ اٹھائیں گے، جب ہم اور وہ (غلام) مر جائیں گے تو ہماری اولاد ان غلاموں کی اولاد سے متمتع ہوگی اور یہ سلسلہ تاقیامت چلتا رہے گا اور یہ لوگ ہمیشہ اہلِ اسلام کے جب تک اسلام سربلند ہے غلام بنے رہیں گے لہٰذا ان پر جزیہ لگاؤ اور غلام مت بناؤ کوئی مسلمان ان پر ظلم نہ کرے نہ ان کو کسی طرح کا نقصان پہنچائے، نہ ان کے مال و دولت سے ناجائز طور پر متمتع ہو لہ

قاضی ابو یوسف (م ۱۸۲ھ) نے اپنی کتاب الخراج میں بھی ایک خط نقل کیا ہے جو باعتبارِ معنی مذکورہ خط سے مشابہ ہے لیکن باعتبار لفظ اور سیاق سباق

لہ ازدی ص ۱۲۴-۱۲۵

اس سے بہت مختلف ہے۔ راذری کے راویوں نے مذکورہ خط کا تعلق اُردن اور اس کے دیہاتی علاقوں کی تقسیم سے بتایا ہے۔ کتاب الخراج کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قضیہ شام کی سب سے بڑی جنگ یرموک (۱۵ھ) کے بعد رونما ہوا۔ مذکورہ بالا خط میں قرآن سے کوئی دلیل پیش نہیں کی گئی ہے لیکن کتاب الخراج والے میں اراضی کو دولت مشترکہ بنانے کی تائید میں قرآنی آیتوں سے مدد لی گئی ہے۔ اس کے علاوہ کتاب الخراج کے خط کا ایک حصہ جس کا تعلق عیسائیوں کے بڑے تہوار (غالباً ایسٹر) میں جلوس اور صلیبیں نکالنے سے ہے بالکل نیا ہے۔ صرف یہ حصہ یہاں پیش کیا جاتا ہے:

> رہا ان کے تہوار (ایسٹر) کے ایام میں صلیبیں نکالنے کا معاملہ تو یہ بلا جھنڈوں کے اگر شہر سے باہر صلیبیں نکالیں جیسا کہ انہوں نے اجازت مانگی ہے تو ان سے تعرض نہ کرو۔ البتہ شہر کے اندر مسلمانوں کے محلوں یا مسجدوں کے پاس سے صلیبیں نہ نکالی جائیں۔[۱]

۱۷۔ ابوعبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

فتح فحل کی خوشخبری پاکر:

> اس فتح کی خبر سے بہت مسرت ہوئی اور خدا کا شکر ادا کیا۔ مناسب ہے کہ کچھ عرصہ مفتوحہ سرزمین میں قیام کرو اور لشکر کو آرام پہنچاؤ۔ اس وقت تک اگلی فوجی مہم موقوف رکھو جب تک سعد بن ابی وقاص عراق جاکر فارسی فوجوں کو ٹھکانے نہ لگادیں ان شاء اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ خدا کے بزرگ و برتر کی مدد بغیر کسی کام کا انجام دینا انسان کے بس سے باہر ہے۔[۲]

۱۸۔ ابوعبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

---

[۱] ابویوسف، کتاب الخراج مصر ۱۳۵۲ھ، ص ۱۴۱-۱۴۲ [۲] ابن اعثم ص ۱۲۵

فحل سے فارغ ہو کر ابو عبیدہؓ نے اردن اور بحر میت کے جنوب مشرقی
علاقہ پر عمرو بن عاصؓ کو گورنر مقرر کیا اور خود خالد بن ولیدؓ کو ساتھ لے کر حمص فتح
کرنے روانہ ہوئے۔ حمص شمالی شام کا ایک کوہستانی صوبہ تھا۔ دمشق سے پانچ دن
کی راہ تھی[1]۔ یہاں بہت سے قلعے تھے۔ صوبہ کے صدر مقام کا نام بھی حمص تھا۔ اس کے
گرد ایک چوڑی فصیل تھی اور مشرق میں ایک مستحکم پہاڑی قلعہ۔ خالد بن ولیدؓ
مقدمۃ الجیش کے لیڈر تھے اور باقی فوج ابو عبیدہؓ کے ساتھ پیچھے پیچھے بڑھتی
چلی آ رہی تھی۔ دمشق سے حمص کی راہ پر پہلا قلعہ بند شہر بعلبک تھا۔ وہاں کا گورنر
معمولی جنگ کے بعد جزیہ گذار ہو گیا۔ اس کے بعد جوسیہ کا قلعہ آیا جو حمص کی عملداری
میں پچیس میل جنوب میں واقع تھا۔ حمص کے گورنر نے مسلمانوں سے مقابلہ کیلئے
یہاں ایک فوج تیار کر لی تھی۔ لڑائی میں حمص کی فوجیں پسپا ہوئیں۔ حمص کے قریب
پھر ایک زور دار معرکہ ہوا۔ اس میں بھی حملہ آور جیتے۔ حمص کی فوجوں نے شہر کی
فصیل میں پناہ لی۔ مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر لیا اور گرد و نواح کے دیہات پر
چھاپے مار کر قابض ہو گئے جہاں سے محصور فوج کیلئے رسد اور خوراک آتی تھی
مجبور ہو کر حمص کے گورنر نے جزیہ دیکر صلح کر لی (۶۳۶ء)[2]۔ ابو عبیدہؓ فوج کے بڑے
حصہ کے ساتھ حمص میں ٹھہر گئے اور چند رسالے حلب بھیجے جو حمص سے
چار دن کی مسافت پر شمال میں اس سڑک پر واقع تھا جو انطاکیہ جاتی تھی۔ حلب
کا قلعہ بہت مضبوط اور محفوظ تھا۔ یہاں سے انطاکیہ، ہرقل قیصر اور سلطان شام
کا فوجی مستقر صرف تین دن کی مسافت پر تھا۔ حلب پر ترکتازی انطاکیہ پر یورش
کی تمہید تھی۔ ابو عبیدہؓ نے خلیفہ کو حمص کی فتح اور حلب پر ترکتازی کی خبر دی تو جواب آیا:

تمہارا خط ملا جس میں تم نے تلقین کی ہے[3] کہ میں خدا کا شکر ادا کروں ان علاقوں
کیلئے جو اس نے ہم سے مسخر کرائے۔ ان قلعوں کیلئے جو اس نے ہم سے فتح

---

[1] یاقوت ۳۰۲/۲ [2] اندری ص ۱۲۹–۱۳۲ — [3] یاقوت ۳۱۴/۲
[4] ابو عبیدہؓ کے خط میں ایسا کوئی جملہ نہیں جو شکر کی تلقین پر مشتمل ہو۔

کرائے۔ ان شہروں کیلئے جن پر اس نے ہمیں قبضہ دلایا اور ان عنایتوں کے لئے جو اس نے ہم پر اور تم پر کی ہیں، ان سب کیلئے اس کا بہت بہت شکر گذار ہوں، تم نے لکھا ہے کہ بزنطی قیصر کے اس علاقہ کی طرف جہاں وہ اور اس کا لشکر ہے رسالے روانہ کرتے ہیں، میری رائے میں یہ اقدام صحیح نہیں ہے، رسالے واپس بلالو اور دمشق میں ٹھہرے رہو یہاں تک کہ یہ سال گذر جائے اور ہم اگلی کاروائی کے بارے میں غور کر لیں، خدا کے بزرگ و مہربان سے اپنے تمام معاملات میں مدد کا طالب ہوں۔[۱]

۱۹۔ جبلہ بن ایہم کے نام۔

جبلہ بن ایہم سرحد شام کے عرب۔ عیسائی قبائل کا آخری غسانی بادشاہ تھا، جس طرح حیرہ کے لخمی سلاطین شاہنشاہ فارس کے ماتحت تھے اسی طرح عرب۔ شام سرحد کے غسانی رئیس بزنطی قیصر کے دست نگر تھے، فارس یا شام پر حملہ ہوتا تو یہ دونوں سرحدی ریاستیں اپنی اپنی مربی حکومتوں کی مدد کرتی تھیں، ابن اعثم کوفی نے اپنی فتوح میں لکھا ہے کہ ابو بکر صدیق کے عہد میں، شامی سرحد کی چھوٹی چھوٹی بستیوں پر قابض ہونے کے بعد مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ بزنطی قیصر نے جبلہ کی سرکردگی میں چالیس ہزار فوج بھیجی ہے جو دمشق کے باہر مقیم ہے، ان کے اکابر نے ایک کانفرنس کی جس میں طے پایا کہ لڑنے سے پہلے جبلہ کو اسلام کی دعوت دی جائے، چنانچہ ایک وفد جبلہ کے پاس گیا، اس نے یہ کہہ کر وفد کو قیصر کے پاس بھیجا کہ اگر اس نے اسلام قبول کر لیا تو میں بھی کلمہ پڑھ لونگا فتح دمشق اور بقول بعض فتح یرموک اور کچھ راویوں کا بیان ہے کہ صلح ایلیاء کے

---

[۱] ہندی صفحہ ۱۲۹ ابن اعثم صفحہ ۲۱۸ لفظی کمی بیشی کے ساتھ۔

بعد جب شام میں بزنطی حکومت کی بساط الٹ گئی تو جبلہ اور اس کے قریبی عزیزوں نے مسلمان ہونیکا ارادہ مصمم کر لیا جبلہ نے عمر فاروقؓ کو ایک خط لکھا کہ میں اسلام قبول کرنے مدینہ آنا چاہتا ہوں، عمر فاروقؓ نے جواب دیا:

آجاؤ، (اسلام قبول کرکے) تمہیں وہی فوائد اور حقوق حاصل ہونگے جو ہمیں ہیں اور تم پر وہی ذمہ داریاں عائد ہوں گی جو ہم پر ہیں۔[1]

۲۴۔ ابوعبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

فتوح الشام کا بیان ہے کہ جب ابوعبیدہؓ فتح دمشق کے بعد حمص کی طرف بڑھے تو انہیں یہ خط بعلبک کے قریب جو دمشق سے تین دن کی راہ پر شمال میں واقع تھا موصول ہوا:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبداللہ امیر المومنین کی طرف سے امین الامۃ (ابوعبیدہؓ) کو سلام علیک، میں اس آقا کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبی محمد پر درود بھیجتا ہوں، خدا کے حکم اور اس کی مرضی کو کوئی نہیں بدل سکتا اور جو لوح محفوظ میں کافر لکھدیا گیا ہے اسے ایمان نصیب نہیں ہو سکتا، تم کو معلوم ہو کہ جبلہ بن ایہم غسانی اپنے چچازاد بھائیوں اور خاندانی اکابر کے ساتھ ہمارے پاس (مدینہ) آیا میں نے سب کی آؤ بھگت کی، انہوں نے میرے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، ان کے اسلام سے مجھے خوشی ہوئی کیونکہ ان کے ذریعہ اللہ نے اسلام اور مسلمانوں کو قوت عطا کی لیکن پردہ غیب میں جو چھپا تھا اس کا حال مجھے معلوم نہ تھا ہم حج کے لئے (مدینہ سے) مکہ گئے، جبلہ نے بیت الحرام کے سات طواف کئے، دوران طواف اس کا تہبند ایک فزاری عرب کے

---

[1] ابن عبدربہ العقد الفرید، مصر ۱۹۴۰ء ۲/۵۶

زیرِ قدم آگیا اور وہ کھل کر کندھے سے گر پڑا جبلہ نے تیکھی نظر سے فزاری کو دیکھا اور کہا: تیرا بُرا ہو، تو نے خدا کے گھر میں مجھے ننگا کر دیا۔ فزاری نے کہا: خدا کی قسم میں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا! اس کے باوجود جبلہ نے مکا مار کر فزاری کی ناک اور اس کے اگلے چار دانت توڑ دیئے فزاری نے مجھ سے شکایت کی، میں نے جبلہ کو بلوایا اور کہا: تم نے اپنے فزاری بھائی کے کیوں مکا مارا اور اس کی ناک اور اگلے چار دانت کیوں توڑ دیئے؟ جبلہ نے کہا: اس نے پیر کے نیچے میرا تہبند دبا کر کھول دیا تھا، خدا کی قسم اگر بیت اللہ کی حرمت کا خیال نہ ہوتا تو اُسے مار ہی ڈالتا میں نے کہا تم نے جرم کا اقبال کیا ہے، اب یا تو وہ تمہیں معاف کر دے یا میں اس کا تم سے بدلہ لوں گا، جبلہ بولا: مجھ سے بدلہ لیا جائیگا، حالانکہ میں بادشاہ ہوں اور وہ ایک معمولی عرب! میں نے کہا: تم دونوں مسلمان ہو، تم صرف اچھی سیرت سے ہی اس پر فوقیت پا سکتے ہو، جبلہ نے مجھ سے اگلے دن تک کی مہلت مانگی، میں نے فزاری سے پوچھا تو وہ مہلت دینے کو تیار ہوگیا، جب رات ہوئی تو جبلہ اپنے چچا زاد بھائیوں کے ساتھ اونٹوں پر سوار ہو کر شام کی طرف کلب اللہ علیہ (ہرقل قیصر) کے پاس نکل بھاگا، مجھے امید ہے کہ خدا نے چاہا تو وہ تمہارے ہاتھ لگے گا حمص فتح کر کے ٹھہر جانا، آگے پیشقدمی نہ کرنا، اگر حمص کے باشندے وجزیرے کے بالمقابل) صلح کرلیں تو خیر ورنہ ان سے لڑنا اور اپنے جاسوس انطاکیہ (قیصر کے ہیڈ کوارٹر) بھیجنا اور شام کے نصرانی عربوں سے چوکنا رہنا والسلام علیک وعلی جمیع المسلمین۔[1]

---

[1] فتوح الشام ۱/۱۲۴ - خط کا مضمون ادب و تاریخ کی متعدد کتابوں میں بطور قصہ بیان ہوا ہے دیکھو ابن عبد ربہ: عقد الفرید ۱/۱۰۹ ، ابوالفداء: تاریخ مختصر طبع اول ۲/۱۲۱ - ۱۲۲ ، بلاذری: فتوح البلدان مصر ۱۳۱۹ھ ، صفحہ ۱۴۲ -

ابن اعثم کوفی کی رائے ہے کہ جبلہ کے ارتداد کا واقعہ ۱۳ھ میں نہیں جیسا کہ فتوح الشام میں تصریح کی گئی ہے بلکہ ۱۶ھ میں فتح بیت المقدس کے بعد پیش آیا تھا۔ ابن واضح یعقوبی نے بھی ۱۶ھ کی تائید کی ہے لیکن وہ ایک نئی بات یہ لکھتا ہے کہ جبلہ نے عمر فاروق سے بیت المقدس کی صلح کے بعد ملاقات کی اور کہا کہ جزیہ دینا تو میرے لئے توہین آمیز ہے۔ اگر آپ زکاۃ لینا پسند کریں تو میں آپ کی سیاسی ماتحتی قبول کر سکتا ہوں۔ عمر فاروق اس کے لئے تیار نہیں ہوئے جبلہ شام چھوڑ کر اپنے تیس ہزار ماتحتوں اور کنبہ والوں کے ساتھ قیصر کے پاس چلا گیا۔[1]

طبقات ابن سعد کا بیان مذکورہ بالا سارے اقوال سے مختلف ہے۔ اس کی رو سے جبلہ عہد نبوی میں مسلمان ہو گیا تھا۔ طبقات کے بیان سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جبلہ کے ارتداد کا واقعہ مدینہ میں نہیں بلکہ دمشق میں پیش آیا تھا اور اس کا محرک عمر فاروق کا فیصلہ نہیں تھا جیسا کہ خط نمبر ۲۱ میں ان کی زبانی نقل کیا گیا ہے طبقات کے راوی بتلاتے ہیں کہ عمر فاروق کی خلافت میں جب دمشق فتح ہوا تو ایک دن جبلہ کا پیر شہر کے بازار سے گذرتے وقت ایک عرب کے پیر پر پڑ گیا۔ اس نے طیش میں آکر جبلہ کے منہ پر چانٹا مار دیا۔ جبلہ کے آدمی عرب کو پکڑ کر ابو عبیدہ کے پاس لے گئے۔ انہوں نے فیصلہ دیا کہ عرب کے بھی چانٹا مارا جائے۔ اس فیصلہ پر جبلہ کو سخت غصہ آیا۔ اس کی رائے تھی کہ عرب کو قتل کیا جائے یا اس کا ہاتھ کاٹا جائے۔ ابو عبیدہ اس کے لئے تیار نہیں تھے۔ جبلہ بگڑ کر عیسائی ہو گیا اور اپنے سارے خاندان اور ماتحتوں کے ساتھ جلاوطن ہو کر بزنطی قیصر کی قلمرو میں چلا گیا۔[2]

۲۱ - ابو عبیدہ بن جراح کے نام -

سیف بن عمر کی رائے ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھوں حمص کی فتح کے بعد

---

[1] یعقوبی، تاریخ (نجف ۱۳۵۸ھ) ۲/ ۲۲ [2] ابن سعد، طبقات، بیروت ۱۹۵۸ء ۱/ ۲۶۴

(غالباً نئی جنگی تیاری کیلئے) ہرقل اپنا ہیڈکوارٹر انطاکیہ چھوڑ کر شام سے متصل صوبہ میسوپوٹامیہ (جزیرہ) کے پایۂ تخت رُہا چلا گیا تھا۔ ابو عبیدہؓ نے فتح حمص کی خوشخبری والے خط میں ہرقل کی اس نقل مکانی کی بھی خلیفہ کو خبر دی، جواب میں انہوں نے لکھا:

"تم حمص میں ٹھہرے رہو اور شام کے ان (عیسائی) عرب قبیلوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دو جو طاقتور اور بہادر ہوں، اطمینان رکھو خدا نے چاہا تو برابر تمہارے پاس رسد بھیجتا رہوں گا"[1]

۲۲۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

حسب تصریح فتوح الشام ابو عبیدہؓ دمشق فتح کر کے شمالی شام مسخر کرنے نکلے، بعلبک اور حمص کے گورنروں کو جزیہ گذار بناتے ہوئے حمص آئے۔ ان کا آنا اتنا اچانک ہوا کہ حمص کا گورنر مقابلہ کی کوئی مناسب تیاری نہ کر سکا۔ اس کے مشیروں نے رائے دی کہ مسلمانوں سے ایک سال کیلئے جزیہ کا معاہدہ کر لیجئے اور اس اثناء میں مناسب تیاری کر کے ان کا مقابلہ کیجئے۔ گورنر نے معاہدہ کر لیا، وہ حمص کے باہر ٹھہر گئے اور کچھ رسالے خالد بن ولیدؓ کی کمان میں حلب اور قنسرین جو شام کا سرحدی علاقہ تھا فتح کرنے بھیجے، خالد کے سوار حلب اور قنسرین کے دیہاتوں میں ترکتاز کرنے لگے۔ قنسرین کے گورنر نے مصلحت اسی میں دیکھی کہ حملہ آوروں سے جزیہ کا عارضی معاہدہ کر لے اور پھر خوب تیار ہو کر اور قیصر کی کمک سے اپنی طاقت بڑھا کر مسلمانوں سے لڑے، گویا حمص کیطرح وہ بھی جزیہ گذار ہو گیا (ذوالقعدہ ۱۴ھ) ان معاہدوں سے اسلامی فوجیں معطل ہو گئیں خلیفہ کے پاس بہت دن تک نہ تو ابو عبیدہؓ کا کوئی خط آیا اور نہ کسی نئی فتح کی خوشخبری، انہوں نے یہ محسوس کر کے کہ مسلمان آرام طلب ہو گئے ہیں اور جہاد سے گریز کر رہے ہیں، ابو عبیدہؓ کو لکھا:

---

[1] طبری ۱۵۲/۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم، عبد اللہ عمر بن الخطاب امیر المومنین کی طرف سے امین الامۃ ابو عبیدہ عامر بن جراح کو، سلام علیک، میں اس خدا کا سپاسگزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبی محمد پر درود بھیجتا ہوں اور تمہیں ہدایت کرتا ہوں کہ اپنے ظاہر و باطن میں خدائے عزوجل سے ڈرو اور اس کی معصیت سے بچتے رہو، تمہیں اس بات سے بھی ڈراتا اور منع کرتا ہوں کہ تمہارا طرز عمل ان لوگوں کا سا ہو جائے جن کے بارے میں خدا کہتا ہے: اے نبی کہدو کہ اگر تمہیں اپنے باپ بیٹے، بھائی، بیویاں اور عزیز و اقارب اپنی کمائی ہوئی دولت اپنی تجارت جس کے گھٹنے کا تمہیں ڈر ہے اور اپنے پسندیدہ مکان خدا، اس کے نبی اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ محبوب ہوں تو خدا کے عذاب کا انتظار کرو، بلاشبہ نافرمانوں کو خدا سیدھا راستہ نہیں دکھاتا۔ قل ان کان اباؤکم و ابناؤکم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال اقترفتموها و تجارة تخشون كسادها و مساكن ترضونها احب اليكم من الله و رسوله و جهاد في سبيله فتربصوا حتى ياتي الله بامره والله لا يهدي القوم الفاسقين۔ اور ہما خدا کی درود ہو خاتم النبیین اور امام المرسلین پر، والحمد للہ رب العالمین[1]

۲۴۔ ابو عبیدہ بن جراح کے نام۔

حسب روایت فتوح الشام حلب کے باشندوں نے ابو عبیدہؓ سے صلح کرلی تھی، حلب کے باہر ایک نہایت مضبوط پہاڑی قلعہ تھا جس میں ضلع کا بزنطی گورنر رہتا تھا، حلب کی صلح اس کی مرضی کے خلاف تھی، وہ قلعہ میں محصور ہوگیا، چار پانچ ماہ تک قلعہ کا محاصرہ رہا، بزنطی قلعہ سے پتھر باری کرتے اور رات میں مسلمانوں

---

[1] فتوح الشام (مصری) ۱/۹۲

پر شب خون مارتے، قلعہ فتح ہونے کی کوئی صورت نہیں نکلی، ابو عبیدہؓ اور مسلمان پڑے پڑے اکتا گئے، ابو عبیدہؓ نے بہت دن تک خلیفہ کو خط ہی نہیں لکھا، وہ منتظر تھے کہ قلعہ فتح ہو تو لکھیں، عمر فاروقؓ نے سخت پریشانی کے عالم میں یہ خط بھیجا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، میں اس معبود کا سپاسگذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبی محمد پر درود بھیجتا ہوں، ابو عبیدہؓ تمہارا خط نہ آنے اور تمہاری خیریت نہ معلوم ہونے سے بڑی بے چینی ہے اپنے مسلمان بھائیوں کی فکر سے جسم کو روگ سا لگ گیا ہے، رات دن تمہارا خیال لگا رہتا ہے، سمجھ میں نہیں آتا تمہارا قاصد اور خط کیوں نہیں آتا، ایسا معلوم ہوتا ہے تم چاہتے ہو کہ صرف فتح اور غنیمت کی خوشخبری کیلئے خط لکھو، ابو عبیدہ اگرچہ میں بہت دور ہوں مگر میرا دل تمہارے پاس ہے ہر وقت تمہاری عافیت کیلئے دعا کرتا ہوں، دل تم سب کی خیریت کیلئے ایسا بے چین ہے جیسے پریشان ماں کا اپنے بچہ کے لئے میرا یہ خط پڑھ کر ایسے اقدامات کرو کہ اسلام کو تقویت پہنچے اور مسلمانوں کے ہاتھ مضبوط ہوں والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ[1]

۲۴ - ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام -

فتوح الشام کے راویوں کا بیان ہے کہ حلب کے بیرونی قلعہ کا چار پانچ ماہ تک محاصرہ کر لینے کے باوجود جب مسلمان اسے فتح نہ کر سکے تو انہوں نے طے کیا کہ محاصرہ اٹھا کر حلب چلے جائیں تاکہ قلعہ کے محصور گورنر کو باہر نکلنے کا حوصلہ ہو اور کھلے میدان میں اس سے لڑنے کی صورت نکل آئے، حلب پہنچ کر ابو عبیدہؓ نے قنسرین کی فتح، حلب کی صلح، شام کے سرحدی شہروں پر ترکتازی نیز حلب کے بیرونی قلعہ سے ہٹنے کی خلیفہ کو خبر دی تو یہ جواب آیا:

۱- فتوح الشام (مصر) ۱/۱۵۷

تمہارے سفیر نظا ے کر پہنچے تمہیں دشمن پر جو فتوحات حاصل ہوئیں ان کا حال معلوم کر کے مسرت ہوئی ۔ جو لوگ شہید ہوئے ان کا بھی علم ہوا ۔ تم نے لکھا ہے کہ میں حلب کا محاصرہ چھوڑ کر انطاکیہ اور حلب کے درمیانی علاقہ میں آگیا ہوں میرے خیال میں تمہارا یہ اقدام صحیح نہیں ہے ۔ تم ایسے شخص کو چھوڑ کر جس کا علاقہ اور صدر مقام (حلب) فتح کر چکے ہو الگ ہٹ گئے ہو اور اب یہ خبر ہر طرف مشہور ہوگئی کہ تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے ۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تمہاری دھاک گھٹ جائے گی اور اس کی ساکھ بڑھ جائیگی اور ان لوگوں کو تم سے لڑنے کا حوصلہ ہو گا جو ڈرے بیٹھے ہیں ، بزنطی لشکر کے خاص و عام تم سے لڑنے کی پھر جرأت کریں گے ، کفر کے جاسوس واپس آکر اسے تمہارے حالات سے مطلع کر دیں گے اور شام کے ارباب حکومت تمہاری اس پسپائی سے حوصلہ پا کر تم سے جنگ کیلئے باہم خط و کتابت کرنے لگیں گے اسلئے اس وقت تک گردنیں سے لڑتے رہو جب تک خدا اسے قتل نہ کر دے یا اسے تمہارے قبضہ میں نہ دیدے یا صلح و شکست کا فیصلہ نہ کر دے بیشک وہ بہترین فیصلہ کرنیوالا ہے ۔ میدانوں پہاڑوں دشوار گذار زمینوں اور تنگ وادیوں میں رسالے پھیلا دو اور فرات کے حدود میں چھاپے مارو ۔ وہاں کے جو لوگ (جزیہ دیکر) صلح کرنا چاہیں ان سے صلح کر لو ، میں تمہیں اور سارے مسلمانوں کو خدا کی امان میں دیتا ہوں ، اس خط کیساتھ حضرموت اور یمن کے عرب موالی ، پیادے اور سواروں پر مشتمل ایک فوج بھیج رہا ہوں جو راہ خدا میں جان دینے کی خواہشمند ہے ، اسکے علاوہ مزید کمک برابر تمہارے پاس پہنچتی رہے گی ، انشاء اللہ و السلام [1]

---

[1] فتوح الشام (مصری) ۱/۹۰۔

۵۱۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

رجب ۱۵ھ میں حمص پر مسلمانوں کی فتح کے بعد ہرقل قیصر نے انہیں ملک سے نکالنے کی ایک آخری زبردست کوشش کی جو جنگ یرموک کے نام سے مشہور ہے۔ اس جنگ میں مسلمان شکست سے بال بال بچے۔ عرب راویوں نے ان کی مجموعی تعداد تینتالیس ہزار اور بزنطیوں کی چار لاکھ بتائی ہے یعنی دونوں میں ایک اور دس کی نسبت تھی۔ سپہ سالار ابو عبیدہؓ نے خلیفہ کو لکھا: ہمارے جاسوسوں نے خبر دی ہے کہ ہرقل نے انطاکیہ (ہیڈکوارٹر) میں اپنی قلمرو کے تمام صوبوں سے لشکر بلا لئے ہیں اور ایک بہت بڑی فوج ہر قسم کے سامان سے لیس جمع کی ہے، ایسی فوج آج تک بڑے بڑے بادشاہ بھی فراہم نہ کر سکے تھے۔ ہم پر جلد حملہ ہونے والا ہے ہم نے یہ خبر پاکر صورت حال کا جائزہ لیا اور طے کیا کہ حمص چھوڑ دیا جائے، اس میں شک نہیں کہ وہاں کا قلعہ مستحکم ہے لیکن مقامی باشندوں پر ہمیں اعتماد نہیں تھا، اس کے علاوہ ہمارا لشکر اور وسائل بھی اس پایہ کے نہ تھے کہ غنیم سے ٹکر لیتے، بنابریں ہم اہل وعیال کیساتھ دمشق آگئے ہیں اور آپ سے مدد کے طالب ہیں۔[1]

عمر فاروقؓ نے جواب دیا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم، عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے ابو عبیدہ بن جراحؓ ان کے مہاجر، انصاری اور تابعی ساتھیوں نیز دوسرے مجاہدوں کو اسلام علیکم، میں اس معبود کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں، مجھے معلوم ہوا کہ تم حمص چھوڑ کر دمشق روانہ ہو گئے ہو اور وہ سرزمین جو خدا نے تمہیں عنایت کی تھی دشمن کے لئے چھوڑ کر چلے آئے ہو۔ مجھے تمہاری یہ بات پسند نہیں آئی اور میں نے تمہارے منصوبہ

---

[1] ازدی ص ۱۶۲

سے پوچھا کہ کیا یہ کام سب کی رائے سے ہوا تو اس نے اس کی تصدیق کی اور کہا کہ فوج کے اکابر اور تجربہ کار لوگوں بلکہ اکثر فوج کی رائے سے یہ قدم اٹھایا گیا ہے، تب میں نے محسوس کیا کہ جس کام میں اللہ عزوجل تم سب کو متفق فرمائے کردے اس میں ضرور دنیا اور آخرت کی بہتری اور بھلائی مضمر ہوگی۔ اس احساس نے میری ناپسندیدگی اور ناراضگی کم کردی، تمہارے ایلچی نے رسد مانگی ہے۔ واطمینان رکھو میرا یہ خط وصول ہونے سے پہلے انشاء اللہ تمہارے پاس رسد پہنچ جائے گی، لیکن تمہیں یہ بات یاد رہے کہ (رسول اللہ کے عہد میں) ہم دشمن کی بڑی فوج کو اپنی بڑی فوج سے شکست نہیں دیتے تھے اور نہ خدا ہماری بڑی فوج کی وجہ سے ہم پر فتح نازل کرتا تھا بلکہ اکثر خدا دشمن کی بڑی فوج کی مدد سے ہاتھ اٹھا لیتا تھا جس کے نتیجہ میں وہ شکست کھاتی اور اس کی زیادہ تعداد اسے کچھ فائدہ نہ پہنچاتی۔ اکثر خدا چھوٹی فوج کو بڑی فوج پر فتح عطا کرتا ہے، دعا ہے کہ خدا اپنے اور تمہارے مشرک دشمن پر تمہیں فتح عطا کرے اور اس پر تباہی اور عذاب نازل کرے۔ والسلام علیکم[1]

۲۶۔ ابو عبیدہؓ بن جراحؓ کے نام۔

سپہ سالار ابو عبیدہؓ کو یرموک میں (جہاں وہ اور دوسرے شامی سالار بزنطینی کا مقابلہ کرنے جمع ہوئے تھے) معلوم ہوا کہ بزنطی فوج جو اُن سے لڑنے اور بزعم خود انہیں ملک سے نکالنے آرہی تھی، اس کی تعداد کئی لاکھ ہے اور اس میں بزنطی قلمرو کے ہزاروں مذہبی رہنما کچھ تو جہاد کی خاطر اور کچھ فوج میں قومی اور مذہبی جوش پیدا کرنے کے لئے شامل ہوگئے ہیں۔ یہ تعداد مسلمانوں کی توقع سے بہت زیادہ

---

[1] ازدی ص۱۱۴۔ ابن اعثم ص۲۲۰۔ ۲۲۱ لفظی فرق کے ساتھ

تھی، ان پر سراس طاری ہو گیا؛ وہ خود چالیس ہزار یا اس کے لگ بھگ تھے ۔۔۔
کمانڈر ان چیف نے مشیروں کی رائے سے عمر فاروق کو یہ ارجنٹ خط لکھا:
بزنطیوں نے سمندر اور خشکی سے ہمارے اوپر یورش کر دی ہے اور ہر مرد کو فوج میں بھرتی کر لیا ہے جو ہتھیار چلانے کے قابل ہو۔ ان کے ساتھ بشپ اور پادری بھی ہیں اور راہب جہاد کیلئے عبادت گاہوں سے نکل کر فوج کے ساتھ شریک ہو گئے ہیں، قیصر نے آرمینیہ، اور میسوپوٹامیہ (جزیرہ) کے صوبوں سے بھی فوجیں حاصل کی ہیں اور کل فوج کی تعداد چار لاکھ کے قریب ہے، جب مجھے ان حقائق کا علم ہوا تو میں نے مناسب نہ سمجھا کہ مسلمانوں کو دھوکہ میں رکھوں یا حقیقت سے بےخبر، صورت حال سے مطلع کر کے جب میں نے ان سے مشورہ کیا تو ان کی رائے ہوئی کہ سب لوگ شام کے کسی الگ تھلگ حصہ میں چلے جائیں اور اپنی فوج کو جو ادھر ادھر بکھری ہوئی ہے جمع کر لیں، پھر جب آپ کے پاس سے کمک آ جائے تو دشمن سے لڑنے کیلئے جائیں، امیر المومنین بہت جلدی کیجئے اور فوج در فوج بھیجئے، اگر ایسا نہ ہوا اور مسلمان یہاں (یرموک) پڑے رہے تو سمجھ لیجئے وہ ہلاک ہو گئے اور اگر وہ ڈر کر بھاگ گئے تو سمجھ لیجئے ان کا دین ایمان گیا، ان کا مدمقابل ایک ایسا غنیم ہے جس سے عہدہ برآ ہونے کی ان میں صلاحیت نہیں ہے الا یہ کہ خدا ان کی مدد کے لئے فرشتے بھیجے یا خود کوئی فوج لے کر آ جائے۔

جواب میں عمر فاروقؓ نے لکھا:

"خوشا الرا (عبداللہ بن قرطی) تمہارا خط لے کر آیا، تم نے لکھا ہے کہ رومیوں نے مسلمانوں پر سمندر اور خشکی کی راہ سے یورش کی ہے اور اپنے پادریوں اور راہبوں کو تم سے لڑنے لا رہے ہیں، بلاشبہ ہمارے مالک کو جس کی ہم ستائش کرتے ہیں اور جو ہمارا مشکل کشا ہے جس ذات گرامی نے ہم پر احسان کئے ہیں اور جو ہمیشہ ہمیں اپنی نعمتوں سے نوازتا رہا ہے ان پادریوں اور راہبوں کی موجودگی کا اس وقت

علم تھا جب اس نے محمدؐ کو برحق مبعوث کیا، فتوحات سے ان کی عزت افزائی کی اور دشمن کے دلوں کو مرعوب کر کے ان کی مدد فرمائی جس نے فرمایا اور اس کا کوئی وعدہ جھوٹا نہیں ہوتا: یہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو کتاب ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اس کو سارے دینوں پر غالب بنا دے خواہ مشرکوں کو یہ بات کتنی ہی ناپسند ہو۔ هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون ۔ وتوبین لیستما بزنطیوں کی کثرت فوج سے ہرگز ہراساں نہ ہو کیونکہ خدا ان کی مدد نہیں کریگا اور جس کی خدا مدد نہ کرے اس کیلئے فوج کی کثرت بے کار ہوتی ہے، ایسے شخص کو خدا اس کے بل بوتے پر چھوڑ کر الگ ہو جاتا ہے تم اپنی قلت سے بھی مت گھبراؤ کیونکہ خدا تمہارے ساتھ ہے اور جس کے ساتھ خدا ہو وہ کبھی کم نہیں ہوتا، پس جہاں ہو وہیں ڈٹے رہو حتیٰ کہ دشمن کا تم سے مقابلہ ہو اور خدا کی مدد سے تمہیں فتح حاصل ہو۔ وہی بہترین محافظ، سرپرست اور مددگار ہے۔ تمہارے ان الفاظ سے مجھے تعجب ہوا کہ اگر مسلمان دشمن کے سامنے ٹھہرے رہے تو سمجھ لیجئے وہ تباہ ہو گئے اور اگر دشمن سے ڈر کر بھاگ گئے تو سمجھ لیجئے ان کا دین ایمان گیا کیونکہ ان سے ایک ایسا غنیم لڑنے آیا ہے جس سے عہدہ برآ ہونا ان کے بس سے باہر ہے الا یہ کہ خدا فرشتے بھیج کر ان کی دستگیری فرمائے یا خود لشکر لے کر آئے۔ خدا کی قسم، اگر تم یہ کلمہ استنثار نہ لکھتے تو برا کرتے۔ میری جان کی قسم اگر مسلمان ان کے سامنے ڈٹے رہے اور صبر کا دامن نہ چھوڑا اور قتل ہو گئے (تو ان کی قربانی ضائع نہیں ہوگی) بلاشبہ خدا انہیں عمدہ انعام دیگا۔ خدائے بزرگ و برتر کہتا ہے: ان میں سے کچھ گئے

اور کچھ موت سے منتظر ہیں اور انہوں نے اپنی وفاداریوں میں کوئی تبدیلی نہیں کی بڑے خوش نصیب ہیں وہ جنہیں شہادت کی نعمت حاصل ہوا فمنھم من قضیٰ نحبہ و منھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا (احزاب) بعد از مسلمانوں کے لئے وہ جانباز اچھی مثال بن سکتے ہیں جو رسول اللہؐ کی لڑائیوں میں ان کے گرد لڑتے ہوئے مارے گئے، جو رسول اللہؐ اور اسلام کی خاطر لڑے وہ نہ تو کبھی بے بس ہوئے اور نہ موت سے ڈرے، رسول اللہؐ کے بعد جو لوگ زندہ رہے وہ بھی دشمن یا موت سے خائف نہیں ہوئے، نہ مصیبتوں کے سامنے انہوں نے کبھی گھٹنے ٹیکے بلکہ انہوں نے اپنے پیش رووں کی مثال سامنے رکھی اور ان لوگوں سے جہاد کیا جنہوں نے ان کی مخالفت کی یا اسلام قبول کرنے کو تیار نہیں ہوئے خدا نے صبر کرنیوالوں کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے: ایسے کتنے ہی نبی گذرے ہیں جن کے ساتھ بہت سے خدا پرست جنگ میں شریک ہوئے جنہوں نے جنگ کی مصیبتوں میں نہ تو کسی کمزوری کا اظہار کیا نہ دشمن کے سامنے گھٹنے ٹیکے (بلکہ صبر کیا) اللہ صبر کرنیوالوں کی قدر کرتا ہے (جنگ کے مصائب میں) ان کی زبان پر یہ الفاظ تھے: مالک ہمارے گناہ معاف کر اور ہماری بے اعتدالیوں سے درگذر فرما، دشمن کے مقابلہ میں ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافر قوم پر فتح عطا کر، اللہ نے انہیں دنیا اور آخرت کے عمدہ انعام سے نوازا، اللہ نکوکاروں کا قدردان ہے، وکاین من نبی قاتل معہ ربیون کثیر فما وھنوا لما اصابھم فی سبیل اللہ وما ضعفوا وما استکانوا واللہ یحب الصابرین وماکان قولھم الا ان قالوا ربنا اغفرلنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت

اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین۔ فآتاھم اللہ ثواب الدنیا وحسن ثواب الآخرۃ
واللہ یحب المحسنین (آل عمران)۔ ان آیتوں میں ثواب دنیا فتح اور غنیمت ہے، ثواب
آخرت مغفرت اور جنت۔ میرا یہ خط لوگوں کو سنانا اور تاکید کرنا
کہ اسلام کی سربلندی کیلئے مردانہ وار لڑیں اور محنت سے سخت
مشکلوں کو برداشت کریں۔ خدا ان کو دنیا اور آخرت کی نعمتوں سے
سرفراز کرے گا۔ تمہارا یہ کہنا کہ مسلمانوں کا مقابلہ ایسے لشکر سے ہے
جس سے وہ عہدہ برا نہیں ہو سکتے۔ اگر تمہارے اندر یہ صلاحیت
نہیں ہے تو خدا تو قوی ہی ہے، ہمارا مالک ان کو شکست
دینے پر قادر رہا ہے، خدا کی قسم اگر دشمن سے ہم اپنے بل بوتے
پر لڑا کرتے تو وہ مدت کے ہمیں تباہ کر چکے ہوتے۔ ہم تو اپنے مالک خدا کے
بھروسہ پر لڑتے ہیں اور اپنے بل بوتے پر بالکل اعتماد نہیں کرتے اور اسی سے
نصرت و رحمت کی التجا کرتے ہیں۔ انشاء اللہ تم ہر صورت
کامیاب ہوگے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ خدا کے لئے قربانی
کی سچی لگن تمہارے دل میں ہو اور اپنی ہر مشکل میں اسی سے لو
لگاؤ، صبر کرو اور دشمن کے مقابلہ میں ڈٹے رہو اور سامان
تیار رکھو اور خدا سے ڈرو، امید ہے تم کامیاب ہوگے۔ اصبروا
وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون (…)

اس خط میں کمک بھیجنے کا کوئی ذکر نہیں ہے لیکن فتوح ابن اعثم میں اس خط
کا جو خلاصہ دیا گیا ہے اس میں تصریح ہے کہ عمر فاروقؓ نے اپنے خط کے آخر
میں کمک بھیجنے کا وعدہ کیا تھا اور تین ہزار سوار روانہ کئے تھے[۱]۔ فتوح الشام
کا بیان ہے کہ کمک سات ہزار سواروں پر مشتمل تھی[۲]۔

۲۷۔ خط کی دوسری شکل۔

---

[۱] [illegible] صفحہ ۲۴۲-۲۴۳
[۲] [illegible] جلد ۱ صفحہ [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے امین الامۃ ابو عبیدہ اور مہاجرین و انصار کو، سلام علیکم، اس خدا کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبی محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں، واضح ہو کہ تمہارے لئے خدا کی مدد ہماری طرف سے بہتر ہے، تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ فوج کی کمی بیشی پر فتح و شکست کا مدار نہیں ہوتا بلکہ خدا کی مدد پر ہوتا ہے۔ وہ فرماتا ہے: تمہاری فوج چاہے کتنی زیادہ ہو تمہارے بالکل کام نہیں آئے گی اور خدا بلا شبہ مومنوں کے ساتھ ہے۔ ولن تغنی عنکم فئتکم شیئا ولو کثرت وان اللہ مع المومنین۔ اللہ اکثر کم فوج کو بڑی فوج پر فتح عطا کرتا ہے فتح اور کامرانی کا دینے والا صرف خدا ہے، وہ فرماتا ہے: ان میں کچھ مر چکے اور کچھ موت کے منتظر ہیں اور انہوں نے اپنی وفاداری میں کوئی تبدیلی نہیں کی ہے۔ فمنھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر وما بدلو تبدیلا (احزاب) کتنے خوش نصیب ہیں خدا کے دین کیلئے شہید ہونیوالے! کتنے خوش نصیب ہیں صرف خدا پر بھروسہ کرنیوالے! ان مسلمانوں سے جو تمہارے ساتھ ہیں دشمن کا مقابلہ کرو۔ تمہارے سامنے ان مسلمانوں کی مثال ہے جو رسول اللہؐ کی جنگوں میں مارے گئے، جنہوں نے بہت سے معرکے لڑے لیکن دشمن کے سامنے ہمت ہاری حتی کہ خدا کی خاطر انہوں نے جان قربان کر دی، خدا کی خاطر مرنے سے کبھی خائف نہیں ہوئے جنہوں نے اس کی خوشنودی کیلئے جہاد کا پورا پورا حق ادا کیا، جن کی زبان پر لڑتے وقت یہ الفاظ تھے: مالک! ہماری خطائیں اور بے اعتدالیاں معاف کر دے میدان جنگ میں ہمارے قدم جمائے رکھ اور کافروں پر ہمیں فتح عطا کر۔ ربنا اغفرلنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا

وانقلبوا علی انقسم تکفرت وتعلوا) ان کی قربانی کے صلہ میں خدا نے انہیں دنیا میں بھی انعام دیا اور آخرت میں بھی خدا نکوکاروں کا قدردان ہے میرا یہ خط پڑھ کر مسلمانوں کو سنا دینا اور انہیں تاکید کرنا کہ خدا کی خاطر لڑیں اور یہ آیت قرآنی ان کے سامنے تلاوت کرنا: ایمان والو، صبر کرو اور دشمن سے ڈٹ کر مقابلہ کرو، رسالے تیار رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو امید ہے کامیاب ہوگے۔ یا ایھا الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔ والسلام علیک ورحمۃ ۔[1]

۲۸۔ خط کی تیسری شکل۔

تمہارا خط موصول ہوا جس میں تم نے مجھ سے کمک طلب کی ہے میں تمہاری توجہ اس ہستی کی طرف مبذول کراتا ہوں جس کی کمک انسانی کمک سے زیادہ طاقتور اور جس کا لشکر انسانی لشکر سے جلد تر آنیوالا ہے اور وہ ہستی ہے خدا اسی سے مدد طلب کرو۔ بدر کے معرکہ میں جس فوج سے محمدؐ کو فتح حاصل ہوئی وہ تم سے کم تعداد تھی میرا خط پاکر بزنطیوں سے لڑو اور پھر کمک کیلئے خط نہ لکھنا۔[2]

۲۹۔ خط کی چوتھی شکل۔

واضح ہو کہ مسلمان پر چاہے کتنی سخت مصیبت آئے خدا اس کے بعد ضرور اُسے عافیت سے بہرہ ور کرتا ہے، ایک مصیبت دو عافیتوں (فتح اور جنت) پر ہرگز غالب نہیں آسکتی، اللہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: اے ایمان والو، صبر کرو، دشمن کے مقابلہ میں ڈٹے رہو، رسالے تیار رکھو اور خدا سے ڈرو، امید ہے تم کامیاب ہوگے۔ یا ایھا الذین

---

[1] فتوح الشام (مصری) ۱/۱۰۵

[2] ابن جوزی، تاریخ عمر بن خطاب مصری صفحہ ۱۰۰ ازالۃ الخفاء ۲/۱۰۳

آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون ۔

ہمارے ماخذوں میں سے کسی ایک نے بھی صاف صاف تصریح نہیں کی ہے کہ یہ خط یرموک کے موقع پر آیا تھا، صرف ابن عساکر نے اسے جنگ یرموک کے ضمن میں نقل کیا ہے، موطا امام مالک میں خط سے پہلے یہ الفاظ ہیں:[1] ابو عبیدہؓ نے عمرؓ کو لکھا کہ رومیوں کا ایک بڑا لشکر جمع ہوا ہے جس کی وجہ سے میں متفکر ہوں، کتاب الخراج کی عبارت ہے: اہل شام نے ابو عبیدہؓ کو گھیر لیا تھا جس سے وہ سخت مصیبت میں تھے، لسان العرب میں ہے: عمر فاروقؓ نے ابو عبیدہؓ کو لکھا جب رومیوں نے انہیں گھیر لیا تھا، شام کی فتوحات میں یرموک کا معرکہ سب سے زیادہ سخت تھا جس میں مسلمانوں کی فوجی پوزیشن بے حد تشویشناک تھی، بعض عرب تاریخ نگاروں نے تصریح کی ہے کہ اسلامی اور بزنطی فوجوں میں ایک اور نو یا ایک اور دس کی نسبت تھی، بنا بریں اس بات کا قرینہ ہے کہ مذکورہ خط اسی موقع پر صادر ہوا ہو۔

۴۰۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام

جنگ یرموک میں مسلمانوں کیلئے کئی مرحلے بڑے سخت آئے ایک بار تو دشمن کی فوجیں ان کی صفوں کو درہم برہم کرتی ان کے کیمپ میں گھس پڑیں جہاں عورتیں اور بچے تھے، لیکن بالآخر فتح ان ہی کو نصیب ہوئی، ابو عبیدہؓ نے فتح کا مژدہ مدینہ بھیجا تو عمر فاروقؓ نے لکھا:

> عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے ابو عبیدہ بن جراحؓ کو، سلام علیک میں اس خدا کا سپاسگذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تمہارا خط آیا، یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ خدا نے مشرکین کو ہلاک کر دیا

---

[1] موطا (مالک دہلی ۱۳۰۷ھ) ص۱۸۰، ابو یوسف ص۱۴۲، ابن عساکر ۱/۱۵۴-۱۶۰، لسان العرب (ابن منظور بیروت ۱۹۵۶ء) ۴/۲۳۰ چاروں میں لفظی اختلاف کے ساتھ، لسان العرب میں لن یغلب عسر یسرین پر خط ختم ہو جاتا ہے۔

مومنوں کو فتح عطا کی اور اپنے فدائیوں اور فرمانبرداروں کو عنایتوں سے نوازا، خدائے پاک کا ان مہربانیوں کے لئے شکرگزار ہوں اور ان تو ہو نا کو شکر کے ذریعہ پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا طلبی، واضح ہو کہ تمہیں اپنی تعداد قوت یا سامان کے ذریعہ فتح حاصل نہیں ہوئی بلکہ خدا کی مدد، احسان اور کرم سے ہوئی ہے، وہی صاحب مقدرت ہے، وہی صاحب قدرت ہے، وہی صاحب فضل عظیم ہے، مقدس ہے وہ بہترین خالق۔ تعریف کا مستحق ہے وہ ساری دنیا کو پالنے والا فتبارک اللہ احسن الخالقین

والحمد للہ رب العالمین۔ والسلام[1]

۱۴۱۔ خط کی دوسری شکل۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم عبداللہ عمر بن خطاب کی طرف سے اپنے گورنر شام کو سلام علیک، اس خدا کا سپاسگزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبی محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں، مجھے اس خبر سے خوشی ہوئی کہ خدا نے اپنی مدد سے مسلمانوں کو فتح عطا کی اور دشمنوں کو برباد، یہ خط پا کر مال غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دو، ان لوگوں کو خاص طور پر زیادہ دو جنہوں نے جنگ میں نمایاں خدمت انجام دی ہے، کوئی حقدار اپنے حق سے محروم نہ رہے، مسلمانوں کی دیکھ بھال کرتے رہو، جنگ میں ان کے صبر و استقلال نیز خدمات کیلئے ان کا شکریہ ادا کرو، جہاں موجود ہیں ٹھہرے رہو حتیٰ کہ میں نئے اقدامات کیلئے ہدایت بھیجوں، والسلام علیک وعلیٰ جمیع المسلمین[2]

۱۴۲۔ مسلمانوں کے نام۔

---

[1] ازدی ص ۲۱۲، اس سے ملتا جلتا خط ابن اعثم نے بھی نقل کیا ہے۔

[2] فتوح الشام (مصری) ۱/ ۱۲۰۔

یعقوبی نے یرموک کے مال غنیمت سے متعلق مندرجہ ذیل خط نقل کیا ہے جو مذکورہ بالا (ص ۔۔) کی تحقیق ہے:

بیت المقدس کی فتح تک (یرموک کا مال غنیمت) بجوں کا توں رہنے دو۔[1]

۴۳۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام

حسب تصریح فتوح الشام منسوب بواقدی ابو عبیدہؓ نے یرموک کا مال غنیمت فوج میں تقسیم کر دیا۔ مسلمانوں کے پاس دو قسم کے گھوڑے تھے۔ اصیل (خالص عربی) اور دوغلے (جن کا باپ عربی اور ماں غیر عربی تھی) ابو عبیدہؓ نے اصیل گھوڑوں کو دو دو حصے دیئے اور دوغلوں کو ایک ایک۔ اس امتیاز کی بنا پر ان لوگوں نے اعتراض کیا جن کے پاس دوسری قسم کے گھوڑے تھے۔ ابو عبیدہؓ نے کہا کہ میرے سامنے رسول اللہؐ کی مثال ہے۔ انہوں نے یہی امتیاز برتا تھا۔ احتجاج کرنے والے اب بھی مطمئن نہیں ہوئے۔ ابو عبیدہؓ نے عمرؓ فاروق سے رجوع کیا تو یہ جواب آیا:

تم نے رسول اللہؐ کی سنت اور حکم کے عین مطابق عمل کیا۔ عربی گھوڑے کو دوسرا حصہ دو اور دوغلے کو اکہرا۔ واضح ہو کہ رسول اللہؐ نے اصیل اور دوغلے میں جنگ خیبر کے موقع پر امتیاز برتا تھا اور دوغلے کو مال غنیمت کا ایک حصہ دیا تھا اور اصیل کو دو۔[2] تحقیق یہ ہے کہ رسول اللہؐ نے پیدل سپاہی کو ایک اور سوار کو دو حصے دیئے تھے اور اصیل و دوغلے میں کوئی امتیاز نہیں برتا تھا کیونکہ جنگی ضرورت دونوں کی یکساں تھی۔ امام شافعی نے اصیل اور دوغلے میں امتیاز کرنے والی حدیث کو مرسل قرار دیا ہے (دیکھو سنن کبریٰ بیہقی، حیدرآباد دکن ۱۳۵۳ھ) ۶/۳۲۷-۳۲۸۔

۴۴۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام

یرموک کے بعد ابو عبیدہ اور خالد بن ولیدؓ شکست خوردہ رومیوں کا پیچھا کرتے

---

[1] تاریخ یعقوبی ۲/۱۲۰ [2] فتوح الشام (مصر) ۱/۱۳۸۔

ہو کے شام کے شمالی صوبہ حمص پہنچے حمص کے گورنر نے کہا کہ ہم اپنے معاہدہ پر قائم ہیں لہٰذا ان سے کوئی تعرض نہ کیا گیا۔ حمص کی عملداری میں کئی اہم قلعے اور شہر تھے۔ ابو عبیدہؓ اور خالدؓ انہیں فتح کرنے نکلے، پہلے قنسرین کو جو حمص سے پانچ دن کی راہ پر شمال میں ایک بڑا قلعہ تھا جزیہ گزار بنایا۔ اس کے بعد حلب پر چڑھائی کی جو قنسرین سے ایک دن کی راہ پر شمال میں بڑا مشہور اور نہایت مضبوط قلعہ تھا۔ اس کا گورنر بھی جزیہ دینے کو تیار ہو گیا حلب سے فارغ ہو کر ابو عبیدہؓ نے انطاکیہ فتح کیا۔ یہ دو دن کی راہ پر مغرب میں شام کا آخری شہر تھا پہاڑوں کی گود میں اور چھ میل جنوب میں ایک بندرگاہ کے ذریعہ بحر متوسط سے ملا ہوا تھا قسطنطنیہ سے شام آنے والی سڑک انطاکیہ سے ہو کر گزرتی تھی۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر عمر فاروقؓ نے ابو عبیدہؓ کو لکھا۔

انطاکیہ میں ایسے مسلمانوں کی ایک رسالہ فوج رکھو جنہیں جہاد کی لگن اور ثواب کی آرزو ہو۔ یہ رسالہ فوج مستقل طور پر وہاں ڈٹی رہے۔ انہیں تنخواہیں پابندی سے دیتے رہو۔[1]

۳۵۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، عبداللہ عمر بن خطاب کی طرف سے شام کے گورنر ابو عبیدہؓ بن جراحؓ کے نام میں اس خدا کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور اس کے نبی پر درود بھیجتا ہوں۔ تمہارا خط پہنچا جس میں تم نے پوچھا کہ یرموک کے بعد کس علاقہ کی طرف توجہ کی جائے۔ اس معاملہ میں رسول اللہ کے چچا زاد بھائی (علیؓ) کا مشورہ ہے کہ بیت المقدس پر چڑھائی کی جائے۔ خدا یہ شہر تمہارے ہاتھوں ضرور فتح کرائے گا۔ والسلام۔

۳۶۔ بیت المقدس (ایلیاء) کا صلح نامہ۔

یہود و نصاریٰ کے سب سے بڑے متبرک شہر بیت المقدس کا کئی بار محاصرہ ہوا لیکن وہاں کے اکابر لے قیصر کی مدد کے بھروسے پر ہتھیار رکھ دیئے۔ فتح یرموک کو عزت

---

[1] بلاذری ص۱۵۳۔ یاقوت ۲/۳۱۲ و ۲۶۲۔۱۵۰ [2] فتوح الشام دمیری ۱/۱۲۹

شام کے متروکہ علاقوں پر قبضہ کرنے کے بعد ابوعبیدہؓ نے بیت المقدس کا از سرِ نو اور پہلی بار سے زیادہ سخت محاصرہ کیا۔ شہر کے باشندے جب متوقع مدد کی طرف سے مایوس ہو چکے تو اس شرط پر جزیہ دینے کو تیار ہو گئے کہ عمر فاروقؓ خود آکر جزیہ کی دستاویز پر دستخط ثبت کریں۔ ابوعبیدہؓ نے یہ شرط مان لی اور عمر فاروقؓ کو بلایا۔ وہ آئے اور یہ صلح نامہ لکھوایا:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عبداللہ عمر امیرالمومنین کی طرف سے اہل ایلیا (بیت المقدس) کی جان، مال، عبادت گاہوں، صلیبوں، شہر کے بیمار، تندرستوں اور ہر مذہب و ملت کے لوگوں کو امان دی جاتی ہے۔ ان کے کلیسوں میں نہ تو سکونت اختیار کی جائے گی، نہ انہیں ڈھایا جائیگا نہ ان کے کسی حصہ یا متعلقہ اراضی پر قبضہ کیا جائے گا۔ نہ ان کی سونے چاندی کی صلیبوں یا مال و دولت کا حصہ کم کیا جائے گا نہ انہیں اپنا مذہب بدلنے پر مجبور کیا جائے گا اور نہ کسی کو کوئی نقصان پہنچایا جائے گا اور نہ ان کے ساتھ ایلیا میں کوئی یہودی رہے گا۔ اہل ایلیا پر لازم ہے کہ اتنا جزیہ دیں جتنا شام کے دوسرے شہر ادا کرتے ہیں۔ ان پر لازم ہے کہ ایلیا سے بزنطیوں اور ڈاکوؤں کو نکال دیں۔ جو بزنطی نکلیں گے ان کی جان اور مال بزنطی حکومت کی عملداری میں پہنچنے تک محفوظ رہے گی اور جو بزنطی ٹھہرنا چاہیں انہیں بھی امان ہے بشرطیکہ وہ اہل ایلیا کے برابر جزیہ دینے کو تیار ہوں۔ (ایلیا کے باشندوں میں سے) جو اپنے گرجے اور صلیبیں چھوڑ کر اور اپنا مال و متاع لے کر بزنطیوں کے ساتھ جانا چاہیں وہ اور ان کے گرجے نیز صلیبیں بزنطی حکومت کی عملداری میں پہنچنے تک محفوظ رہیں گی۔ ایلیا میں فلاں کے آنے سے پہلے جو کاشتکار موجود تھے ان میں سے جو چاہیں اہل ایلیا کے برابر جزیہ دے کر وہاں (ایلیا میں) رہ سکتے ہیں اور جو چاہیں بزنطیوں کے ساتھ جا سکتے ہیں اور جو چاہیں اپنے

اہل و عیال کے پاس دیہاتوں کو لوٹ جائیں۔ ان کاشتکاروں سے اگلی فصل کٹنے تک لگان نہیں لیا جائے گا۔ اس دستاویز میں جو وعدہ کیا گیا ہے اس کے ضامن خدا، رسول، خلفاء اور مسلمان ہیں بشرطیکہ اہل ایلیاء مقررہ جزیہ ادا کرتے رہیں۔[1]

۴۷۔ صلحنامہ کی دوسری شکل۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ تحریر عمر بن خطاب نے اہل بیت المقدس کے لئے (بطور دستاویز) لکھ دی ہے کہ تمہاری جان، تمہارے مال کینسوں کو امان دی جاتی ہے۔ کینسوں میں نہ تو کسی (مسلمان) کو رکھا جائے گا اور نہ انہیں گرایا جائیگا الآ یہ کہ تم کسی بڑی بغاوت یا عہد شکنی کے مرتکب ہو۔[2]

۴۸۔ صوبائی گورنروں کے نام۔

صلح سے فارغ ہو کر ایک دن عمر فاروقؓ مسلمان غازیوں کو کھانا کھلا رہے تھے کہ شہر کے بڑے راہب نے انہیں ایک شربت لا کر دیا اور کہا کہ یہ شربت صحت کے لئے بہت مفید ہے، آپ اسے پیا کیجئے۔ عمر فاروقؓ نے پوچھا کہ شربت کے اجزائے ترکیبی کیا ہیں تو بڑے راہب نے بتایا کہ وہ انگور کے رس سے بنتا ہے۔ رس پکایا جاتا ہے اور جب وہ ایک تہائی رہ جاتا ہے تو اسے بطور شربت پیتے ہیں۔ عمر فاروقؓ نے اس میں انگلی ڈال کر ہلائی اور نکال کر کہا: یہ کوئی تار (طلاء) کی طرح (گاڑھا) ہے، پیا تو خوش ذائقہ تھا۔ انہوں نے شام کے فوجی سپہ سالاروں کو ہدایت کی کہ اپنی فوج کو پلایا کریں اور دوسرے صوبائی گورنروں کو یہ خط بھیجا۔ مجھے ایک شربت دیا گیا جو انگور کے رس سے بنتا ہے اور اتنا پکایا

---

[1] طبری ۴/۱۵۹۔ [2] یعقوبی ۲/۱۲۰۔ ابن عساکر ۲/۴۲۳، کنز العمال، رحمتی ہر بانپوری حیدر آباد دکن ۱۳۱۲ھ، ۲/۱۹۸۔

جلایا جائے کہ اس کا دو تہائی حصہ جل جاتا ہے اور ایک تہائی رہ جاتا ہے
طلاء کی طرح گاڑھا یہ شربت مسلمان مجاہدوں کو حکومت کی طرف سے
راشن میں دیا کرو[1]

۳۹۔ عمّار بن یاسرؓ کے نام۔

عمّارؓ سنہ ۲۱ھ میں کوفہ کے گورنر مقرر ہوئے تھے اور ایلیاء کا صلح نامہ سنہ ۱۵ھ یا سنہ ۱۶ھ اور بقول بعض سنہ ۱۷ھ تک لکھا جا چکا تھا، اس لئے اس خط کا مخاطب عمّارؓ کو قرار دینا مستبعد نظر آتا ہے:

میں شام گیا تھا، وہاں کے لوگ میرے پاس ایک شربت لائے، میں نے اس کے بنانے کی ترکیب پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ (انگور کا) رس اس قدر پکایا جاتا ہے کہ اس کا دو تہائی حصہ جل جاتا ہے اور ایک تہائی باقی رہ جاتا ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب اس کا شر انگیز اور حرام حصہ نکل جاتا ہے اور حلال حصہ بچ رہتا ہے، اپنی زیر کمان مسلمان مجاہدوں کو حکم دو کہ یہ شربت پیا کریں والسلام[2]۔

۴۰۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

بمقام جابیہ موصول ہوا:

عبداللہ عمر امیر المؤمنین کی طرف سے ابو عبیدہ بن جراح کو، سلام علیک، واضح ہو کہ اسلامی حکومت صرف وہ شخص قائم کر سکتا ہے جو حکم نہ مرے، فرائض کی انجام دہی میں جو ذرا غفلت نہ برتے، جس کا چال چلن لوگوں کی نظروں سے واضح ہو جس کے دل میں رعیت کی طرف سے کینہ کپٹ نہ ہو اور جو صحیح کام کرنے یا حق بات کہنے میں کسی ملامت کی پروا نہ کرتا ہو[3]

---

[1] طبری ۴/۱۷۱ - [2] اردو ص ۱۳۲، کنز العمال ۳/۱۰۹ با ختلاف تعین - [3] بلاذری، انساب فی دانساب الاشراف فوٹو عرب لیگ لائبریری قاہرہ ورق ۵۱۸، ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ مصر ۱۳۲۹ھ ۳/۱۱۱ ابن جوزی، تاریخ عمر بن خطاب مصر ص ۹۲، ازالۃ الخفاء دوم ولی اللہ بریلوی ۲/۱۴۹-۱۸۰ (باقی اگلے صفحہ پر)

۴۱۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

ایک مسلمان نے کسی ذمی کو مار ڈالا۔ ابو عبیدہؓ فیصلہ نہ کر سکے کہ مسلمان کو کیا سزا دی جائے۔ خلیفہ سے رجوع کیا تو یہ فرمان آیا:

اگر مسلمان قاتل قتل کرنے کا عادی رہا ہو تو اس کی گردن اڑا دو اور اگر طیش میں آ کر اس نے (ذمی) کو قتل کیا ہو تو اس سے (مقتول کے وارثوں کو) ڈو ہزار روپے (چار ہزار درہم) دیت دلوا دو۔[1]

۴۲۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

شام میں تیر اندازی کی مشق کے دوران ایک مسلمان کا تیر کسی بچے کے جا لگا جو اپنے ماموں کی گود میں بیٹھا تھا۔ بچے کی جان نکل گئی۔ اس کا کوئی قریبی رشتہ دار نہ تھا۔ ابو عبیدہؓ نے خلیفہ سے دریافت کیا کہ بچے کی دیت کسے دی جائے تو یہ جواب موصول ہوا:

رسول اللہ کہا کرتے تھے کہ جس کا کوئی مولیٰ نہ ہو اس کا مولیٰ اللہ اور رسولؐ ہیں نیز جس کا کوئی قریبی رشتہ دار نہ ہو اس کا ماموں اس کا وارث ہو سکتا ہے۔[2]

۴۳۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ مسلمان عورتیں حماموں میں غسل کرنے جاتی ہیں اور ان کے ساتھ ذمی عورتیں ہوتی ہیں۔ انہیں وہاں جانے کی ممانعت کر دو۔[3] دوسری روایت کی رو سے خط میں یہ الفاظ زیادہ تھے: کسی عورت کیلئے جس کا ایمان خدا اور آخرت پر ہو یہ مناسب نہیں کہ اسکی ستر پر غیر مسلم عورت کی نظر ہو۔[4]

۱۔ سابقہ حاشیہ کنز العمال ۳۰۲/۵ ابن عساکر: تاریخ مدینۃ دمشق مخطوطہ نمبر ۳۳/۱۰ ، ابو عبیدہ دمشق کا ... ۳۴۔ بحوالہ لسان العرب بیروت ۱۴/۲۳۴، ۲۶/۲۴۸، ۲۹/۲۴۳ خطوط کے بعض حصے۔ ۲۔ کنز العمال ۲/۲۴۴ بیہقی ۲۰۳/۸۔ ان خطوط میں بعض روایوں نے اسی مضمون کے خط کا مخاطب ابو موسیٰ اشعری کو بھی بتایا ہے۔ ۳۔ بیہقی ۲۱۲/۸ ۔ ۴۔ کنز العمال ۲۱۹/۸ ۵۔ ازالۃ الخفاء ۲/۱۸۱

۴۴ - ابو عبیدہ بن جراح کے نام:

میں تمہیں یہ خط لکھ رہا ہوں اس میں اپنی اور تمہاری بھلائی کی میں نے حتی الامکان کوشش کی ہے۔ پانچ اصولوں پر کاربند رہو۔ تمہارا دین سلامت رہے گا اور بہترین خوش نصیبی حاصل کرو گے:

جب دو آدمی اپنا قضیہ لے کر آئیں تو مدعی سے گواہ عادل طلب کرو اور مدعی علیہ سے قسم (حلف) لو۔ غریب کے ساتھ ہمدردی سے پیش آؤ تاکہ اس کی زبان کھلے اور ہمت بڑھے۔ پردیسی کا خیال رکھو کیونکہ اگر چند دن تک اسے رکنا پڑا تو وہ اپنا حق چھوڑ کر وطن لوٹ جائے گا اور اس کی حق تلفی کی ذمہ داری اس شخص پر ہوگی (یعنی تم پر) جو اس کے ساتھ بے اعتنائی سے پیش آیا۔ مدعی اور مدعی علیہ کو ایک نظر سے دیکھو (اقتباس از کتاب البیان والتبیین جاحظ) جب تک تمہیں صحیح فیصلہ نہ سوجھے فریقین میں سمجھوتہ کرانے کی ہر ممکن کوشش کرو۔[1]

یہ مراسلہ لفظی اختلاف اور کمی بیشی کے ساتھ ادب، تاریخ اور قانون کی متعدد کتابوں میں بیان کیا گیا ہے۔ کتاب البیان جاحظ اور العقد الفرید ابن عبد ربہ میں معاویہ کو اس کا مخاطب بتایا گیا ہے اور انساب الاشراف بلاذری میں ابو موسیٰ یا معاویہ کو۔ خط کشیدہ حصہ العقد الفرید اور شرح نہج البلاغہ میں اور پہلا جملہ انساب الاشراف میں نہیں ہے۔

۴۵ - ابو عبیدہ بن جراح کے نام۔

مسلمانوں کا وہ مال جس پر غیر مسلم قابض ہوں اگر غنیمت کی شکل میں مسلمانوں کے قبضہ میں آ جائے تو اس کا وہ حصہ جو قبل از تقسیم مالک پہچان لیں لوٹا دیا جائے۔[2]

---

[1] ابو یوسف، کتاب الخراج مصر ۱۳۵۲ھ ص ۱۱۷، جاحظ، البیان والتبیین مصر ۱۳۳۲ھ ۲/۵۰، بلاذری انساب (ف) ۱/۳۲۲، ابن عبد ربہ، العقد الفرید مصر ۱۳۱۶ھ ۱/۲۵، ابن ابی الحدید ۳/۹۳، ابن جوزی ص ۱۳۲، ازالۃ الخفاء ۲/۹۱، ۱۰۸، کنز العمال ۳/۱۴۲، ابن عساکر (ف)، تاریخ مدینہ دمشق، رفاعی عرب ٹیکہ قاہرہ ۱۳۲۳ جزء ۱۳۔

[2] مدونۃ الکبریٰ امام مالک مصر ۱۳۲۳ھ ۱/۳۷۴۔

۴۶۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

شام کے غازی مسلمانوں نے ابو عبیدہؓ سے درخواست کی کہ ہمارے گھوڑوں اور غلاموں کی زکاۃ وصول کیجئے۔ انہوں نے کہا کہ گھوڑوں اور غلاموں پر زکاۃ معاف ہے۔ غازیوں نے خلیفہ سے رجوع کیا۔ انہوں نے بھی زکاۃ لینے سے انکار کر دیا۔ یہ لوگ پھر ابو عبیدہؓ کے پاس آئے اور ضد کی کہ زکاۃ لے لیجئے۔ ابو عبیدہؓ نے صورت حال سے عمر فاروقؓ کو مطلع کیا تو یہ حکم آیا:

اگر یہ لوگ پسند کریں تو ان سے زکاۃ وصول کر کے انہی کو لوٹا دو اور ان کے غلاموں کا حکومت کی طرف سے راشن مقرر کر دو۔[1]

۴۷۔ خالد بن ولیدؓ کے نام۔

خالد بن ولیدؓ شام کے ایک حمام میں غسل کرنے گئے اور عصفر نامی ابٹن سے جو شراب میں گوندھا گیا تھا جسم ملوایا۔ اس واقعہ کی عمر فاروقؓ کو خبر ہوئی تو انہوں نے لکھا:

مجھے خبر ملی ہے کہ تم نے شراب سے جسم کی مالش کی حالانکہ خدا نے شراب کو خواہ وہ خالص ہو یا کسی چیز میں ملی ہوئی حرام قرار دیا ہے جس طرح ظاہری اور پوشیدہ معصیت کی ممانعت کی ہے۔ خدا نے جس طرح شراب پینے سے منع کیا ہے اسی طرح اسے چھونے سے بھی روکا ہے۔ الّا یہ کہ دھونے کیلئے اسے چھونا پڑے۔ واضح ہو کہ شراب نجس ہے اُسے ہاتھ نہ لگاؤ اور اگر (غلطی سے) ایسا کر لیا ہو تو آئندہ نہ کرنا۔[2]

۴۸۔ خط کی دوسری شکل۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم شام کے کسی حمام میں گئے اور وہاں کے زنطی

۱۔ موطا مالک، باب صدقہ ... ۲۔ طبری ... منتخب کنز العمال ج ۵ ص ۲۰۰

عمرؓ نے تمہارے لئے ایسا ابٹن بنایا جو شراب سے گوندھا گیا تھا۔
مغیرہ کی اولاد میں سمجھتا ہوں کہ تم جہنم میں جلنے کے لئے پیدا ہوئے ہو لے

۱۴۔ خالد بن ولیدؓ کے نام۔

خالدؓ نے بطور صفائی لکھا کہ ابٹن میں اتنا پانی ملا دیا گیا تھا کہ شراب پانی کے حکم میں آ گئی تھی، اس پر حضرت عمر فاروقؓ نے یہ خط بھیجا:

میرا خیال ہے کہ مغیرہ (خالد کے دادا) کی اولاد اکھڑ ہو گئی ہے، خدا تمہیں اس حالت میں دنیا سے نہ اٹھائے کے

۱۵۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

۱۷ھ میں شمالی شام کا فردوس نظیر شہر اور اسلامی فتوحات کے زمانہ میں قیصر کا ہیڈ کوارٹر انطاکیہ فتح ہوا۔ ابو عبیدہؓ نے اس کی خبر عمر فاروقؓ کو دی اور لکھا کہ یہ جگہ اتنی عمدہ اور دل لگانے والی تھی کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر زیادہ دن تک عرب یہاں مقیم رہے تو وہ عیش و آرام کے عادی ہو جائیں گے اس لئے جلد ہی حلب واپس آ گیا۔ انہوں نے خلیفہ سے اگلے فوجی اقدام کے بارے میں بھی دریافت کیا کہ بزنطی سرحدوں پر فوج کشی کریں یا کچھ دن ٹھہر جائیں۔ انہوں نے یہ بھی شکایت کی کہ عرب بزنطی عورتوں پر فریفتہ ہوتے جا رہے ہیں اور ان سے شادی کے خواہش مند ہیں۔ عمر فاروقؓ نے جواب دیا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم، عبد اللہ عمر کی طرف سے شام کے گورنر ابو عبیدہ عامر بن جراحؓ کو سلام علیک، میں اس خدا کا سپاسگزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبی محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں اور اس فتح پر شکر ادا کرتا ہوں جو خدا نے مسلمانوں کو عطا کی جس نے

لے غریب الحدیث ق ۵۶ مخطوطہ سلیم آغا قلمی نمبر ۴۹۹ (۵۵ء) ... بر و فیسر ... لائبریری ...
کنز العمال ۵/۱۲۱۴، ازالۃ الخفاء ۲/۵۰ ۔ کے طبری ۱/۲۵۰۴، کنز العمال ۶/۲۸۹۰ ۔

آخرت کے انعام اہل تقویٰ کے لئے مخصوص تھا اور جو برا بر ہم پر مہربان اور ہمارا معاون رہا ہے۔ تم نے لکھا ہے کہ انطاکیہ اتنی عمدہ جگہ ہے کہ میں نے (مصلحۃً) وہاں قیام نہیں کیا۔ بلاشبہ خدا نے عمدہ چیزیں شکر گزاروں اور اہل تقویٰ پر حرام نہیں کی ہیں۔ اس نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: "پیغمبرو! عمدہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔" دوسری جگہ فرماتا ہے: "ایمان والو! ہمارے عطا کردہ رزق سے عمدہ چیزیں کھاؤ اور (اپنے رازق) اللہ کا شکر ادا کرو۔" چاہئیں تم پر لازم تھا کہ تم مجاہدوں کو وہاں ٹھہر کر سستانے آرام کرنے اور خورد و نوش کا سیر ہو کر لطف اٹھانے دیتے۔ تم نے لکھا ہے کہ قدروب (بزنطی سرحد) میں داخل ہونے کے لئے تم میرے حکم کے منتظر ہو۔ اس سلسلہ میں مجھے یہ کہنا ہے کہ میں غائب ہوں تم حاضر، حاضر جو باتیں دیکھ سکتا ہے وہ غائب نہیں دیکھ سکتا۔ تم دشمن کے سامنے ہو تمہارے جاسوس ہر وقت اس کی خبریں تمہارے پاس لاتے ہیں۔ اگر تمہاری رائے میں مسلمانوں کو لے کر ذروب میں داخل ہونا مناسب ہو تو وہاں دستے بھیجو اور اپنی فوج کے ساتھ بزنطیوں کے ملک میں داخل ہو جاؤ اور پہاڑی راستوں کی ناکہ بندی کر لو۔ رستوں کی رہبری کے لئے ایسے عیسائی عرب ساتھ کر لو جن پر تمہیں بھروسہ ہو۔ اگر ذروب کے لوگ صلح کی پیش کش کریں تو اسے قبول کر لو اور شرائط صلح کی حتی الامکان پابندی کرو۔ تم نے یہ لکھا ہے کہ بزنطی عورتوں کا جمال دیکھ کر عرب ان سے شادی کے خواہشمند ہیں تو میری رائے ہے کہ جن لوگوں کی حجاز میں بیویاں نہ ہوں انہیں شادی کی اجازت دے دو اور جو لوگ بزنطی کنیزیں خریدنا چاہیں ان سے بھی تعرض نہ کرو۔ کیونکہ اس طرح وہ جنسی مفاسد سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ والسلام علیک وعلیٰ من معک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

---

[۱] فتوح الشام (مصری) ۱/۱۴۲-۱۹۳، فتوح الشام (کلکتہ) ۲/۱۲۶-۱۳۰

۵۱- ہرقل کے نام

فتح انطاکیہ کے بعد ابو عبیدہؓ نے بزنطی سرحدوں دروب کی طرف متعدد رسالے بھیجے جنہوں نے بزنطیوں کو کافی نقصان پہنچایا اور بہت سا مال غنیمت بھی حاصل کیا لیکن ان کے ایک فوجی افسر عبداللہ بن حذافہ کو جو بدری صحابی تھے بزنطیوں نے پکڑ لیا۔ خلیفہ کو جب یہ خبر ہوئی تو انہوں نے ہرقل (بزنطی قیصر) کو لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حمد ہے اس خدا کی جو رب العالمین ہے جس کے نہ بیوی ہے نہ بچہ۔ خدا کی برکتیں ہوں اس کے نبی اور پیغمبر محمد علیہ السلام پر۔ عمر بن خطاب امیر المومنین کا یہ خط پا کر اس قیدی کو لوٹا دو جو تمہارے قبضہ میں ہے اور جس کا نام عبداللہ بن حذافہ ہے۔ اگر تم نے ایسا کیا تو امید ہے ہدایت پاؤ گے ورنہ میں ایسے بہادروں کی ایک فوج بھیجوں گا جنہیں بیوپار یا دنیا کے دھندے خدا کی یاد سے غافل نہیں کرتے۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔[1]

۵۲- ہرقل کے نام

ہرقل نے عمر فاروقؓ کو لکھا کہ میرے سفیر جب آپ سے مل کر لوٹے تو انہوں نے بتایا کہ آپ کے ملک میں ایک نرالا درخت (کھجور) پایا جاتا ہے۔ اس میں گدھے کے کان کی طرح پتے نکلتے ہیں۔ پھر موتیوں کی طرح سفید گچھے نمودار ہوتے ہیں پھر یہ گچھے زمرد کی طرح سبز ہو جاتے ہیں پھر یاقوت کی طرح سرخ۔ پک کر لذیذ ترین فالودہ کا مقابلہ کرتے ہیں پھر خشک ہو کر مقیم کے لئے آڑے وقت غذا کا کام دیتے ہیں اور مسافر کے لئے زاد راہ کا۔ اگر میرے سفیر سچے ہیں تو یقیناً یہ جنت کا درخت ہے۔ عمر فاروقؓ نے جواب دیا:

عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے قیصر روم کو۔ تمہارے سفیروں نے سچ کہا جو درخت ہمارے ہاں ہوتا ہے اور یہ وہی درخت ہے جسے خدا نے مریم کے لئے اگایا تھا جب ان کے پیٹ میں عیسیٰ تھے۔ اللہ سے ڈرو اور خدا کے مقابلہ

---

[1] فتوح الشام ص ۱۶۱ ، ۱۹۲ ، تحریک الشام مع ... ماخذ با اختلاف متن

میں عیسیٰ کو معبود نہ بناؤ، بلاشبہ اللہ کی نظر میں عیسیٰ ویسے ہی ہیں جیسے آدم جنہیں مٹی سے پیدا کیا تھا۔ فان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب[1]۔

۴۳ ۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

سنہ ۱۷ھ میں خالد بن ولیدؓ نے ابو عبیدہؓ کے حکم سے بزنطی سرحدی قلعوں پر زور دار حملہ کیا۔ اس حملہ میں مسلمانوں کے ہاتھ بہت زیادہ دولت آئی اور اس کی خبر ہر طرف پھیل گئی۔ جب خالدؓ اپنے ہیڈ کوارٹر (قنسرین) لوٹے تو دور دور سے حاجتمند ان سے ملنے اور مالی عطیے لینے آئے۔ ان لوگوں میں یمن کا ایک بااثر قبائلی سردار اشعث بن قیس بھی تھا۔ خالدؓ نے اسے پانچ ہزار روپے (دس ہزار درہم) کا عطیہ دیا۔ خالدؓ کی داد و دہش کی خبریں خلیفہ کو پہنچیں تو وہ ناراض ہوئے اور ابو عبیدہؓ کو لکھا:

میرا خط پڑھ کر خالد بن ولیدؓ کو قنسرین سے (اپنے ہیڈ کوارٹر) حمص بلاؤ اور ایک عام جلسہ منعقد کرو جس میں سارا لشکر شریک ہو۔ پھر خالد کو مجمع میں کھڑا کر کے پوچھو کہ وہ دس ہزار درہم جو تم نے اشعث کو دیئے تمہارے پاس کہاں سے آئے تھے؟ اگر وہ جواب دینے میں پس و پیش کریں تو ان کی ٹوپی اتار لو اور عمامہ سے ان کی گردن باندھو اور اس وقت تک نہ چھوڑو جب تک وہ یہ نہ بتا دیں کہ روپیہ کہاں سے آیا۔ اگر وہ کہیں کہ اشعث کو عطیہ مال غنیمت سے دیا تو یہ اعتراف خیانت ہے اور تم بے درنگ ان سے یہ رقم وصول کر کے بیت المال میں جمع کر دو اور اگر وہ کہیں کہ عطیہ ذاتی روپے سے دیا تھا تو یہ اعتراف فضول خرچی ہے اور فضول خرچی اللہ کو ناپسند ہے۔ ان اللہ لا یحب المسرفین۔ تم انہیں میرے پاس بھیجو تاکہ میں انہیں فضول خرچیوں کی سزا دوں[2]۔

---

[1] سیوطی: تاریخ الخلفاء [illegible] ؛ کنز العمال [illegible] ؛ ازالۃ الخفاء [illegible] ؛ حضرت عمرؓ کے سرکاری خطوط [illegible]

[2] [illegible]

۴۵۔ جہاد نیوں کے مسلمانوں کو۔

ابو عبیدہؓ نے خالدؓ کو اپنے ہیڈ کوارٹر (حمص) بلایا۔ پھر مجمع عام میں عمرؓ فاروق کے ایلچی نے خالدؓ سے پوچھا کہ اشعث کو عطیہ ذاتی روپے سے دیا تھا یا سرکاری روپے سے۔ خالدؓ بالکل خاموش رہے اور ایلچی کے اصرار کے باوجود مہر سکوت نہ توڑی۔ بلالؓ مؤذن بلالؓ موجود تھے جس رسول صلعم، صاف گو اور بے دھڑک آدمی تھے۔ انہوں نے کھڑے ہو کر کہا کہ امیر المؤمنین کا ایسا حکم ہے۔ پھر خالدؓ کی ٹوپی اتاری۔ عمامہ ان کی گردن میں باندھا اور وہی سوال کیا جس کا اوپر ذکر ہوا۔ خالدؓ نے کہا میں نے ذاتی روپے سے عطیہ دیا تھا۔ بلالؓ نے ٹوپی اڑھا دی۔ عمامہ کھول دیا اور معذرت کی۔ ابو عبیدہ، خالدؓ کی دل آزادی کے خیال سے نہ کہہ سکے خالدؓ تمہیں معزول کر دیا گیا ہے۔

خالد بن ولیدؓ کی معزولی پر شام، عراق اور خاص طور پر مدینہ میں غم و غصہ کا اظہار کیا گیا۔ ایک ایسے جنرل کی توہین آمیز برطرفی سے ہر طرف دل بے چین ہو گئے جس کا جھنڈا ہمیشہ اونچا رہا تھا اور جس نے اسلامی حکومت کی سربلندی کے لئے بے مثال خدمت انجام دی تھی۔ عمر فاروقؓ کے لئے ضروری ہو گیا کہ اپنے اقدام کی پبلک کے سامنے صفائی پیش کریں۔ چنانچہ انہوں نے یہ مراسلہ جہادنیوں کے مسلمانوں کو بھیجا۔

> میں نے خالدؓ کو خیانت یا ناراضی کی بنا پر معزول نہیں کیا ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کو ان کی فتوحات نے مفتون کر لیا تھا۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ خدا کو چھوڑ کر خالدؓ پر اعتماد کرنے لگیں گے اور انہیں مشکل کشا سمجھنے کی آزمائش میں پڑ جائیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ جان لیں کہ مشکل کشا خالد نہیں خدا ہے۔[1]

۵۵۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

ابو عبیدہ نے ۱۸ھ میں خلیفہ کو خبر دی کہ صحابہ کی ایک جماعت شراب نوشی

---

[1] طبری ۴/۲۰۵-۲۰۶

کی مرتکب ہوئی ہے اور قرآن کے الفاظ فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ کو بطور حجت پیش کرتی ہے کہ ان سے شراب کا حرام ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ عمر فاروقؓ نے لکھا:

ان لوگوں کو طلب کرو اگر ان کا عقیدہ ہو کہ شراب حلال ہے تو ان کو قتل کرو اور اگر وہ تحریم کے قائل ہوں تو ان کو اسی اسی کوڑے مارو۔[1]

۵۶۔ ابوجندلؓ کے نام۔

حسب الحکم خلیفہ ابوعبیدہؓ نے شراب نوشی کے مرتکب صحابہ کو بلایا اور مجمع عام میں ان سے دریافت کیا کہ شراب حرام ہے یا نہیں تو انہوں نے اس کی حرمت کا اعتراف کیا، ان میں سے ہر ایک کو اسی کوڑوں کی سزا دی گئی، پبلک میں رسوا ہو کر یہ لوگ ایسے شرمندہ ہوئے کہ منہ چھپا کر گھر بیٹھ رہے اور باہر نکلنا چھوڑ دیا۔ صحابی ابوجندلؓ زیادہ حساس تھے، ان کا دماغی توازن خراب ہو گیا، اس کی خبر سپہ سالار نے عمر فاروقؓ کو دی اور سفارش کی کہ ابوجندل کے نام ایک تسلی آمیز خط لکھ دیں۔ عمر فاروقؓ نے یہ خط لکھا:۔

عمر کی طرف سے ابوجندل کے نام۔ خدا ان لوگوں کی خطا کبھی نہیں معاف کرے گا جو اس کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہیں۔ اس سے کم درجہ کے خطا واروں کو اگر اس کی مرضی ہوگی تو معاف کر دے گا۔ لہٰذا تم توبہ کرو۔ سر اٹھاؤ، باہر نکلو اور مایوس نہ ہو۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:۔ اے میرے بندو جنہوں نے اپنے نفس کے ساتھ زیادتیاں کی ہیں، خدا کی رحمت سے نا امید نہ ہوں۔ وہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے وہ غفور الرحیم ہے۔ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ۔[2]

۵۷۔ مسلمانوں کے نام۔

عمر فاروقؓ کو معلوم ہوا کہ ان شراب نوش صحابہ کا دماغی توازن بگڑ گئے اور ان

---

[1] طبری ۴/۲۲۲ [2] طبری ۴/۲۲۳

کے منہ چھپا کر گھروں میں بند ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ مسلمان اٹھتے بیٹھتے ان پر لعن طعن کرتے ہیں اس حرکت سے روکنے کے لئے خلیفہ نے یہ ہدایت نامہ بھیجا:۔

آپ لوگوں کو اپنے عمل پر نظر رکھنی چاہیئے البتہ اگر کوئی خلاف قانون کام کرے تو اس پر گرفت کیجئے لیکن کسی پر لعن طعن نہیں کرنا چاہیئے ایسا کرنے سے آپ مصیبت میں مبتلا ہو جائیں گے۔[1]

۵۵۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

مصنف عبدالرزاق کے حوالہ سے ابوجندلؓ کی شراب نوشی سے متعلق ابن عبدالبر اندلسی نے اپنی استیعاب میں نئی تفصیلات بیان کی ہیں اور خط[2] سے بہت مختلف خط نقل کیا ہے۔ ان تفصیلات کی رو سے ابوجندل کے علاوہ شراب نوشی میں دو اور صحابی ضرار بن خطابؓ اور ابو ازورؓ شریک تھے، ابو عبیدہؓ نے ان لوگوں سے جب باز پرس کی تو ابوجندلؓ نے شراب کی اباحت پر یہ آیتیں پڑھیں۔ لیس علی الذین آمنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا اذا ما اتقوا و آمنوا وعملوا الصالحات۔ جو لوگ مومن اور نیکوکار ہیں ان پر کسی چیز کے کھانے سے گناہ نہیں ہوتا اگر وہ خدا سے ڈرتے رہیں اور ایمان نیز عمل صالح پر قائم رہیں۔ ابو عبیدہؓ نے شراب نوشی کی خبر کرتے ہوئے خلیفہ سے اس بات کی بھی شکایت کی کہ ابوجندلؓ نے مذکورہ آیات کے ذریعہ ان کا منہ بند کرنے کی کوشش کی تھی، عمر فاروقؓ نے لکھا۔

جس شیطان نے ابوجندل کی نظر میں یہ جرم خوشنما بنایا اسی نے کٹ حجتی کو بھی خوشنما بنا کر ان کے سامنے پیش کیا تم حد شراب لگاؤ

۵۶۔ ابوجندلؓ کے نام

حد کے نام سے تینوں بھڑکے، ابو ازورؓ نے کہا، آج مہلت دیجئے، کل دشمن سے لڑنے جائیں گے، اگر میدان جنگ سے زندہ لوٹ آئیں تو حد لگا دینا۔ تینوں لڑنے نکلے، ابو ازورؓ مارے گئے، ضرارؓ اور ابوجندلؓ کے حد لگائی گئی، ابوجندلؓ کی زبان سے

---

[1] طبری ۵/۲۰۴۳ [2] استیعاب از ابن عبدالبر، حیدرآباد دکن ۱۳۳۶ھ ۲/۱۳۲، ۶۴۳

یہ الفاظ کہنے لگے۔ میں تو تباہ ہو گیا۔ ابو عبیدہ نے خلیفہ کو مرسلہ اپنی رپورٹ میں ان الفاظ کا بھی ذکر کیا۔ عمر فاروقؓ نے ابو جندلؓ کو لکھا:

جس شیطان نے گناہ کو خوشنما بنا کر تمہارے سامنے پیش کیا اسی نے توبہ کرنے سے بھی تمہیں باز رکھا۔ حم تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم غافر الذنب قابل التوب [۱]

۲۰- ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

ہجرت کے اٹھارویں سال شام میں طاعون پھیلا۔ اس کی ابتدا عمواس سے ہوئی جو بیت المقدس کے قریب ایک قصبہ تھا۔ اس سے ہلاک ہونے والوں میں صرف مسلمانوں کی تعداد کم از کم اندازہ پچیس ہزار بتائی جاتی ہے۔ بہت سے صحابی اس کی نذر ہوئے جن میں سپہ سالار ابو عبیدہؓ ان کے مشیر معاذ بن جبلؓ، یزید بن ابی سفیانؓ اور شرحبیلؓ بن حسنہ چند ممتاز نام ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ابو عبیدہؓ اور معاذ بن جبلؓ رضا بقضا کے قائل تھے اس لئے طاعون سے بچنے کے لئے کسی محفوظ جگہ جا کر پناہ لینا غیر ضروری سمجھتے تھے۔ عمر فاروقؓ کا مسلک ان سے مختلف تھا جب انہیں معلوم ہوا کہ ابو عبیدہؓ شام چھوڑنے یا کسی محفوظ جگہ منتقل ہونے کے لئے تیار نہیں ہیں تو خطرہ سے نکالنے کے لئے انہوں نے ابو عبیدہؓ کو یہ خط بھیجا۔

سلام علیک۔ ایک معاملہ آن پڑا ہے جس میں تم سے زبانی گفتگو کرنا چاہتا ہوں سخت تاکید ہے کہ میرا خط پڑھ کر اس وقت تک ہاتھ سے نہ رکھنا جب تک چل نہ دو۔ [۲]

ابو عبیدہؓ خلیفہ کا مدعا پا گئے اور معذرت لکھ بھیجی کہ چونکہ میں سپہ سالار ہوں میرے لئے مناسب نہیں کہ موجودہ مصیبت میں باقی مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ دوں۔ اس لئے مجھے آنے پر مجبور نہ کیجئے۔

۱۔ مستیعاب: ابن عبد البر، حیدرآباد سنہ ۱۳۳۶ھ، ۲/۶۲۲-۶۲۳ ۲۔ طبری ۴/۲۰۱، کنز العمال ۲/۳۲۲ باختلاف قلیل۔

۶۱ - ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام -

ابو عبیدہؓ کا خط پڑھ کر عمر فاروقؓ کے آنسو نکل آئے ، لوگوں نے پوچھا کیا ان کا انتقال ہو گیا - بولے نہیں ، مگر سمجھو ہو جانا چاہیئے - اس کے بعد یہ خط بھیجا -

سلام علیک - تم نے مسلمانوں کو جہاں ٹھہرایا ہے وہ نشیبی جگہ ہے -
انہیں کسی بلند اور صاف ستھری جگہ لے جاؤ -

۶۲ - خط کی دوسری شکل -

اُردُن (جہاں تم مقیم ہو) مرطوب اور وبا خیز علاقہ ہے (اس کے برخلاف) جابیہ صاف ستھری صحت بخش جگہ ہے - لہٰذا مسلمانوں کو جابیہ لے جاؤ -

۶۳ - ابو عبیدہؓ بن جراحؓ کے نام -

ساحل شام کے اہم ترین شہر قیساریہ کی فتح عرب راویوں نے ہجرت کے مختلف سالوں میں بتلائی ہے - سنہ ۱۵ھ ، سنہ ۱۶ھ اور سنہ ۱۹ھ ، فتوح الشام نے جو اس خط کا ماخذ ہے فتح کا مہینہ رجب اور سال ۱۹ دیا ہے اور خط کا مخاطب ابو عبیدہؓ کو قرار دیا ہے حالانکہ وہ جیسا کہ مشہور ہے سنہ ۱۸ھ کے طاعون میں وفات پا چکے تھے ، فتوح الشام کی رو سے وہ سنہ ۱۹ھ اور اس کے بعد کئی سال تک زندہ رہتے ہیں - خط کا سیاق و سباق حسب تصریح فتوح الشام یہ ہے کہ ابو عبیدہ نے سنہ ۱۹ھ میں فتح قیساریہ کی خوشخبری جس شخص کی معرفت بھیجی وہ نہایت پرتکلف کپڑوں میں ملبوس تھا جو شکست خوردہ بزنطی فوج کے مال غنیمت سے مسلمانوں کے ہاتھ آئے تھے - خلیفہ کو یہ لباس دیکھ کر افسوس ہوا - انہیں یہ خبر بھی ملی کہ مسلمان زندگی کے تنعمات میں پڑتے جا رہے ہیں - انہوں نے ابو عبیدہؓ کو لکھا :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - عبد اللہ عمر بن خطاب کی طرف سے ابو عبیدہ -

---

[۱] طبری ۴/۲۰۱ [۲] غریب الحدیث ۲ ق ۱۵۵ ، لسان العرب ۴/۲۹۳ ، کنز العمال ۳/۳۲۷ -

عامر بن جراح کے نام - میں اس خدا کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبی محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں۔ مجھے اس خبر سے مسرت ہوئی کہ خدا نے مسلمانوں کو فتح عظیم عنایت کی اور قیصر کے خزانے عطا کئے جن کا رسول اللہ صلعم نے وعدہ کیا تھا۔ عنقریب کسریٰ کے خزانے بھی مسلمانوں کے قبضہ میں آجائیں گے، مجھے معلوم ہوا ہے کہ (فوج کے) بعض عرب لذائذ دنیوی کے شیفتہ ہو گئے ہیں اور ان پر فریب دنیا کا جادو چل گیا ہے۔ جنت کی نعمتوں اور اس کے محلوں کو بھول گئے ہیں۔ ساتھی اور ریشم کے کپڑوں میں اترا کر چلتے ہیں، گیہوں کی روٹی اور حلوہ کھانے لگے، تن و زبان کی لذتوں نے آخرت کی طرف سے انہیں غافل کر دیا ہے۔ ابن جراح مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ نماز سے بے تعلقی برتنے لگے ہیں اور مفروضہ احکامات کو بوجھ سمجھا ہے ہیں، اصیل گھوڑوں کا رسالہ فوج بھیج کر ان کی خبر لو۔ ان کی بے راہ روی پر چشم پوشی سے نہیں سختی سے کام لو، ورنہ وہ خود تمہیں نقصان پہنچانے کے درپے ہو جائیں گے ان میں سے اگر کوئی اس فرض کی انجام دہی میں کوتاہی کرے جو اسلام کی طرف سے اس پر عاید ہوتا ہے تو اس کو قانونی سزا دو۔ تمہیں یاد رہے کہ تم حاکم ہو اور ہر حاکم خدا کے سامنے رعیت کی بے راہ روی کے لئے جواب دہ ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے، اگر ہم دنیا میں ان کو سیادت عطا کریں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، نیک کاموں کا حکم دیں گے اور برے کاموں سے روکیں گے۔ ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ و آتوا الزکوٰۃ و امروا بالمعروف و نھوا عن المنکر، رسول اللہؐ نے تمہارے بارے میں فرمایا ہے، ابو عبیدہ اس قوم کے امین ہیں پس امانت کا حق پورا پورا ادا کرو۔ اور جو نماز نہ پڑھے اسے سزا دو۔ رسول اللہؐ اور ہم باتیں کرتے ہوتے کہ نماز کا وقت آجاتا پھر وہ اور ہم نماز میں ایسے

مشغول ہو جاتے گویا نہ وہ ہمیں جانتے ہوں نہ ہم ان کو، رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسجدوں کو اپنا گھر قرار دیا ہے: نیز یہ کہ جو لوگ مسجدوں میں عبادت کرتے ہیں وہ میرے مہمان ہیں اور بڑا خوش نصیب ہے وہ شخص جو گھر سے پاک وصاف ہو کر مجھ سے ملنے آئے، ایسے شخص کی عزت میزبان پر لازم ہے، رسول اللہؐ نے مزید فرمایا ہے: سارے فرائض خدا نے میرے لئے صرف دنیا تک فرض کئے ہیں مگر نماز ایسا فرض ہے جسے آسمان پر بھی ادا کرونگا تاکید کلیہ ہے میرا خط پاکر عمرو بن عاصؓ کو حکم دینا کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ فوج کشی کریں اور عامر بن ربیعہ اور دوسرے مشائخ صحابہ کو پیش پیش رکھیں، اس کے علاوہ جس قدر فوج ہو سکے ربیعہ اور جعد بن صالح کا علاقہ (غیسو لیتانیہ) فتح کرنے بھیجو، خدا سے دعا ہے کہ تمہاری مدد فرمائے والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔[1]

۱۴۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

فتوح الشام میں ہے کہ عمر فاروقؓ نے ذیل کا خط شام اور مصر کی فتح کے بعد لکھا، مصر کی فتح اکثر عرب مورخوں کی رائے میں ۲۰ھ یا اس کے بعد واقع ہوئی اور جیسا کہ مشہور ہے ابوعبیدہ ۱۸ھ کے طاعون عمواس میں وفات پا چکے تھے لیکن فتوح الشام کے راوی انہیں ۲۱ھ کے بعد تک زندہ بتاتے ہیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے عامر بن جراح کو سلام علیک، اس معبود کا سپاسگذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبی محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں، تم نے کفار کو قتل کرنے میں بڑی تندہی سے عمدہ کام کئے ہیں جن کا انعام

---

[1] فتوح الشام (مصری) ۲/۵۴ - ۵۵

روزِ جزا تمہیں ملے گا، فرائض کی انجام دہی میں ہم نے کبھی تم کو تساہل کرتے نہیں دیکھا، تم اپنے نبی کے جادہ پر گامزن رہے اور اسلام کی سربلندی کیلئے جیسا چاہیئے جدوجہد کی، خدا تمہاری کوششوں کو قبول فرمائے اور ہماری اور تمہاری لغزشیں معاف کرے، میرا یہ خط ملکر عیاض بن غنم کی سرکردگی میں ایک فوج ربیعہ اور بکر کے علاقہ (میسوپوٹامیا) کو روانہ کردو، مجھے خدائے بزرگ و برتر سے امید ہے کہ وہ یہ سرزمین عیاض بن غنم کے ہاتھوں فتح کرائے گا، میری طرف سے عیاض کو ہدایت ہے کہ خدا سے ڈریں اور اس کی خوشنودی کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے رہیں، جہاد کے معاملہ میں کوتاہی نہ کریں، مجاہد مومنوں کے نقشِ قدم پہ چلتے رہیں اور خدا کے اس فرمان کی جو اس نے سید المرسلین پر نازل فرمایا ہے پیروی کریں یا ایھا النبی جاھد الکفار و المنافقین اے نبی کفار اور منافقوں سے جہاد کرو والسلام علیک وعلی جمیع المسلمین و ہو کا تبہٗ۔

۶۵۔ یزید بن ابی سفیانؓ کے نام۔

سنہ ھ کے بعد طاعون میں ابو عبیدہ کی وفات ہوئی، مرتے وقت انہوں نے معاذ بن جبل کو جو ان کے مشیر تھے اپنا جانشین مقرر کیا، چند دن بعد معاذ بھی طاعون کا شکار ہوگئے، انہوں نے عمرو بن عاص کو اپنا جانشین بنایا، لیکن عمر فاروقؓ نے سپہ سالاری کے لئے ابو سفیان کے لڑکے یزیدؓ کو زیادہ اہل سمجھ کر انہیں یہ خط لکھا:

تم کو معلوم ہو کہ میں نے شام کی کل فوجوں کا تمہیں سالارِ اعلیٰ مقرر کیا ہے اور فوجوں کو لکھ دیا ہے کہ تمہارے حکم کی تعمیل کریں اور کسی معاملہ میں تمہاری صوابدید کو نظر انداز نہ کریں، (جلد از جلد) فوجیں لے کر قیساریہ کا رخ کرو اور اس وقت تک اس کا محاصرہ

سکیں گے جب تک وہ فتح نہ ہو جائے، شام کی فتوحات سے اس وقت تک
پورا فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا جب تک قیساریہ کے رومی باشندے ہتھیار
ڈال دیں وہ تمہارے پہلو کا خار ہیں، اس کے علاوہ جب تک شام میں ایک
شخص بھی قیصر کا مطیع و تابع ہے وہ شام کا خیال نہیں چھوڑے گا، اگر تم قیساریہ
فتح کر لوگے تو شام سے اس کی توقعات منقطع ہو جائیں گی، امید ہے خدائے عظیم
بفضلہ اپنے کرم سے مسلمانوں کو قیساریہ ضرور فتح کرائے گا۔

۹۶۔ شام کے فوجی سالاروں کے نام۔

آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ میں نے یزید بن ابی سفیان کو شام کی تمام فوجوں
کا سپہ سالار مقرر کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ قیساریہ پر چڑھائی کریں
ان کے حکم اور صوابدید کے مطابق پوری طرح عمل کیجئے والسلام۔

۹۷۔ یزید بن ابی سفیانؓ کے نام۔

یہ خط کنز العمال سے ماخوذ ہے، اس کا سیاق و سباق نہیں بیان کیا
گیا۔

ایک لشکر بھیجو اور اس کا جھنڈا قبیلہ ربیعہ کے کسی لیڈر کو دو میں نے
رسول اللہؐ سے سنا ہے کہ جس لشکر کا جھنڈا کسی ربیعی کے ہاتھ میں ہوگا
وہ کبھی نہیں ہارے گا۔

۹۸۔ یزید بن ابی سفیانؓ کے نام۔

یہ خط فتح قیساریہ کی خوشخبری پا کر لکھا گیا، قیساریہ صوبہ فلسطین میں ساحل سمندر
پر ایک اہم تجارتی مرکز تھا، اس کا زبردست قلعہ ہفت خان سے ٹکر لیتا تھا، جب
مسلمانوں کا شام کے ہر شہر سے زیادہ شدید اور سخت مقابلہ ہوا کئی بار اس کا
محاصرہ کیا گیا۔ لیکن اس کے محافظوں نے ہار نہ مانی، وجہ یہ تھی کہ یہاں بزنطی نسل
کے عیسائی بڑی تعداد میں آباد تھے جن کی وفاداری اپنی حکومت، اپنے مذہب

لہ ازدی ص؁، فتوح ابن اعثم میں بھی اس سے ملتا جلتا خط ہے سلہ ازدی ص؁ کنز العمال

اور اداروں سے شام کے اصلی باشندوں کی نسبت بہت زیادہ تھی۔ دریت قسطنطنیہ سے سمندر کے راستہ یہاں برابر رسد پہنچتی رہتی تھی۔ قیساریہ کی فتح مسلمانوں کے لئے ایک پریشان کن مسئلہ بن گئی تھی۔

واضح ہو کہ تمہارا خط موصول ہوا، حالات معلوم ہوئے، فتح قیساریہ کی خبر سن کر جو شام کی آخری رہی ہے ہم نے خدائے بزرگ کا بہت بہت شکر ادا کیا۔ الحمد للہ کہ اطمینان نصیب ہوا، نئے وسائل کے دروازے تمہارے لئے کھل گئے تمہارے دشمن ذلیل و خوار ہوئے اور تمہاری آرزو بر آئی۔ ان نوازشوں کے لئے خدائے پاک کا شکر ادا کرو شکر کرنے سے نعمتیں اور زیادہ ملتی ہیں اور سعادت کا مرانی ہمیشہ برقرار رہتی ہے۔ خدا کی نعمتیں اتنی زیادہ ہیں کہ اگر تم ان کا شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے۔ وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ[1]۔

۹۵ - عیاض بن غنم کے نام۔

عربی اخبار و آثار کے ایک اسکول کی رائے ہے جیسا کہ ہم خط ۹۴ کے مقدمہ میں پڑھ آئے ہیں کہ ابو عبیدہ بن جراح نے مرتے وقت معاذ بن جبل کو اپنا جانشین مقرر کیا تھا اور انہوں نے چند دنوں کے اپنی وفات کے وقت عمرو بن عاص کو لیکن عمر فاروقؓ نے عمرو کو ہٹا کر سپہ سالاری کے عہدہ پر یزید بن ابی سفیان کو فائز کیا۔ اخبار و آثار کے ایک دوسرے اسکول کی رائے ہے کہ ابو عبیدہ نے مرتے وقت اپنی جانشینی کے لئے عیاض بن غنم کو نامزد کیا تھا جو ان کے رشتہ دار بھی اور بڑے کام کے تھے۔ عمر فاروقؓ نے یہ تقرر بحال رکھا اور مراسلہ ذیل سے اس کی توثیق کر دی۔

میں تمہیں ان سارے علاقوں کا گورنر بناتا ہوں جو ابو عبیدہؓ کے زیر حکومت تھے۔ اپنے فرائض منصبی خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہو[2]۔

---

[1] ابن اعثم ص۲۵۸ ۔ [2] ابن سعد (طبقات الامراء ص۱۹۱۲ء) جلد ۷ قسم ثانی ص۱۲۲

[3] ابن سعد جلد ۲ ۔ قسم ثانی ص۱۲۲

۷۶۔ عیاض بن غنم کے نام۔

عبد اللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے عیاض بن غنم کو سلام علیک۔ ہم نے ہمیشہ تمہیں مسلمانوں کے مصالح اور مہموں کی سربراہ کاری میں تندہی سے معروف عمل پایا ہے اور تم ہمیشہ مسلمانوں کو عمل صالح کی ترغیب دیتے رہے ہو۔ تمہارے اسلاف کا بھی یہی ستودہ طریقہ تھا۔ تمہیں دنیا میں سرخروئی اور عقبیٰ میں انعام ایزدی کی بشارت دیتا ہوں۔ تمہارا ظاہر و باطن جب اتنا اچھا ہے تو مجھے قوی امید ہے کہ انشاء اللہ دین و دنیا میں ہمیشہ کامران رہو گے اور تمہارا ذکر خیر باقی رہے گا۔ بنو تغلب اکابر نے جزیرہ میں جو جو بڑی فوجیں جمع کی ہیں ان کی اطلاع تمہیں مل ہوگی۔ میں چاہتا ہوں کہ ان سے مقابلہ کے لئے ایک فوج بھیجی جائے جو انہیں پراگندہ کر دے۔ اس فوج کا سالار بہادر، دانا، ماہر جنگ اور خدا ترس آدمی ہونا چاہیئے۔ اس معاملہ پر میں نے خود غور کیا اور ممتاز صحابہ سے مشورہ کیا۔ ہم سب کی متفقہ رائے ہے کہ اس مہم کو تمہارے سپرد کیا جائے کیونکہ کوئی دوسرا تم سے بہتر اسے انجام نہیں دے سکتا۔ اس خط کو پڑھ کر یزید بن ابی سفیان (کماندر ان چیف افواج شام) سے اس قدر فوج جو تمہارے مقصد کے لئے کافی ہو لے لو اور جزیرہ کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ اپنا شعار خوف خدا کو بناؤ اور اس مالک سے ڈرتے رہو جو تمہارے ظاہر و باطن کا یکساں جاننے والا ہے۔ تمہارے سامنے جو مسائل اور قضیے آئیں انہیں قرآن کی مدد سے طے کرو اور اگر قرآن میں ان کا حل نہ ملے تو سنت رسول اللہؐ اور ابوبکرؓ کی طرف رجوع کرو۔ دشمن کی کثرت اور اپنی قلت سے دل تنگ نہ ہو۔ اسلامی فوج بہت سے معرکوں میں دشمن سے کم رہی ہے لیکن بالآخر فتح اسی کو نصیب ہوئی۔ تم نے سنا ہوگا کہ رسول اللہؐ نے جنگ خندق کے موقع پر ہم سے کہا تھا کہ وہ دن دور نہیں جب خدا کسریٰ اور قیصر کے ملک تمہارے قبضہ میں

فتح کرائے گا اور ان کی دولت سے تمہیں بہرہ ور کرے گا، تم نے دیکھ لیا کیسا حق کہ خدا نے رسول اللہ کی پیش گوئی سچ کر دکھائی اور ہمیں کسریٰ اور قیصر کے ملکوں پر تصرف عطا کیا، کفار مسلمانوں کے ہاتھوں اسیر و مغلوب ہوئے، سب سے ہماری بالادستی تسلیم کی اور جزیہ دینا منظور کیا، کافروں کا بادشاہ ہرقل ڈر کر شام سے قسطنطنیہ بھاگ گیا ہے، یہ سب خدا کی عنایت اور کرم کا نتیجہ ہے اور ہم پر اس کا شکر بجالانا واجب ہے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ۔ میں نے یزید بن ابی سفیان کو خط لکھا ہے کہ تمہیں جزیرہ کی سرزمین میں پر فضل، فوجوں کو ٹھکانے لگانے کیلئے جس قدر فوج کی ضرورت ہو تمہارے ساتھ بھیج دیں، سعادت ایزدی کے ساتھ جزیرہ روانہ ہو جاؤ اور اس مہم کی سربراہ کاری میں لگ جاؤ۔[1]

۷۱ ۔ عیاض بن غنم کے نام ۔

۱۸ھ میں جزیرہ پہنچ کر عیاض نے سب سے پہلے رقہ کا قلعہ جو بڑا اور اہم شہر ہے بذریعہ صلح فتح کیا، اس کے بعد دوسرے اہم شہر رُہا پر چڑھائی کی اور اس پر بھی بذریعہ صلح قبضہ کر لیا، اگلی مہم ابھی شروع نہیں ہوئی تھی کہ شام سے دو ہزار سواروں کی کمک آگئی، اس کے لیڈر صحابی بُسر بن ابی اَرطاۃ تھے، انہوں نے عیاض سے اپنی فوج کے لئے اس مال غنیمت سے حصہ طلب کیا جو رقہ اور رُہا پر چڑھائی کے دوران مسلمانوں کے ہاتھ آیا تھا عیاض نے کہا کہ دونوں شہر تمہارے آنے سے پہلے فتح ہو چکے تھے اس لئے مال غنیمت میں تمہارا کوئی حق نہیں ہے، بُسر ناراض ہو گئے اور ان کی عیاض سے سخت باتیں ہوئیں، عیاض نے کہا مجھے تمہاری مدد کی ضرورت نہیں ہے، تم واپس شام چلے جاؤ، بُسر غصہ ہو کر شام

---

[1] ابن اعثم ص۲۶۵ ۔

چلے گئے اور یزید بن ابی سفیان سے جا کر شکایت کی یزید نے سارا ماجرا عمر فاروق کو لکھ بھیجا تو انہوں نے تحقیق حال کیلئے یہ خط عیاضؓ کو ارسال کیا:

مجھے معلوم ہوا ہے کہ یزید بن ابی سفیان نے بُسر بن ابی ارطاۃ کی سرکردگی میں ایک فوج شام سے تمہاری مدد کو بھیجی تھی، وہ فوج تم نے لوٹا دی، اس فوج کو بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ تمہارے کام آئے، تمہاری عسکری قوت میں اضافہ ہو اور یہ جان کر کہ تمہارے پاس برابر کمک آرہی ہے تمہارے دشمن کے حوصلے پست ہو جائیں اور وہ جلد ہتھیار ڈالدے، میری سمجھ میں نہیں آیا کہ تم نے یہ کمک کیوں لوٹا دی، اس خط کو پڑھ کر حقیقت حال سے مطلع کرو والسلام۔[۱]

۴۷۔ عیاض بن غنمؓ کے نام۔

مذکورہ بالا خط کے جواب میں عیاضؓ نے لکھا: رقہ اور رہا دونوں بُسر کے آنے سے پہلے مسلمانوں کے قبضہ میں آچکے تھے اور جو سامان ملا تھا وہ تقسیم ہو چکا تھا بُسرؓ نے جب حصہ مانگا تو میں نے کہا کہ یہ دونوں مقام تمہاری آمد سے پہلے اور تمہاری مدد کے بغیر فتح ہوئے ہیں اس لئے مال غنیمت کے تم مستحق نہیں ہو، تمہاری مدد سے جو مال غنیمت حاصل ہوگا اس میں تمہیں شریک کیا جائے گا، بُسر ناراض ہو گئے میں ڈرا کہیں مخالفت پر آمادہ نہ ہو جائیں یا فوج میں پھوٹ نہ پڑ جائے جس سے دشمن کا حوصلہ بڑھے اور مہموں کی جلد تکمیل میں دیر ہو میں ان کی مدد سے بھی بے نیاز تھا، اس لئے میں نے کہا کہ تمام واپس چلے جائیں،

خلیفہ کو عیاضؓ کی دلیلیں پسند آئیں، انہوں نے ان کی سمجھ بوجھ کو سراہا اور ذیل کا خط لکھا:

تمہارا خط ملا، اُن اسباب کا علم ہوا جن کی بنا پر تم نے بُسرؓ بن ابی ارطاۃ

---

[۱] ابن اثیر صفحہ

اور ان کی فوج کو شام لوٹا دیا تھا، اطمینان ہوا کہ جو روش تم نے اختیار کی درست تھی، خدا تمہیں بزرگ اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے تمہیں جزاء خیر دے، خدا سے دعا ہے کہ جب تک عمرؓ زندہ ہے تمہیں سرکاری منصب پر بحال رکھے اور جب اسے موت آ جائے اور تم ہنوز زندہ ہو تو وہ اپنے جانشین خلیفہ کو وصیت کرے کہ تمہیں سرکاری عہدہ پر برقرار رکھے اور جب تک تم زندہ ہو تمہیں معزول نہ کرے، ہر طرح خوش رہو اور فوجی مہموں کی سربراہی میں جیسا کہ تاکید ہے ہر ممکن کوشش کرتے رہو والسلام[1]

۷۴- عیاض بن غنمؓ کے نام-

یہ خط ابن عساکر کی تاریخ دمشق (خونی) سے ماخوذ ہے، اس کا سیاق و سباق یہ ہے کہ عیاضؓ زمین کا لگان وقت پر مدینہ نہ بھیج سکے تھے اور اس کی وجہ جہاں تک کہ ابن عساکر کے چند نقل اور مبہم مقدمہ سے ظاہر ہے، یہ تھی کہ عیاضؓ نے جزیرہ میں لگان کی کوئی شرح مقرر نہیں کی تھی بلکہ وہاں کے زمینداروں سے یہ طے ہوا تھا کہ لگان کی مقدار زمین کی زرخیزی اور فصل کی حالت پر موقوف ہوگی، اگر فصل اچھی ہوگی تو لگان زیادہ لیا جائے گا اور اگر کسی وجہ سے فصل خراب ہوگی تو لگان میں بھی کمی کردی جائے گی، مسلمانوں کی چڑھائی سے جو افراتفری پیدا ہوئی اس کے زیراثر بہت سی زمینوں کی بروقت کاشت نہ ہو سکی اور بہت سے کھیتوں کا لگان متعین کرنے کے لئے لگان کی فراہمی اور اس کے مدینہ بھیجنے میں دیر ہوگئی، اس تاخیر کے عمر فاروقؓ اپنے خط میں شاکی ہیں۔

تم نے خراج بھیجنے میں دیر کردی حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ خراج کی، مسلمانوں کے لئے کیا اہمیت ہے، اسی کے سہارے وہ اپنے

---

[1] ابن اعثم ص۳۶۔

دشمنوں سے لڑتے ہیں اور یہی ان کا ذریعہ معاش ہے۔ تمہیں میری اور
یہاں کے مسلمانوں کی اہل ضرورت بھی علم ہے۔ وانت هو بعض مسود[1]
لہٰذا خراج وصول لینے میں سختی اور تیزی سے کام لو۔ (کاشتکاروں کے
ساتھ) نہ بیجا سختی ہو اور نہ ضرورت سے زیادہ نرمی۔

۴ ۔ عیاض بن غنمؓ کے نام۔

عبداللہ عمر امیرالمومنین کی طرف سے عیاض بن غنم کو، سلام علیک۔
اس خدا کا سپاسگزار ہوں جس نے جزیرہ کا صوبہ مسلمانوں کے ہاتھ فتح
کرایا اور ان کی بدحالی کو خوشحالی سے بدلا اور روزی کے دروازے
ان پر فراخ کئے۔ مجھے اب ان کی تنگدستی یا افلاس کا ڈر نہیں ہے بلکہ
ڈر اس بات کا ہے کہ کثرت دولت سے مغرور ہو کر کہیں وہ تباہ نہ
ہو جائیں۔ تم نے جزیرہ کی مہم جس بلیغ کوشش سے پایۂ تکمیل کو
پہنچائی اور وہاں جس عمدہ پالیسی پر عمل کیا اُس پر خدا تمہیں اسلام اور
مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر دے گا۔ یہ خط پڑھ کر فوج کے
ایک بڑے افسر کو جس کے قول و فعل پر تمہیں اعتماد ہو جزیرہ کا گورنر
مقرر کر دو اور خود شام واپس چلے جاؤ (شام کے سپہ سالار)
یزید بن ابی سفیانؓ کی طبیعت ناساز ہے اور تمہارے وہاں پہنچنے سے
پہلے اگر ان کا انتقال ہو گیا تو وہ ملک ضائع ہو جائے گا اور مسلمانوں
کا شیرازہ بکھر جائیگا۔ اس لئے جتنی جلد ممکن ہو سکے جزیرہ سے چل دو۔
والسلام[2]

۵ ۔ معاویہؓ بن ابی سفیان کے نام۔

عیاضؓ جزیرہ سے لوٹ کر ابھی اپنے ہیڈکوارٹر حمص (شام) پہنچے ہی تھے
کہ بیمار پڑ کر راہی ملک بقا ہوئے۔ یزید بن ابی سفیان پہلے سے دمشق (ہیڈکوارٹر)

۱؎ ابن عساکر ورق نمبر ۱۸۹ ۲؎ ابن اعثم ص۳۔

میں طلیل تھے چند دن کے بعد وہ بھی چل بسے ۔ بلاذری نے ان کی موت سنہ ۱۸ھ میں بتائی ہے ۔ ان کے بھائی معاویہؓ شروع سے ہی شام کے محاذ پر تھے اور اپنی محنت نیز معاملہ فہمی کی بدولت برابر ترقی کی منزلیں طے کرتے چلے جا رہے تھے ۔ یزیدؓ کی وفات کے وقت وہ قیساریہ فتح کر چکے تھے ۔ عمر فاروقؓ نے ان کی کارگزاری سے متاثر ہو کر یزیدؓ کے بعد ان کو افواج کا کمانڈر ان چیف مقرر کیا ۔ اس عہدہ پر فائز ہو کر انہوں نے وہ ساحلی شہر مسخر کئے جو ہنوز رومیوں کے قبضہ میں تھے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ عبداللہ عمر امیرالمومنین کی طرف سے معاویہؓ بن ابی سفیانؓ کو ۔ تمہیں معلوم ہو کہ خدا تعالیٰ نے اسلام کو سربلند کیا اور مشرکوں کو خوار کر کے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا ۔ پیغمبر خدا نے اپنی امت سے شام اور دوسرے ملکوں کی فتح کی جو پیشگوئی کی تھی اور جباروں کے خزانوں ، دولت و متاع کے حصول کی جو بشارت دی تھی وہ پوری ہو گئی ۔ ان فتوحات میں خاص طور پر قیساریہؓ کو اہمیت حاصل ہے جس کا قلعہ مضبوطی و استحکام میں انفرادی شان کا حامل تھا اور جسے ہرقل ناقابل تسخیر خیال کرتے تھے ۔ اب غزہ اور عسقلان (رشید گاہ) اور متعلقہ بستیوں کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے ۔ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ تم شام میں فتوحات حاصل کرو گے ، میں تمہیں دو دولہنوں یعنی غزہ اور عسقلان کی فتح کی بشارت دیتا ہوں ۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ وقت دور نہیں جب مسلمان ساحل سمندر پر آباد ہوں گے ۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جب مشرق و مغرب میں خانہ جنگیاں شروع ہو جائیں اور شہروں نیز قریوں میں رہائش دشوار ہو جائے تو تمہیں عسقلان میں آباد ہونا چاہیئے نیز یہ کہ ہر چیز کا ایک عمدہ حصہ ہوتا ہے اور شام کا عمدہ شہر عسقلان ہے ۔ خط کا مضمون پڑھ کر بلا تاخیر عسقلان پر حملہ کر دو اور اسے نیز اس کے مضافاتی علاقہ کو ہرقلی اقتدار سے نکالنے کی ہر ممکن کوشش کرو ۔ امید ہے کہ یہ نفیس شہر اور متعلقہ بستیاں خدا نے بزرگ تمہارے ہاتھوں فتح کرائے گا ۔ عسقلان پہنچ کر

ہر روز مقامی حالات اور واقعات سے مجھے مطلع کرتے رہو والسلام ۔ۓ

۷۶ - معاویہ بن ابی سفیانؓ کے نام ۔

امیر معاویہؓ جب شام کے ساحلی شہر (عکا، صُور - یافا وغیرہ) فتح کر چکے تو انھوں نے خلیفہ کو لکھا کہ اگر اجازت ہو تو جزیرہ قبرص (CYPRUS) پر چڑھائی کروں، قبرص ساحل شام سے اتنا قریب ہے کہ وہاں کے پرندوں کی آواز سنائی دیتی ہے، وہ بہت زرخیز ہے اور قدرتی نعمتوں سے مالا مال، مختلف اقسام کے میوے اور پھل وہاں ہوتے ہیں اور اس پر قبضہ کرنا بھی آسان ہے، عمر فاروقؓ نے مصر کے گورنر عمرو بن عاصؓ سے سمندری سفر کے بارے میں رائے لی تو انہوں نے خطرات کا مہیب نقشہ کھینچا اور فوج کشی کی مخالفت میں رائے دی، عمر فاروقؓ نے امیر معاویہؓ کو لکھا:

> تمہیں معلوم ہو کہ خدا نے امتِ محمدؐ کی دیکھ بھال کا بار میرے کندھوں پر رکھا ہے، اس بارے عہدہ برآ ہونے کیلئے میں خدا کی مدد کا طالب ہوں، میں کسی طرح مناسب نہیں سمجھتا کہ انہیں سمندر کے خطروں میں مبتلا کردوں اور کشتیوں پر سوار ہو کر جزیرہ قبرص پر چڑھائی کی اجازت دوں، پھر بھی مزید اطمینان کے لیئے میں نے خود اس معاملہ میں غور و خوض کیا اور اُن لوگوں کی رائے بھی معلوم کی جو سمندر کے حالات سے واقف ہیں اور سمندری سفر کا تجربہ رکھتے ہیں، ان کی رائے یہ ہے کہ اس خطرناک اقدام سے اجتناب کیا جائے، لہذا تم قبرص پر چڑھائی کا خیال چھوڑ دو اور پھر کبھی سمندری جہاد کے بارے مجھ سے خط و کتابت نہ کرنا والسلام ۔ۓ

۷۷ - خط کی دوسری شکل ۔

قسم ہے اس ذات کی جس نے محمدؐ نبی برحق مبعوث کیا، میں کبھی کسی مسلمان کو سمندر کے سفر پر نہیں بھیجوں گا ۔ۓ

[illegible]

۷۸۔ خط کی تیسری نسل

ہم نے سنا ہے کہ ساحل شام کے سامنے دنیا کا سب سے لمبا سمندر ہے جو رات دن خدا سے اس بات کی اجازت مانگتا رہتا ہے کہ اسے زمین پر بہنے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ زمین کو غرقاب کر دے۔ پھر میں کیسے اسلامی لشکر کو ایسے سخت کافر پر سفر کرنے بھیجوں۔ خدا کی قسم ایک مسلمان کی جان میری نظر میں ساری بزنطی حکومت سے زیادہ عزیز ہے۔ خبردار بحری فوج کشی کی ممانعت میں میرے حکم کی خلاف ورزی نہ کرنا تمہیں اس سزا کا علم ہے جو میں نے علاء ابن حضرمی کو دی تھی جب انہوں نے میری بلا اجازت جنوبی فارس پر فوج کشی کی تھی[1]

۷۹۔ بزنطی قیصر کے نام۔

ذیل کے چار دن خط شاید فتح قیساریہ (سنہ ۱۹ھ) کے بعد لکھے گئے۔ قیساریہ شام میں بزنطیوں کا آخری گڑھ تھا۔ اس کے سقوط پر بزنطی قیصر نے شام میں جارحانہ کارروائی بند کر دی تھی اور مدینہ سے دوستانہ تعلقات پیدا کرنے کا خواہشمند ہو گیا تھا۔ عربی اخبار و آثار کے بعض ناقل کہتے ہیں کہ اس نے عمر فاروقؓ سے درخواست کی کہ مجھے ایسے چند جامع لفظ لکھ بھیجئے جن میں سارا علم سمو دیا گیا ہو۔ انہوں نے لکھا!

رعایا کیلئے وہی بات پسند کرو جو خود اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ اور جو بات خود تمہیں پسند نہ ہو وہ رعایا کیلئے بھی پسند نہ کرو۔ اگر ایسا کرو گے تو ساری عقل و دانش کے مالک بن جاؤ گے۔ نظر سے اوجھل لوگوں کو ان لوگوں پر قیاس کرو جو نظر کے سامنے ہیں اس طرح تمہاری واقفیت کا دائرہ نہایت وسیع ہو جائے گا[2]

---

[1] طبری ۵/۲۳۵۔ [2] جبرتی ۵/۲۳۵۔

۸۰۔ دوسری بار قیصر نے ایک شیشی بھیجی اور فرمائش کی کہ اس میں وہ چیز بھر دیجئے جو دُنیا میں سب کچھ ہے۔ عمر فاروقؓ نے اس میں پانی بھر دیا اور لکھا:

یہ پانی دنیا میں سب کچھ ہے۔[1]

۸۱۔ قسطنطنیہ سے اگلی سفارت قیصر کی طرف سے یہ سوال لے کر آئی، حق و باطل میں کتنا فاصلہ ہے؟ عمر فاروقؓ نے لکھا:

چار انگل، جو باتیں آنکھوں سے نظر آتی ہیں انہیں حق کہتے ہیں اور جن باتوں کا عینی مشاہدہ نہیں ہوتا بلکہ بیشتر سنی جاتی ہیں وہ اکثر باطل ہوتی ہیں۔[2]

۸۲۔ ایک بار قیصر نے آسمان و زمین اور مشرق و مغرب کی درمیانی مسافت معلوم کی تو خلیفہ نے لکھا:

اگر راستہ صاف اور کشادہ ہو تو ایک مسافر اس مسافت کو پانچ سو سال میں طے کر سکتا ہے۔[3]

۸۳۔ معاویہ بن ابی سفیانؓ کے نام۔

لوگوں سے پردہ کر کے نہ بیٹھو، مغریب کو اجازت دو کہ تم سے ملے اور اس کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آؤ تاکہ اس کی زبان کھلے اور ہمت بڑھے۔ پردیسی کا خیال رکھو کیونکہ اگر (فیصلہ کے لئے) اس کو زیادہ رکنا پڑا تو وہ گھبرا جائے گا۔ اس کی حوصلہ شکنی ہوگی اور وہ اپنا حق چھوڑ کر لوٹ جائے گا۔

اس سے ملتا جلتا خط (۳۳) ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام بھی نقل ہو چکا ہے۔

۸۴۔ معاویہ بن ابی سفیانؓ کے نام۔

جادۂ حق پر ثابت قدمی سے چلتے رہو، ایسا کرو گے تو خدا اہل حق کی ساری منزلیں تم پر واضح کر دے گا، ہر فیصلہ کے وقت حق اور انصاف کو نظر میں رکھو۔[4]

---

[1] طبری ۵/۲۰ [2] ایضاً [3] ایضاً [4] قرآن انظام ۲/۱۸۲، ۱۹۱۱، ۱۹۴ [5] کنز العمال ۵/۲۰۹

۸۵ - سعید بن عامر حِذیَم رضؓ کے نام -

یہ خط قرقیسیا کے محاصرہ کے دوران مرسل ہوا تھا۔ خط کے ماخذ مدونۃ الکبریٰ امام مالک میں غلطی سے قیساریہ قلمبند ہوگیا ہے۔ قرقیسیا جزیرہ کا ایک شہر تھا اور قیساریہ شام کے جنوب مغربی ساحل پر واقع تھا اسے ۱۹ھ میں امیر معاویہؓ نے فتح کرلیا تھا۔ سعید بن عامر کا قیساریہ کے محاذ پر کسی راوی نے ذکر نہیں کیا ہے وہ جزیرہ میں عیاض بن غنمؓ کے ایک سالار تھے۔ کاتب یا راوی نے دونوں شہروں کی صوری و صوتی مشابہت سے دھوکہ کھا کر قرقیسیا کو قیساریہ قرار دیدیا ہے۔

تمہارا کوئی آزاد شخص یا غلام اگر دشمن کے کسی فرد کو امان دیدے تو جب تک وہ تمہارے پاس مقیم رہے یا جب تک تم اسے محفوظ جگہ اس کے علاقہ میں نہ پہنچا دو وہ تمہاری امان میں رہے گا۔ اگر تم نے ممانعت کر دی ہو کہ کوئی مسلمان دشمن کے کسی فرد کو امان نہ دے اور پھر کوئی امان دیدے یا تو اس وجہ سے کہ اسے تمہاری ممانعت کا علم نہ تھا یا وہ بھول گیا تھا یا دیدہ و دانستہ اس نے تمہارے حکم کی خلاف ورزی کی تھی، بہرحال تم دشمن کے اس فرد کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتے تمہیں چاہیئے کہ اسے حفاظت کی جگہ پہنچا دو الّا یہ کہ تمہارے ساتھ رہنا چاہے بندگان خدا کے ساتھ زیادتی نہ کرو، کیونکہ بلا شبہ تم خدا کے سپاہی ہو اگر کوئی مسلمان دشمن کے کسی فرد کی طرف اشارہ کرے کہ آ میں تجھ سے لڑوں اور وہ بات سمجھے بغیر محض اشارے پر آجائے تب بھی تم اسے کوئی گزند نہیں پہنچا سکتے بشرطیکہ تمہیں اطمینان ہو کہ وہ اشارہ پر آیا ہے لیکن اگر تمہیں اس بارے میں شک ہو یا گمان اور یقین نہ ہو کہ وہ از خود آیا ہے تو اسے محفوظ جگہ لوٹانے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کو ذمی بنا کر جزیہ وصول کرو اور اگر کیمپ میں باہر کے کسی شخص کو جس نے اپنی انفرادیت مخفی رکھی ہو پکڑ لو تو اسے نہ امان دو اور نہ ذمی بناؤ۔

اس بارے میں مزید فیصلہ کر سکتے ہو جو تم سمجھو کہ مسلمانوں کے مفاد میں ہے۔[1]

۹۶۔ عمیر بن سعد انصاریؓ کے نام۔

عیاض بن غنمؓ جب جزیرہ فتح کر کے یزید بن ابی سفیانؓ سے شام کی سپہ سالاری کا چارج لینے آ رہے تھے تو ابھی اپنے ہیڈ کوارٹر حمص ہی پہنچے تھے کہ موت نے آ دبایا۔ شام کی سپہ سالاری خلیفہ نے یزید کے چھوٹے بھائی امیر معاویہؓ کو سونپ دی اور صوبہ حمص کی گورنری پر ایک صحابی سعیدؓ بن عامر بن حذیم کو مقرر کیا۔ زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ سعیدؓ کا بھی انتقال ہو گیا۔ ان کے جانشین عمیرؓ بن سعد ہوئے جو جزیرہ میں عیاض بن غنم کی فوج کے ایک ممتاز سالار تھے۔ عمر فاروقؓ نے انہیں لکھا:

اپنی عملداری کے مسلمانوں کو حکم دو کہ وہ اپنے غلاموں کو مکاتب بنائیں اور ان سے کہیں کہ جیسے ہی انہیں کہ تم نے بدل کتابت ادا کریں گے۔[2]

۹۷۔ عمیر بن سعدؓ کے نام

رقہ کے دیہاتی علاقوں پر بھی چار دینار (بیس روپے) سالانہ جزیہ لگاؤ جیسا کہ رقہ کے شہریوں پر لگایا ہے۔[3]

۹۸۔ عمیر بن سعدؓ کے نام۔

حمص کا گورنر ہوئے ایک سال گزر گیا لیکن اس اثناء میں عمیرؓ نے خلیفہ کو نہ تو کوئی خط لکھا نہ سرکاری روپیہ (جزیہ، لگان، زکاۃ وغیرہ) بھیجا۔ عمر فاروقؓ کے دل میں شکوک و شبہ سے پیدا ہوئے اور انہوں نے عمیر کو یہ خط لکھا:

میرا خط پڑھتے ہی چل دو۔ جتنا خراج (جزیہ، لگان، زکاۃ وغیرہ) وصول کیا ہو ساتھ لے لینا۔[4]

۹۹۔ خط کی دوسری شکل۔

میں نے تمہیں گورنر بنایا تھا۔ معلوم نہیں تم میری حسب ہدایت

---

[1] موسوعۃ انگریزی ۱/۱۰۴ [2] کنز العمال ۵/۲۵۵ [3] شامی سرحد کے قریب جزیرہ کا ایک بڑا تجارتی مرکز [4] بلاذری ۱۸۰ [5] ازالۃ الخفاء ۲/۲۰۳۔

راستبازی سے کام کرتے ہو یا خیانت کے جادہ پر گامزن ہو۔ میرا
خط پاکر جتنا سرکاری روپیہ تمہارے پاس جمع ہوگیا ہو لے کر یہاں آجاؤ۔

۱۰- اہل رُعاش کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم - عمر امیر المومنین کی طرف سے اہل رُعاش کو۔
سلام علیکم۔ میں اس ذات کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی اور عبادت
کے لائق نہیں۔ تم نے مسلمان ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر مرتد ہوگئے۔ تم
میں سے جو ارتداد سے توبہ کرے اور راہ راست پر آجائے اسے ارتداد
کی سزا نہیں ملے گی اور ہم اس کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے۔ یہ بات
یاد رکھو اور تباہی سے بچو۔ تم میں سے اسلام لانے والوں کو خوش ہونا
چاہیئے اور جو نجرانی عیسائیت پر اڑا رہے گا۔ تو ماہ محرم کی آخری تہائی
کے بعد اگر نجران میں ٹھہرا تو اسلام کی امان سے محروم کر دیا جائے گا۔
واضح ہو کہ یعلیٰ (گورنر یمن) نے مجھے لکھا ہے کہ انہوں نے نہ تو کسی
کو اسلام لانے پر مجبور کیا اور نہ کسی کو مارا پیٹا ہو سکتا ہے کہ انہوں نے
اس پر دباؤ ڈالا ہو اور دھمکایا ہو جس کی انہیں اجازت نہیں دی گئی تھی
میں نے یعلیٰ کو حکم دیا ہے کہ تم سے پیداوار کا آدھا لے لیں جب تک
تمہارا طرز عمل ٹھیک ہے میں تمہیں ہرگز نہیں نکالوں گا۔[1]

نجران کی متعدد زرخیز وادیوں میں سے ایک وادی کا نام رُعاش تھا۔ رُعاش
سے غالباً حارث بن کعب کا قبیلہ مراد ہے جو سنہ ۱۰ھ میں رسول اللہؐ کی فرستادہ
فوج سے ڈر کر مسلمان ہوگیا تھا اور جس نے ان کی وفات کے بعد اسلام اور مدینہ کی فرمانروائی
سے منہ موڑ لیا تھا۔ ابن سلام نے اپنی کتاب الاموال میں نجرانی عیسائیوں کو اس خط کا
مخاطب قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ چونکہ وہ مرتد ہوگئے تھے خلیفہ نے انہیں یہ خط
لکھا۔ ابن سلام کی یہ رائے درست نہیں معلوم ہوتی۔ نجرانی عیسائی مسلمان نہیں

---

[1] کنز العمال ۲/ ۷۵ [2] ابن سلام ص ۹۹ [3] ہمدانی (صفۃ جزیرۃ العرب لائڈن ۱۸۸۴ء) ص ۱۹۹

ہوتے تھے اس لیے ان کے مرتد ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، وہ اس معاہدہ کے مطابق جزیہ گذار تھے اور اپنے مذہب پر قائم جو رسُول اللہ نے ان سے کیا تھا خود میں لگان کی تصریح سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے مخاطب بحرانی عیسائی نہیں ہو سکتے کیونکہ رسُول اللہ کے معاہدہ میں ان پر کوئی لگان یا زراعی محصُول نہیں تھا خط کے الفاظ والنصاری بحیران - اگر راویوں نے نہیں بڑھائے ہیں تو ان سے والنصاری عاش مراد لینا ہی قرین صواب معلوم ہوتا ہے خط کی یہ عبارت، واضح ہو کہ نفیل نے مجھے لکھا ہے ..... جس کی انہیں اجازت نہیں دی گئی تھی، بے تکی سی ہے اور اس کا خط کی دوسری شکل میں نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اسے راویوں نے اپنی طرف سے بڑھا دیا ہے۔

۹۱ خط کی دوسری شکل

کتاب الاموال میں مذکورہ بالا خط کے راوی فقیہ بصرہ ابن سیرین (متوفی ۱۱۰ھ) ہیں، یہی ابن سیرین کنزالعمال میں خط کا مضمون ان چند لفظوں میں بیان کرتے دکھائے گئے ہیں:-

> نفیل نے مجھ کو فہمائش کر دی ہے کہ تم میں سے جو مسلمان ہو جائے اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں اور انہیں حکم دیا ہے کہ پیداوار کا آدھا وصُول کریں جب تک تمہارا طرز عمل ٹھیک ہے میں تمہیں نہیں نکالوں گا۔[۱]

۹۲ - نفیل بن اثیہ کے نام

> وہ ساری اراضی سرکاری نگرانی میں لے لو جس کے مالک جلا وطن ہو گئے ہیں جس اراضی پر اب تک مزاحمت نہ ہوئی ہو اور جس کی سینچائی بارش یا بارش سے ممکن ہو اس میں کھجور وغیرہ کے جو باغ ہوں بحرانی مسلمانوں کو دیدو تا کہ وہ اس کی داشت و پرداخت کریں۔ باغوں کی پیداوار کا

---

[۱] کنزالعمال ۲/ ۳۱۳۔

دو تہائی حصہ مرکزی بیت المال کے لئے وصول کیا جائے اور ایک تہائی کاشتکاروں کے پاس چھوڑ دیا جائے، اگر باغوں کی سینچائی ڈول سے ہو تو ان کی پیداوار کا دو تہائی باغ والے لیں گے اور ایک تہائی مرکزی خزانہ کو دیں گے۔ وہ اراضی جس پر اب تک زراعت نہ ہوئی ہو اور جس کی سینچائی بارش یا بارش پر منحصر ہو وہ بھی نجرانی مسلمانوں کو دیدی اس کی پیداوار کا ایک تہائی کاشتکاروں کا اور دو تہائی مرکزی خزانہ کا حق ہے ایسی اراضی کی سینچائی اگر ڈول سے ہو تو پیداوار کا دو تہائی کاشتکاروں کا اور ایک تہائی مرکزی بیت المال کا حق ہے۔[1]

۹۳ - شام و عراق کے گورنروں کے نام -

عربی اخبار و آثار میں نجران کے عیسائیوں کی جلا وطنی سے متعلق تین سبب بیان کئے گئے ہیں: ایک یہ کہ بستر مرگ پر رسول اللہؐ نے حکم دیا تھا کہ جزیرۂ عرب میں اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا مذہب باقی نہ چھوڑا جائے۔ دوسرا یہ کہ نجرانیوں سے رسول اللہؐ کے معاہدہ کی ایک دفعہ یہ تھی کہ وہ سود کھانا چھوڑ دیں گے۔ اس پر کئی برس عمل کرنے کے بعد انہوں نے عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں پھر سود کھانا شروع کر دیا تھا تیسری وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ان کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی اور انہوں نے اتنے ہتھیار اور گھوڑے جمع کر لئے تھے کہ یمن کے مسلمانوں اور سرکار مدینہ کو ان کی طرف سے خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ کہیں حملہ نہ کر دیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم، یہ دستاویز عمر امیر المومنین نے اہل نجران کے لئے لکھی ہے کہ ان میں سے جو لوگ اپنا گھر بار چھوڑ کر چلے جائیں گے وہ خدا کی امان میں رہیں گے۔ کوئی مسلمان انہیں نقصان نہیں پہنچائے گا۔ اس عہد کے ماتحت جو پیغمبر محمدؐ اور ابو بکرؓ نے ان سے کیا تھا۔ واضح ہو کہ امرائے عراق و شام میں سے جس کسی کے پاس نجران کے عیسائی

---

[1] ابو یوسف ص ۵۸

جائیں گے وہ انہیں کاشت کے لئے زمین دیں گے اور جتنی زمین وہ
جوت بو لیں گے نجران میں چھوڑی اراضی کے عوض وہ اس کے مالک
ہو جائیں گے۔ اسے جوتنے بونے اور اپنے تصرف میں رکھنے سے
کوئی انہیں نہیں روکے گا اور نہ کوئی مالی مواخذہ ان پر عائد کرے گا، اگر
کوئی ان پر ظلم کرے تو جو مسلمان موقع پر ہوں انہیں چاہیئے کہ نجرانیوں کی
حمایت کریں کیونکہ وہ ہماری حفاظت میں آگئے ہیں اپنی جگہ پہنچنے کے
چوبیس ماہ تک ان سے جزیہ نہیں لیا جائے گا، ان سے بلا ظلم و ستم صرف
اسی زمین کا لگان وصول کیا جائے گا جس پر وہ زراعت کریں گے[1]
خط کا آخری جملہ۔ ان سے بلا ظلم و ستم صرف الخ راویوں کا اضافہ معلوم ہوتا
ہے کیونکہ نہ تو نجرانیوں سے رسول اللہ کے معاہدہ میں لگان کا کوئی ذکر ہے نہ خط کی
دوسری شکل میں۔

۹۴۔ خط کی دوسری شکل۔

واضح ہو کہ شام یا عراق کے جس گورنر کے پاس بھی نجرانی پہنچیں چاہیئے
کہ نجرانیوں کو کاشت کرنے کی اجازت دیں، جتنی زمین وہ جوت
بو لیں گے ان کی ملکیت ہو جائے گی۔ خدا کی خوشنودی کی خاطر اور ان کی
خاطر اسان کی چھوڑی اصلی زمین کے بدلہ ہیں[2]

۹۵۔ یعلیٰ بن امیہ کے نام۔

یمن کے پایۂ تخت صنعاء کی ایک عورت کا خاوند کہیں سفر پر ایسا گیا کہ پھر
نہ لوٹا۔ عورت کا کچھ برے لوگوں سے ناجائز تعلق ہو گیا۔ اس کا ایک لڑکا بھی تھا۔ اس
عورت سے کہ کہیں لڑکا خفیہ ملاقاتوں کا بھانڈا نہ پھوڑ دے ان لوگوں نے اسے قتل
کر دیا اور اس کی لاش صنعاء کے ایک کنوئیں میں ڈال دی۔ عورت نے یعلیٰ بن امیہ
(گورنر) کو آکر خبر دی کہ میرا لڑکا کہیں لاپتہ ہو گیا ہے۔ یعلیٰ نے ایک عام جلسہ میں لوگوں

---

[1] ابن سعد ۱/۲ ص ۳۶ ، ابو یوسف ص ۷۳ [2] ابن سلام ص ۱۸۱ ، بلاذری ص ۶۸

سے لوگوں کی کو لڑکے کو تلاش کرتے ہوئے وہیں، ایک شخص کا گزر کنوئیں کی طرف سے ہوا تو اس نے بہت سی نیل مکھیاں کنوئیں میں آتی جاتی دیکھیں، اسے کچھ شبہ ہوا اور اس نے کنوئیں میں جھانکا تو ناک تک بدبو آئی گئی۔ وہ یعلیٰ سے ملا اور کہا کہ غالباً لڑکا کنوئیں میں مرا پڑا ہے۔ لوگ اتارے گئے تو لڑکے کی لاش ملی۔ مجرمین نے قتل اور عورت نے قتل کی سازش میں شرکت کا اعتراف کیا۔ واقعہ کی رپورٹ مدینہ بھیجی گئی تو خلیفہ نے لکھا:۔

ان سب کو قتل کی سزا دو جو قتل میں شریک ہوں، اگر صنعاء کے سارے باشندوں نے قتل کی سازش کی ہوتی تو جا نشبہ میں سب کو قتل کرا دیتا۔

۹۶۔ خط کی دوسری شکل۔

ان سب کی گردن ماردو اور ان کے ساتھ عورت کو بھی قتل کردو۔ اگر صنعاء کے سب لوگ اس قتل میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کرا دیتا۔[١]

۹۷۔ یعلیٰ بن امیہ کے نام۔

یمن میں کئی خوشبو دار چیزیں ہوتی تھیں جن میں سے ایک عنبر تھا۔ یہ عدن اور مُخا کے درمیانی ساحل پر سمندر کی تہہ سے نکل کر آجمع ہوتا تھا۔ ایک شخص نے کافی مقدار میں عنبر پایا۔ گورنر کو اس کا علم ہوا تو وہ فیصلہ نہ کر سکے کہ اس پر محصول لیا جائے یا نہیں۔ انہوں نے خلیفہ سے رجوع کیا تو یہ جواب آیا:۔

عنبر تحفۂ خداوندی ہے، اس پر اور سمندر سے جو کچھ برآمد ہو، پانچواں حصہ محصول لیا جائے۔[٢]

۹۸۔ یہ کتاب الخراج (ابو یوسف) کی روایت ہے۔ قاسم بن سلام نے کتاب الاموال میں اس موضوع پر جو خط بیان کیا ہے اس میں دسواں حصہ لینے کا حکم ہے:۔

سمندر سے جو موتی اور عنبر برآمد ہو اس پر دسواں حصہ محصول لیا جائے۔[٣]

۹۹۔ سفیان بن عبداللہ ثقفیؓ کے نام

طائف کے گورنر سفیان بن عبداللہ نے عمر فاروقؓ کو لکھا کہ طائف کی عملداری میں

---

[١] دار قطنی ص ۳۲۲ [٢] ابو یوسف ص ۷۰ [٣] ابن سلام ص ۳۴۹

کثرت سے شہد کے چھتے پائے جاتے ہیں ان کے مالک رسول اللہ کو دسواں حصہ بطور ٹیکس دیتے تھے جس کے بالمقابل رسول اللہ نے ان کے چھتے سرکاری حفاظت میں لے لئے تھے مالکوں نے ٹیکس دینا تو بند کر دیا ہے لیکن چاہتے ہیں کہ ان کے چھتے بدستور سرکاری حفاظت میں رہیں آپ کی رائے ہے ؟ عمر فاروق نے لکھا :

چھتوں کے مالک حسب سابق اگر اتنا ٹیکس ادا کریں جتنا رسول کو دیتے تھے تب تو ان کے چھتوں کی حکومت کی طرف سے حفاظت کی جائے ورنہ نہیں[1]

۱۰۰۔ خط کی دوسری شکل

اگر وہ شخص دسواں فیصد ٹیکس جو رسول اللہ کو دیتا تھا ادا کرتا رہے تب تو اس کی وادی سلبہ کی حفاظت حکومت کی طرف سے کی جائے ورنہ نہیں، عدم ادائیگی ٹیکس کی صورت میں ہر شخص کو شہد کھانے کی اجازت ہو گی (کیونکہ شہد انسانی محنت سے نہیں تیار ہوتا ہے بلکہ) مکھیاں بارش سے پیدا ہونیوالے پھولوں کا رس چوس کر شہد بناتی ہیں[2]

۱۰۱۔ سفیان بن عبداللہ ثقفی کے نام :

اسلامی قانون ہے یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب جو کام خونی رشتہ کے باعث ناجائز ہیں وہ رضاع کے زیر اثر بھی ممنوع ہیں۔ طائف کے گورنر نے عمر فاروق سے اس قانون کی وضاحت چاہی تو انہوں نے لکھا :

اگر کوئی عورت جزا یعنی دو بچوں یا افراد کو مستقبل میں شادی سے محروم کرنے کے لئے دودھ پلائے یا کوئی بچہ یا فرد اس کے پستان کا بچا کھچا دودھ پی لے یا صرف ایک بار پستان چوسے تو ان تینوں حالتوں میں حرمت لازم نہیں ہوگی[3]

---

[1] ابو یوسف ص۵۶۔ ۵۷ ، بلاذری ص۷۹ ، بیہقی ۴/۱۲۶ [2] ابو داؤد (شفیعی مصری ۱/۱۰۱ ، زیلعی نصب الرایہ مصری ۲/۳۹۰ ، لسان العرب ۴/۲۸۲ باختلاف نقل ، کنز العمال ۳/۴۰۳ ، الاموال ابن زنجویہ ۱/۱۵۰) [3] کنز العمال ۳/۲۵۵۔
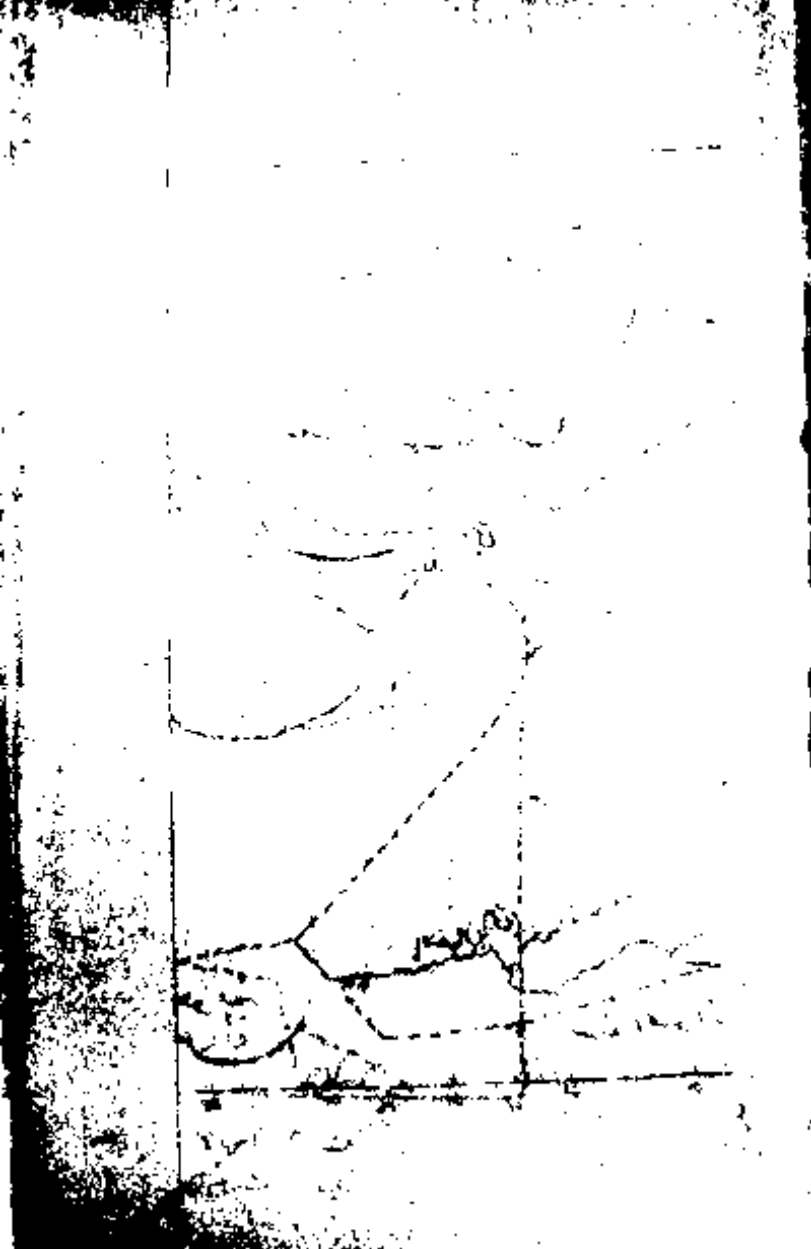
۲۔ محاذ عراق و فارس

۲-۱۔ مثنیٰ بن حارثہؓ اور دوسرے سپہ سالاروں کے نام

سیف بن عمر کے مرتبہ تاریخ کی رو سے اور ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں ربیع الآخر سنہ ۱۲ھ سے سنہ ۱۲ھ تک، خالد بن ولیدؓ اور ان کے دست راست مثنیٰ بن حارثہؓ شیبانی نے خلیج بصرہ کے ساحلی شہر کاظمہ سے لے کر حیرہ تک زیریں اور وسطی عراق کا کافی علاقہ جو شہروں، دیہاتوں اور حکومت فارس کے فوجی اڈوں پر مشتمل تھا فتح کر لیا تھا۔ ربیع الاول سنہ ۱۳ھ میں حکومت مدینہ کی طرف سے خالد بن ولیدؓ کو شام کے محاذ پر جانے کا حکم ملا اور وہ اپنی کمان مثنیٰ کو سونپ کر دمشق چلے گئے۔ فارس میں اس وقت سخت سیاسی انتشار تھا۔ تخت پر کوئی باصلاحیت بادشاہ نہ تھا۔ حکومت کی باگ ڈور فوجی افسروں کے ہاتھ میں تھی جو آپس میں لڑ رہے تھے۔ مثنیٰ نے ان حالات سے فائدہ اٹھانے کی ٹھانی۔ وہ ابوبکر صدیق سے ملنے مدینہ آئے اور فارسی حکومت کی کمزوری اور وہاں کی خانہ جنگی کا ذکر کر کے عراق پر فوج کشی کی اجازت مانگی اور رسد طلب کی۔ ان کے آنے کے چند دن بعد ابوبکر صدیقؓ رحلت کر گئے۔ عمر فاروقؓ نے خلیفہ ہو کر سب سے پہلا کام یہ کیا کہ عراق کے لئے ایک فوج تیار کی اور ایک ثقفی تاجر ابو عبید کی قیادت میں اسے روانہ کیا۔ مثنیٰ بن حارثہ ان سے پہلے وہاں پہنچ گئے اور دجلہ و فرات کے درمیانی دیہاتوں پر ترکتازی شروع کر دی۔ چند دن بعد جب ابو عبید آئے تو فارسی فوجوں سے ان کے کئی کامیاب مقابلے ہوئے لیکن ایک لڑائی میں جو یوم جسر یا جسر کی لڑائی کے نام سے مشہور ہے ۱۳ آخر رمضان

سنہ ۱۳ھ میں ابوعبید نے اپنے ساتھیوں کے مشورے کے برخلاف تہور اور بے احتیاطی
سے کام لیا اور لڑتے ہوئے مارے گئے۔ مسلمانوں کو شکست فاش ہوئی، چار ہزار مسلمان
قتل یا غرق ہوئے۔ اس وقت فارس کے حکمرانوں میں پھر پھوٹ پڑ گئی۔ جنگ جسر کے
فاتح سالار واپس بلا لئے گئے اور فارسی حکومت کی توجہ عربوں کی طرف سے ہٹ گئی،
معرکہ جسر کے بعد مرکز سے کئی چھوٹی چھوٹی فوجیں آئیں جن کی مدد سے مثنیٰ نے فارسیوں کو
کئی لڑائیوں میں پسپا کیا۔ حالات سازگار دیکھ کر انہوں نے اب بڑے پیمانے پر پامالی
وسلب اور تخریب عراق میں دہشت انگیزی اور ترکتاز شروع کردی۔ بغداد، ساباط اور تکریت
کے شہر ان کی دست برد میں آگئے اور فارس کے عراقی پایۂ تخت مدائن پر خطرہ
منڈلانے لگا۔ عراق کے رئیسوں اور عمائد کا ایک وفد رستم اور فیروزان سے ملا جو ملک
کی سب سے بڑی پارٹیوں کے سرغنہ تھے۔ اس وقت حکومت کی باگ ڈور ملکہ پوران کے
ہاتھ میں تھی اور رستم اس کا وزیر تھا۔ وفد نے دونوں لیڈروں سے جن کے درمیان
فارسیوں کی وفاداری بٹی ہوئی تھی اپیل کی کہ متحد ہوکر عراق کو عربوں کی دست برد سے
بچائیں۔ دونوں لیڈروں نے ہمدردی سے اپیل سنی۔ اس کے بعد ممتاز فوجی افسروں
کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی۔ حکومت کی کمزوری، نظم ونسق کی ابتری اور عربوں کی ترکتازی
کا جائزہ لیا گیا۔ سب نے اتفاق رائے سے طے کیا کہ کسروی نسل کے شہزادہ یزدجرد
کو بادشاہ منتخب کیا جائے اور کسروی خاندان کے عمائد اور فوجی کمانڈر اس کی وفاداری
کا عہد کرکے نظم ونسق قائم کرنے میں لگ جائیں۔ وقت کا اہم ترین مسئلہ یہ تھا کہ عربوں
کا سیلاب روکا جائے۔ بادشاہ نے از سر نو عسکری تنظیم کی۔ عراق کی جو چھاؤنیاں
معطل پڑی تھیں انہیں پھر مستحکم کیا گیا اور نئی فوجی چوکیاں قائم کی گئیں۔ اس کے علاوہ
عراق کے دیہاتوں میں عربوں کے خلاف سخت پروپیگنڈا شروع کردیا۔ مدینہ کی ماتحت
باج گزار عراقی بستیوں میں بغاوت کی لہر دوڑ گئی۔ عرب تحصیل جو تھوڑی بہت فوج
کے ساتھ جزیہ وصول کرنے کے لئے دیہاتوں میں مقیم تھے بھاگ نکلے۔ فارسی فوجیں ہر سمت
سے امڈنے لگیں۔ ان حالات میں مثنیٰ کو ترکتاز بند کرنا پڑی اور وہ اپنے بکھرے ہوئے دستوں

کویت کر عربی سرحد میں آگئے اور عرب عراق سرحد کے ایک نخلستان نوی فارمیں کیمپ لگا یا۔ روسی انقلاب اور فارسی تیاریوں کی مرکز کو پہلے ہی اطلاع ہو چکی تھی۔ حضرت فاروق نے مثنیٰ اور دوسرے فوجی لیڈروں کو لکھا:۔

فارسی فوجوں کی زد سے ہٹ جاؤ اور ان دریاؤں، نہروں اور چشموں کے ساحلوں پر جو تمہارے اور ان کے علاقے سے متصل ہوں مورچے بناؤ۔ (عیسائی قبائل) ربیعہ، مضر اور ان کے حلیفوں کے سب بہادروں کو ساتھ لے لو۔ یہ لوگ اگر فوجی خدمت کے لئے برضا ورغبت تیار نہ ہوں تو انہیں جلاوطن کر دو۔ عربوں سے کہدو کہ خوب سنبھل جائیں اور جس سنجیدگی اور لگن سے فارسی اٹھے ہیں اسی سنجیدگی اور لگن سے وہ بھی مقابلہ کے لئے تیار رہیں۔[1]

۳۰۱۔ خط کی دوسری شکل

مثنیٰ بن حارثہ کے نام

(عراق سے ہٹ کر) عربی سرحد میں آجاؤ اور تمہارے آس پاس جو عرب قبیلے ہوں انہیں دعوت دو کہ تمہارے ساتھ مل کر فارسیوں سے لڑیں۔ اپنی سرحد میں ایسی جگہوں پر مورچے بناؤ جہاں فارسی فوجیں تم سے قریب ہوں اور میری اگلی ہدایات کا انتظار کرو۔[1]

۴۰۱۔ خط کی تیسری شکل۔

واضح ہو کہ خدا نے طے کر دیا ہے کہ کچھ لوگ قتل ہوں گے اور کچھ طبعی موت مریں گے۔ خوش نصیب ہیں وہ جو راہ خدا میں ثواب کی خاطر قتل ہوں! تمہارے بارے میں مجھے جو خبریں موصول ہوئی ہیں وہ میری منشا کے عین مطابق ہیں۔ جہاں ہو وہیں ڈٹے رہو۔ جو عرب قبیلے تمہارے آس پاس ہوں انہیں اپنے ساتھ جنگ میں شریک ہونے کی دعوت دو۔ میرے پاس

---

[1] طبری ۴/۲۰۵ کے ایضاً۔

سے دستہ نے جنگ جو عنقریب پہنچے گی دشمن سے لڑنے میں عجلت نہ کرو تا وقتیکہ وہ خود جنگ نہ چھیڑ دے۔ یا اس کو زک دینے کا کوئی موقع تمہارے ہاتھ آ جائے۔[1]

۱۰۵ - عرب حاکموں کے نام

یزدجرد کی تاج پوشی، عراق میں عربوں کے خلاف بغاوت اور شہنشاہ ایران کی فوجی تیاری کی خبر سن کر عمر فاروقؓ نے بلاتاخیر بھرتی شروع کر دی اور یہ ارجنٹ مراسلہ جزیرہ نمائے عرب کے حاکموں کو بھیجا:-

ہر اس شخص کو جو مرد میدان ہو، جس کے پاس ہتھیار ہو یا گھوڑا یا وہ جنگی بصیرت کا مالک ہو، اسلام پر جانے کے لئے منتخب کر لو اور جلد از جلد میرے پاس بھیج دو۔

۱۰۶ - سعد بن ابی وقاص کے نام

جب حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ ہوئے اس وقت سعد بن ابی وقاصؓ بعض عرب قبیلوں میں محصل زکوٰۃ تھے۔ انہوں نے بھرتی سے متعلق خلیفہ کا ارجنٹ مراسلہ پا کر اتنی بلیغ کوشش کی کہ ایک ہزار سوار ہتھیاروں سے لیس جنگ پر جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ کچھ تو اس کارگزاری کے صلے میں اور کچھ صحابہ کی سفارش پر حضرت عمر فاروقؓ نے سعدؓ کو عراق کی فوجوں کا سالار اعلیٰ مقرر کر دیا۔ مدینہ سے روانگی کے وقت ان کی کمان میں چار ہزار جوان تھے جن میں یمن کے لوگوں کی اکثریت تھی۔ سعدؓ کو ہدایت تھی کہ زرود جا کر کیمپ لگائیں اور وہاں بسنے والے قبائل (تمیم، اسد اور رباب) کو محاذ جنگ پر جانے کی دعوت دیں۔ زرود کی نخلستانی بستیاں مدینہ سے کئی سو میل شمال میں عرب۔ عراق سرحد پر حیرہ کے مضافات میں شہر قادسیہ (جہاں چند ماہ بعد جنگ ہوئی) اور مدینہ کے تقریباً وسط میں واقع تھیں۔

سعدؓ کو زرود آئے چند ہفتے ہی گزرے تھے کہ تمیم، اسد اور رباب قبیلوں کے آٹھ ہزار جوان ان کی فوج میں شامل ہو گئے۔ مثنیٰ بن حارثہؓ کے ایک کاری زخم لگا تھا جو موت

---

[1] الفاروق حصہ ۲

بن کر لاعلاج ہو گیا تھا، چند ماہ علیل رہ کر وہ فوت ہو گئے اور ان کی آٹھ ہزار فوج بھی سعدؓ سے آملی۔ یوں ملا کر قادسیہ کے معرکہ میں تیس پینتیس ہزار مسلمان شریک ہوئے جن میں عرب شجاعت، شرافت اور سپاہ گری کا بہترین عنصر شامل تھا۔

سعدؓ ابھی زرود ہی میں مقیم تھے کہ انہیں مثنیٰ بن حارثہؓ کے انتقال کی خبر ملی۔ مثنیٰ جیسے باحوصلہ اور دم خم والے سالار تھے جن کی بے پناہ ترکتاز نے سارے عراق میں کھلبلی مچا دی تھی۔ جنگ جسر کے کئی ہزار شکست خوردہ مسلمانوں کو وہ غیر معمولی ہمت و جرأت سے دریا پار نکال لائے تھے اور اس وقت عراق کی سرحدی فوجوں کے قائد اعلیٰ تھے۔ جنگ جسر میں ان کے ایک کاری زخم لگا تھا۔ کئی ماہ علیل رہ کر ان کا انتقال کی خبر سعدؓ کی معرفت حضرت عمر فاروقؓ کو پہنچی تو انہوں نے زرود میں سعدؓ کا مزید قیام غیر مناسب سمجھ کر انہیں حکم دیا کہ سرحد عراق کی طرف کوچ کریں اور وہاں مثنیٰ کی وفات اور ان کی فوجوں کے ہٹنے سے جو خلا پیدا ہو گیا تھا اسے پر کریں:

> شراف کی طرف پیش قدمی کرو، اپنے ساتھی مسلمانوں کی سلامتی کا خیال رکھو۔ جہاں تک ممکن ہو تمہارا طرزِ عمل اصلاحی ہونا چاہیئے۔[1]

۱۰۶۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام۔

سعدؓ نے جب زرود سے شراف کی طرف کوچ کیا تو یہ خط موصول ہوا۔ شراف قادسیہ سے اندازاً سو میل جنوب میں ایک کاروان سٹیشن تھا۔[2]

> ایک سالار کو جس کا تقرر تمہاری صوابدید پر چھوڑتا ہوں، کچھ فوج کے ساتھ فرج الہند اور جلد فارت کے درمیان بھیجو جس کے سامنے وہ مورچہ بنالے تاکہ اگر کوئی فارسی فوج فرج الہند کی طرف سے تمہارے عقب پر حملہ کرنا چاہے تو اُسے روک لے۔[3]

۱۰۷۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام

شراف میں پڑاؤ کے دوران موصول ہوا۔

---

[1] الکتفاء ورق ۲۳۳ [2] ابن رستہ ص ۱۷۵ علاق النفیسہ لابن رستہ طبع لائیڈن ۱۸۹۱ء [3] طبری ۲/۴/۸۶

میرا یہ خط پاکر مسلمانوں کو دس حصوں (دستوں) میں بانٹو اور دس سپاہیوں پر ایک
عریف (رکھیا) مقرر کرو اور ہر دستے پر ایک سالار، پھر ساری فوج کو جنگی ڈھنگ
سے مرتب کرو (یعنی میمنہ، میسرہ، قلب وغیرہ بناؤ) یہ کام مسلمان لیڈروں کی پرکھ
اور مشورہ سے ہو، فوجیاں بناتے وقت بھی وہ موجود رہیں۔ اس کے بعد مسلمانوں
کو ان کے ماتحت فوجیوں میں بھیجو اور ان سے کہو کہ قادسیہ کے میدان میں
ملیں (مغیرہ بن شعبہ اور ان کے رسالوں کو اپنے پاس واپس بلاؤ اور مجھے لکھو کہ
فارسیوں کے منصوبے کیا ہیں۔[1]

۱۰۹۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام

اپنی فوجوں کے ساتھ شراف سے فارس (قادسیہ) کی طرف بڑھو، خدا
پر بھروسہ رکھو اور اپنے تمام کاموں میں اسی سے مدد مانگو۔ دھیان رہے کہ تم ایک
ایسی قوم سے لڑنے جا رہے ہو جو تعداد میں تم سے زیادہ ہے جس کے ہتھیار تم سے
بہتر ہیں جو بڑی بہادر ہے اور ایک ایسے ملک میں داخل ہو رہے ہو جو اگرچہ پھیلا
ہے پھر بھی دریاؤں، جنگلوں اور اندھیری راتوں کی وجہ سے یہاں نقل و حرکت
دشوار ہے۔ جب دشمن کی فوج یا اس کا کوئی سپاہی تم سے مقابل ہو تو اس کے
حملہ کا انتظار کئے بغیر اس پر ٹوٹ پڑو۔ دشمن کے ساتھ کسی قسم کی گفتگو یا سازباز
نہ کرو۔ اس بات کا خیال رکھو کہ دشمن جو چالوں میں بڑا ماہر ہے کوئی چال چل کر
تمہیں زک نہ پہنچا دے۔ اس کی مادی طاقت تم سے بہت زیادہ ہے اور تم
اسی وقت کامیاب ہو سکتے ہو جب پوری لگن اور محنت سے اس کا مقابلہ کرو۔

جب قادسیہ پہنچو جو عہد جاہلیت میں فارس کا دروازہ تھا جہاں فارسیوں
کے لئے عراق میں داخل ہونے والے ہر راستے سے زیادہ اشیاء ضرورت
جمع ہیں، جو فوجی اعتبار سے محکم اور وسائل سے بھرپور بستی ہے جس کے
آگے پل اور دشوار گزار نہریں ہیں تو تم کو چاہئے کہ قادسیہ آنے والے سب

[1] طبری ۴/۸۸

راستوں پر پہرے بٹھاؤ اور تمہاری فوج وسط عرب میں، صحرائے عرب اور دمشق میں، آبادی کی درمیان کھلے میدان میں خیمہ زن ہو، فوج کو اس طرح مرتب کرکے تم پامردی سے اپنی جگہ ڈٹے رہو۔ جب دشمن دیکھے گا کہ تم نے ذرا سی پاس کی ترکتازی سے اسے پریشان کر دیا ہے تو وہ رسالوں، پیادوں اور اپنی ساری جمع طاقت سے تم پر ایک شدید حملہ کرے گا۔ اگر اس حملہ میں تم صبر کا دامن تھامے رہے اور ثواب کی خاطر سچے دل سے لڑائی لڑی تو مجھے امید ہے تمہیں فتح حاصل ہوگی، دشمن شکست کھا کر پھر کبھی اتنی بڑی تعداد میں مقابلہ نہ کر سکے گا اور اگر کیا بھی تو اس کے حوصلے پست ہوں گے اور اگر شکست تمہیں ہوئی تو صحرا اور عربی علاقہ تمہارے عقب میں ہوگا اور تم آبادی سے ہٹ کر اپنے صحرائی علاقہ کی طرف پلٹ سکو گے اور چونکہ تم دشمن کی نسبت اس علاقہ سے زیادہ واقف ہو گے اور وہاں پہنچ کر تمہاری ہمتیں بھی بلند ہوں گی تم پلٹ کر اس پر حملہ کر دو گے اور خدا تمہیں فتح عطا کرے گا[1]

طبری کا نسخہ بیان ختم ہو جاتا ہے، الاکتفاء میں یہ عبارت زیادہ ہے:

ضروری ہے کہ جہاں تم کیمپ لگاؤ تو وہ کھلی اور وسائل سے بھرپور جگہ ہو اور جب تم کسی جگہ خیمہ زن ہو تو اسے چھوڑ کر پیچھے نہ ہٹو کیونکہ اس سے تمہاری کمزوری ظاہر ہوگی اور تمہارے دشمن کا حوصلہ بڑھے گا۔ دشمن کی فوج میں جاسوس بھیجو اور اس ٹوہ میں رہو کہ اس پر اچانک حملہ کا موقع مل جائے۔ اپنے اور بیگانے کسی پر بھروسہ نہ کرو اور جہاں کیمپ لگاؤ اس کے گرد و پیش کا حال مجھے لکھو اور یہ بتاؤ کہ دشمن کے اگلے اور پچھلے دستے تم سے کتنے فاصلہ پر ہیں اور وہ جگہ کیسی ہے، میدان کا رخ کیسا ہے۔ مجھے القا ہوتا ہے کہ تم فارس فتح کر لوگے اور سر بلند ہوگے[2]

(۱۱) سعد بن ابی وقاصؓ کے نام۔

---

[1] طبری ۳/۹۰ [2] الاکتفاء ص ۲۴۶

شراف سے کوچ کرکے سعد صنیفہ کی کاروان منزل پر خیمہ زن ہوئے منیفہ ایک گاؤں تھا، قادسیہ سے اندازاً چالیس میل جنوب مشرق میں، یہاں سے انہوں نے چند دستے قادسیہ کے قریب کیمپ کے لئے مناسب جگہ تلاش کرنے بھیجے یہ دستے شمال میں عذیب نامی گاؤں پہنچے جہاں پانی اور گھاس کے علاوہ بہت سے کھجور کے باغ بھی تھے، عذیب سے قادسیہ چند میل جنوب میں تھا، دستوں کے دریاب نظر نے یہ جگہ اسلامی فوج کے پڑاؤ کے لئے مناسب سمجھ کر سعدؓ کو لکھا کہ ہم نے جگہ تلاش کر لی ہے اب آپ ساری فوج کے ساتھ آجایئے، سعدؓ روانہ ہو گئے اور عذیب و قادسیہ کے درمیان کھلے میدان میں خیمے لگائے، قادسیہ جہاں چند ماہ بعد وہ فیصلہ کن جنگ ہوئی جس نے ساسانی قصرِ حکومت کی بنیاد ہلا دی ایک وسیع میدان میں واقع تھا جس کی ایک حد عراق کے مزروعہ علاقوں سے ملتی تھی اور دوسری عرب ریگستان سے ملتی پتھریلی ہونے کے باعث یہاں نہ زراعت تھی نہ درخت، اس کے مشرق میں متعدد نالے اور تالاب تھے اور چند میل جنوب میں عذیب کے نخلستان، ساسانی حکمرانوں نے عراق کو عربوں کی غارت گری سے محفوظ رکھنے کے لیے قادسیہ اور اس کے آس پاس متعدد فوجی چوکیاں بنائی ہوئی تھیں

سعدؓ کو قادسیہ آئے کئی ہفتے گزر گئے لیکن چند سرحدی جھڑپوں کو چھوڑ کر کوئی زوردار جنگ نہیں ہوئی، فارسی فوجیں ابھی تک قادسیہ کے افق پر نظر نہیں ہوئی تھیں۔ ایک ماہ بعد سعدؓ نے عمر فاروقؓ کو لکھا کہ دشمن کی کوئی فوج ابھی تک ہم سے لڑنے نہیں آئی ہے، خدا سے ہماری فتح کی دعا کیجئے۔ ہمارے سامنے ایک وسیع ملک (عراق) ہے جہاں سر پر خون سے گزرے بغیر پہنچنا ممکن نہیں جیسا کہ خدا نے پہلے ہی خبردار کر دیا ہے، تم ایک بڑی سرکش قوم سے لڑنے بلائے جاؤ گے۔ ستدعون الی قوم اولی باس شدید جواب میں عمر فاروقؓ نے لکھا۔

واضح ہو کہ ابوبکر رحمۃ اللہ جب تک زندہ رہے توفیق خداوندی سے سیدھے راستہ پر گامزن رہے۔ جب تک وہ جیتے خدا نے ان پر نظرِ کرم رکھی اور ان کی مدد فرمائی جب ان کا انتقال ہوا تو خدا ان سے خوش تھا ان کے بعد مجھے حکومت

ﮯ ابن رستہ تلک ۱۵۰ اصطخری، مسالک الممالک لائڈن ۱۸۷۰ء صفحہ ۸۲ یاقوت ۱۲۱/۴

کی آزمائش میں ڈال دیا گیا اسے سنبھالنا اور اس سے عہدہ برآ ہونا میرے لئے اس
وقت ممکن ہے جب خدائے قوی و عظیم کی نظرِ رحم و کرم میرے شاملِ حال رہے۔
مجھے معلوم ہے کہ فارسی افواج اپنے ہزار بیشمار سواروں اور زبردست ہتھیاروں کے
ساتھ عنقریب تمہاری طرف بڑھنے والی ہیں تم ان سے کوئی مشاورہ نہ کرنا۔ جیسا
کہ تم نے مجھے لکھا ہے فارسیہ ضروری اشیاء سے بھرپور جگہ ہے جو مہم تمہارے
سپرد کی گئی اسے سنجیدگی سے انجام دو۔ مجھے لکھو کہ کتنی فارسی فوج تم سے لڑنے
آئی ہے ان کا سپہ سالار کون ہے اور فارسیوں کی لگی صفوں اور ان کے بادشاہ
کے درمیان کتنا فاصلہ ہے ان کے بارے میں سب باتیں صاف صاف مجھے تحریر
کرو۔ بحمد اللہ تم ایک ایسی مہم پر ہو جس کا والی و ناصر اللہ ہے۔ اللہ اس کی مدد
کرتا ہے جو اللہ کی مدد کرتے ہیں اس نے مسلمانوں کی کامیابی کا ذمہ لیا ہے اور
وہ اپنی ذمہ داری سے پھرنے والا نہیں ہے۔ وہ اسلام کو سربلند کرکے رہے گا
جس کے ساتھ خدا بھلائی کرنا چاہتا ہے اسے اپنی عطا کردہ نعمتوں کے
استعمال میں استقامت اور ان پر شکر گزار رہنے، اپنی اطاعت کرنے اور اپنے
حقوق پہچاننے کی توفیق عطا کرتا ہے جس شخص میں یہ صفات ہوں اللہ عزوجل
میں اس کی مدد کرتا ہے اور اس کی بہترین آرزو پوری کرتا ہے۔ بلاشبہ خدا
کی عنایتیں تمام نعمت کی شکل میں اس شخص کے شاملِ حال رہتی ہیں جس کے
دین و ایمان پر کوئی داغ نہ آیا ہو۔ بلاشبہ خدا اس کے عزمِ جہاد کو اور
زیادہ راسخ کر دیتا ہے جس کے دل میں طاعت کا شوق ہو۔ بلاشبہ خدا کی نظر
میں بندوں کے رتبے ان کے عزمِ جہاد کے مطابق ہوتے ہیں پس خدا کو خوب
یاد کرو اور اس کی منشا کے مطابق عمل کرو۔ ایسا کرنے سے راحت کے طالب
کو راحت میسر ہوگی اور ایک ایسی کامیابی جس کا اجر اسے آخرت میں ملے گا۔
تمہاری سلامتی اور کامرانی مجھے عزیز ہے اور چونکہ تمہارا مقابلہ ایک زبردست
دشمنِ اسلام سے ہے دل کو تمہاری طرف سے فکر بھی ہے۔ میں اپنے اور تمہارے

سے سچے ایمان اور پاک عمل کی دعا کرتا ہوں۔

۱۱۱۔ خط کی دوسری شکل۔

دلوں میں خوف و ہراس نہ آنے دو، لشکر کو سچی لگن سے لڑنے اور جہاد کے ذریعہ ثواب حاصل کرنے کی تلقین کرو، جن کے دلوں میں جہاد کی سچی لگن نہ ہو ان میں یہ جذبہ پیدا کیا جائے۔ شعائرِ جنگ میں صبر و ہمت سے کام لو کیونکہ جس پایہ کی لگن ہوتی ہے اسی پایہ کی خدا مدد کرتا ہے اور جس پایہ کا جذبۂ ثواب ہوتا ہے اسی پایہ کا انعام بھی خدا کی طرف سے ملتا ہے۔ ماتحتوں کے ساتھ تمہاری طرف سے کوئی زیادتی نہیں ہونا چاہیئے اس بات کا بھی پورا خیال رکھو کہ جو مہم تمہارے سپرد ہے اس کی انجام دہی میں تمہاری طرف سے کوئی کوتاہی نہ ہو۔ تم سب خدا سے سلامتی اور عافیت کی دعا مانگو اور لاحول ولا قوۃ کا ورد رکھو، مجھے لکھو کہ تمہاری معلومات کے مطابق فارسی لشکر کہاں تک پہنچا ہے اور اس کا سپہ سالار کون ہے میں کچھ ہدایتیں لکھنا چاہتا تھا لیکن تمہاری فرودگاہ اور دشمن کے حالات کا علم نہ ہونے کے سبب نہیں لکھ سکتا لکھو مسلمان کہاں پڑاؤ ڈالے ہیں اور اس علاقہ کا جغرافیہ بتاؤ جو تمہارے اور مدائن (فارس کے پایۂ تخت) کے درمیان واقع ہے۔ یہ اتنا مفصل اور واضح ہو گویا میں خود اس علاقہ کو دیکھ رہا ہوں اپنے احوال سے مجھے ٹھیک ٹھیک باخبر رکھو خدا سے ڈرتے رہو اسی سے فتح کی امید رکھو اور اپنی تیاری یا طاقت پہ نہ پھولو۔ تمہیں یاد رہے کہ خدا نے تمہاری فتح کا ذمہ لیا ہے اور اس کا وعدہ کیا ہے اور وہ اپنے وعدے سے کبھی نہیں پھرے گا۔ کوئی بات ایسی نہیں ہونی چاہیئے جس کی سزا میں وہ تمہیں فتح سے محروم کر دے اور تمہاری بجائے کسی دوسری قوم کو اپنی عنایتوں کا مستحق بنائے۔[1]

۱۱۲۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام۔

خلیفہ کا خط پاکر سعدؓ نے قادسیہ کے آس پاس کا جغرافیہ پیش کرتے ہوئے اپنے خط

---

[1] الکتفی ۱۲:۲، طبری ۴/ ۲۰۸۹-۹۰۔

میں لکھا کہ عراق کے دیہاتی علاقوں کے وہ رئیس جنہوں نے خالد بن ولیدؓ اور مثنیٰ بن حارثہ سے سمجھوتے کئے تھے باغی ہو کر فارسیوں سے مل گئے ہیں ایران کے ساتھ لڑنے آ رہے ہیں جن کی فارسی فوج کی کمان رستم اور دوسرے ممتاز فوجی افسروں کے ہاتھ میں ہے۔ عمر فاروقؓ نے جواب دیا:-

> تمہارا خط موصول ہوا۔ حالات معلوم ہوئے، جہاں ہو وہیں ٹھہرے رہو حتیٰ کہ دشمن تم پر حملہ آور ہو تمہیں یاد رہے کہ ہونے والی جنگ کے بعد اور لڑائیاں ہوں گی اگر خدا کے کرم سے دشمن پسپا ہو تو اس کا تعاقب کرنا اور اس کے پایۂ تخت مدائن میں گھس پڑنا خدا نے چاہا تو مدائن تباہ ہوگا۔[1]

۱۱۴۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام

سعدؓ کو جاسوسوں سے معلوم ہوا کہ فارسی فوجیں رستم اور دوسرے بڑے سالاروں کی کمان میں مدائن سے روانہ ہو کر قادسیہ کے مضافات میں آ پہنچی ہیں۔ سعدؓ نے مرکز کو رپورٹ بھیجی جس میں لکھا تھا کہ فارسیوں کا ایک بڑا سالار جس کا نام رستم ہے بہت بڑی فوج کے ساتھ جس میں ہاتھی بھی ہیں ہم سے لڑنے آ گیا ہے اور اس وقت ہم سے صرف پندرہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس کے اور یزدجرد کے درمیان جو مدائن کے قصر ابیض میں مقیم ہے نوے میل سے زیادہ مسافت ہے۔ حضرت فاروقؓ نے لکھا:

> تمہارا خط آیا معلوم ہوا کہ دشمن کہاں تک پہنچ گیا ہے اور تمہارے اور ابن کسریٰ کے درمیان کتنا فاصلہ ہے جو حق کی دیانتداری کا طالب ہوتا ہے خدا اس کا دل اسلام کے لئے کھول دیتا ہے ایک وفد ابن کسریٰ کے پاس بھیجو جو اسے اسلام جزیہ یا جنگ کی دعوت دے، وہ اگر اسلام لے آئے تو اس کے حقوق و ذمہ داریاں وہی ہوں گی جو تمہاری ہیں اور اگر جزیہ دینا چاہے اور اسلام نہ لائے تو اس کا اچھا عمل اس کے کام آئے گا اور بُرے عمل سے نقصان اٹھائے گا اسے جان کی امان دی جائے گی، اس کی قلمرو بحال رہے گی اور اس کے خلاف

---

[1] طبری ۴ — ۹۰

کسی قسم کی آنچ کا رواداری نہیں کی جائے گی اور اگر وہ اسلام یا جزیہ دونوں سے انکار کردے تو پھر تمہیں اس سے لڑتے ہوئے نہ گھبرانا چاہیئے تم اس کی بڑی فوج اور سامان ہتھیاروں کی خبروں سے پریشان ہو جانا چاہیئے۔ اللہ سے مدد مانگو اور فتح کے لئے اسی پر بھروسہ کرو۔ جب تم دشمن سے مقابل ہو تو اپنے سواروں کو آگے بڑھاؤ لیکن اس شان سے نہیں کہ ان کی بے تدبیری ظاہر ہو اور نہ انہیں اندھا دھند خطرہ کے منہ میں جھونکو، جنگ کے شدائد صبر اور ہمت سے برداشت کرو۔ جب فتح ہو گئی ہے، جنگ ختم ہو جاتی ہوئی مشرک فوجوں کو پیچھے سے موت کے گھاٹ اتار دو۔ دشمن کے جوانوں کو قتل کرو لیکن ان کے بچوں اور عورتوں پر ہاتھ نہ اٹھاؤ۔ دینی فوج کے تعاقب میں بھی دشمن کے کسی فرد کو نہ چھوڑو۔ فارسی اگر صلح کی پیشکش کریں تو اس شرط پر قبول کرو کہ وہ اپنا گھربار چھوڑ کر جلا وطن ہو جائیں گے۔ ناقابل جنگ اور بے ضرر لوگوں کو اس شرط سے مستثنیٰ کیا جا سکتا ہے۔ میری ہدایت گرہ میں باندھ لو اور اس کے مطابق عمل کرو۔[1]

۱۱۴۔ سعد بن ابی وقاص کے نام۔

فارسی فوج کی کثرت اور وسائل ساز و سامان کی خبروں سے ہرگز غمگین نہ ہو خدا سے مدد کی دعا مانگو اور اسی کی چشم کرم پر نظر رکھو۔ رستم کے پاس ایک وفد بھیجو جس میں وجیہ صاحب رائے اور قوی دل لوگ ہوں جو اسے اسلام کی دعوت دیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس دعوت سے ان کے حوصلے پست ہو جائیں گے اور انہیں شکست ہو گی۔ ہر روز مجھے اپنے حالات سے آگاہ کرتے رہو۔[2]

۱۱۵۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام۔

الاکتفاء میں واقدی کے حوالے سے اس خط کا افتتاح ان الفاظ میں کیا گیا ہے: جب سعدؓ نے عمر فاروقؓ سے مدد مانگی تو انہوں نے لکھا۔

۱؎ اکتفاء ۱۶۱ ۲؎ طبری ۴/۹۲

تم نے مجھ سے مدد مانگی ہے حالانکہ تمہارے پاس دس ہزار فوج ہے جس میں مالک بن عوف، حنظلہ بن ربیعہ، طلیحہ بن خویلد اور عمرو بن معدیکرب اور ان جیسے دوسرے عرب شہسوار اور ایسے جانباز مجاہد ہیں جن کے دلوں میں ثواب اور جہاد کی پُرزور لگن ہے۔ خدا پر بھروسہ کرو اور اسی سے مدد کی دعا مانگو۔ دشمن سے لڑو اور ڈٹ کر لڑو۔ صبر و ثبات سے کام لو۔ اچھے عزم، ثواب کی آرزو، دنیا سے بے رغبتی اور انصاف کے ذریعہ فتح طلب کرو۔ جنگ کے مصائب پورے صبر سے برداشت کرو اور پوری لگن سے دشمن کا مقابلہ کرو۔ جس رتبے کی نیت ہے جس پایہ کا جذبہ سرفروشی ہوتا ہے اسی پایہ کا خدا اجر دیتا ہے۔ مسلمانوں کی سلامتی کا خیال رکھو اور دشمن کے شب خون سے ہوشیار رہو۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کا ورد رکھو۔ قیدیوں کو دشمن سے لڑنے نہ بھیجو۔ سوار اپنے گھوڑوں کے حصے سے زیادہ دو۔ مقتول دشمن کے ہتھیار اور کپڑے اس کے مسلمان قاتل کو دیئے جائیں۔ اسیروں کو عبرت ناک سزا دو۔ فوج کو سات حصوں میں بانٹو اور ہر حصہ پر ایک افسر مقرر کرو۔ میں نے مغیرہ بن شعبہ کو لکھا ہے کہ بصرہ میں ان کے پاس جتنی فوج ہو اس کا ایک حصہ لے کر تم سے آملیں اور ابو عبیدہ کو ہدایت کی ہے کہ شام سے ایک فوج تمہاری مدد کو بھیجیں۔ جب یہ کمک آجائے تو دشمن سے جنگ کرو۔ اس کے آنے سے پہلے اگر دشمن کو زک دینے کا کوئی اچھا موقع تمہارے ہاتھ آجائے تو اس سے ضرور ضرور فائدہ اٹھاؤ۔ اپنی فوج کی کمی اور دشمن کی کثرت سے مت گھبراؤ۔ اکثر کم تعداد کو خدا فتح عطا کرتا ہے اور کثیر تعداد کی مدد سے ہاتھ اٹھا لیتا ہے۔ تمہارے ساتھ طلیحہ بن خویلد، عمرو بن معدیکرب، حنظلہ بن ربیعہ، اوس بن معدان اور ابن ہذیل ہیں۔ ان میں سے کسی کو سب سے زیادہ جوانوں کا سالار نہ بنانا۔ عمرو اور طلیحہ سے جنگی معاملات میں مشورہ لینا لیکن ان دونوں کو کوئی فوجی عہدہ نہ دو۔[۱]

۱؎ الکتفاء ج ۳ ص ۲۰۱

۱۱۶ - سعد بن ابی وقاصؓ کے نام -

طلیحہ بن خویلد اور عمرو بن معدیکرب سے جنگی امور میں صلاح مشورہ کرو، کیونکہ ہر کاریگر اپنی صنعت سے واقف ہوتا ہے لیکن انہیں کوئی عہدہ نہ دو۔[1]

۱۱۷ - سعد بن ابی وقاصؓ کے نام -

نمازیوں کو زمانہ جاہلیت کے واقعات شعر سنانے سے باز رکھو، ایسا کرنے سے پرانی عداوتیں تازہ ہوں گی اور نئے کینے جنم لیں گے اور جب تک وہ دین سیکھیں قرآنی آیتوں کے ذریعہ انہیں پند و نصیحت کرو۔[2]

۱۱۸ - سعد بن ابی وقاصؓ کے نام -

جو کمک تمہارے پاس مرنے والوں کے سڑنے گلنے سے پہلے پہنچ جائے اسے مال غنیمت میں شریک کر لو۔[3]

۱۱۹ - سعد بن ابی وقاصؓ کے نام -

مجھے القا ہوا ہے کہ دشمن کو تمہارے مقابلہ میں شکست ہوگی پس شک و شبہ کو دل سے نکال دو اور خوف خدا کو اس کی جگہ دو، تمہارا کوئی فوجی اگر مذاق میں بھی کسی فارسی کو امان دے یا ایسا اشارہ کرے جس کا مطلب امان ہو یا زبان سے ایسا لفظ نکالے جسے فارسی چاہے سمجھتا نہ ہو لیکن اس کے ملک میں امان کی علامت سمجھا جاتا ہو تو اس لفظ یا اشارے سے امان نافذ کردو، میدان جنگ میں ہنسنے ہنسانے میں محترز رہو، دشمن سے کیا ہوا وعدہ وفا کرو، وفا تو بے وفائی کے موقع پر بھی اچھا اثر دکھاتی ہے لیکن غداری اگر غلطی سے بھی کی جائے تو اس کا انجام تباہی کے سوا کچھ نہیں ہوتا - غداری سے تمہاری طاقت کم ہوگی، دشمن کی طاقت بڑھے گی تمہاری فتح شکست سے اور دشمن کی شکست فتح سے بدل جائے گی اس لیے

۱؎ ابن ابی الحدید ۳/۹۸، ازالۃ الخفا ۲/۱۸۳، ابن جوزی ص ۳۵ ۲؎ طبری، انساب ۳؎ ... الرد علی سیر الاوزاعی از ابو یوسف ص ۱۵ ، سرخسی ۱/۲۶۲

- ایسے طرز عمل سے باز رہنے کی تاکید کرتا ہوں جو مسلمانوں کے لئے نقصان دہ ہو یا جس سے اُن کی طاقت کو نقصان پہنچے۔[1]

۱۲۰۔ سعد بن ابی وقاص رضؓ کے نام۔

میں تمہیں اور تمہاری فوج کو تاکید کرتا ہوں کہ ہر حال میں خدا سے ڈرتے رہیں کیونکہ خدا کا خوف دشمن کے مقابلہ میں بہترین ہتھیار اور جنگ کی سب سے مؤثر چال ہے، تم اور تمہارے فوجی دشمن سے جتنا چوکنا رہیں اس سے زیادہ معاصی سے بچنے کی کوشش کریں کیونکہ فوج کو دشمن سے اتنا نقصان نہیں پہنچتا جتنا خود اپنے معاصی سے پہنچتا ہے۔ مسلمانوں کی فتح کا راز یہ ہے کہ ان کا دشمن گرفتار معاصی ہے، اگر ایسا نہ ہو تو دشمن پر ہمارا قابو نہ چل سکے کیونکہ ہماری تعداد اس سے کم ہے اور ہمارے ہتھیار اس کے ہتھیاروں سے گھٹیا ہیں، اگر معاصی میں ہم دشمن کے برابر ہوں تو وہ قوت میں ہم سے بڑھ جائے اور اگر ہم اپنی اچھی صفات سے اس پر غلبہ نہ پاسکیں تو اپنی فوجی طاقت سے یقیناً نہیں پاسکیں گے یاد رہے کہ تمہارے ساتھ خدا کی طرف سے ایسے فرشتے مامور ہیں جو تمہاری چال چلن پر نظر رکھتے ہیں جنہیں تمہارے ہر فعل کا علم ہوتا ہے، ان سے غیرت کرو اور معاصی سے بچتے رہو۔ یہ کہہ کر دشمن ہم سے بُرا ہے اس لئے ہم پر کبھی فتح نہ پاسکے گا کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی قوم پر اس سے بُری قوم غالب آجاتی ہے جس طرح آگ کا احترام کرنے والے پارسی بنو اسرائیل پر غالب آگئے جب بنو اسرائیل نے معاصی سے خدا کو ناراض کیا؛ پارسی ان کے گھروں میں گھس گئے اور خدا کا حکم پورا ہو کر رہا۔ فجاسوا خلال الدیار وکان وعدا مفعولا " معاصی سے بچنے کی خدا سے دعا مانگو جس طرح دشمن پر فتح پانے کی دعا مانگتے ہو، میں بھی اپنے اور تمہارے لئے خدا سے یہ دعا مانگتا ہوں، کوچ کے دوران فوج کے ساتھ مہربانی سے پیش آؤ اور نہیں

---

[1] طبری ۴/۹۰

اتنا نہ چلاؤ کہ وہ تھک جائیں، پڑاؤ بدلت اور پر آرام جگہ ٹھہرنے سے انہیں نہ روکو تاکہ وہ جب دشمن سے مقابل ہوں تو ان کی توانائی بحال ہو، وہ ایک ایسے دشمن سے لڑنے جا رہے ہیں جو اپنے گھر میں ہے جس کے سپاہی اور جانور تازہ دم ہیں۔ دوران کوچ ہر ہفتہ ایک دن اور ایک رات قیام کرو تاکہ فوج سستا کر تازہ دم ہو جائے اور اپنے ہتھیار اور سامان درست کر سکے۔ جن لوگوں سے تم نے معاہدہ کر لیا ہو یا جو جزیہ دے کر تمہاری پناہ میں آ گئے ہوں ان کی بستیوں سے دور پڑاؤ ڈالو اور کسی کو ان کی بستیوں میں نہ جانے دو سوائے اس شخص کے جس کی دیانتداری پر تمہیں بھروسہ ہو۔ بستی والوں کی کسی چیز پر ناجائز قبضہ نہ کیا جائے کیونکہ تم نے ان کی جان و مال کی حفاظت کا ذمہ لے لیا ہے اور یہ ذمہ داری جو ایک آزمائش ہے تمہیں پوری کرنا ہے جس طرح اپنے مواخذات سے عہدہ برآ ہونے کی ذمہ داری ذمیوں اور اہل معاہدہ کے لئے ایک آزمائش ہے۔ جب تک وہ اپنے مواخذات سے سے عہدہ برآ ہوتے رہیں تم ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ ان پر ظلم و ستم کر کے دشمن پر فتح پانے کے طالب نہ ہو۔ جب دشمن کے علاقہ میں پہنچو تو تحقیق حال کے لئے جاسوس بھیجو اور دشمن کے حالات سے پوری طرح باخبر ہو۔ تمہارے پاس جاسوسی کے لئے ایسے عرب یا مقامی لوگ ہوں جن کی نیک نیتی اور حق گوئی پر تمہیں پورا اعتماد ہو کیونکہ عادۃً جھوٹے کی رپورٹ کا کچھ حصہ اگر صحیح بھی ہو تو اس سے تمہیں فائدہ نہیں پہنچے گا اور وہ دھوکہ باز تمہارے خلاف جاسوسی کرے گا تمہارے حق میں نہیں۔ دشمن کے علاقے کے قریب پہنچ کر رسالے اور دستے اپنے اور دشمن کے درمیان پھیلا دو۔ یہ دستے رسد اور فوجی ضرورت کی چیزیں دشمن تک نہ پہنچنے دیں اور رسالے دشمن کے فوجی راز دریافت کریں۔ رسالوں کے لئے ایسے لوگ منتخب کرو جو بہادر اور صائب رائے ہوں اور ان کو تیز رفتار گھوڑے دو۔ دستوں میں ایسے لوگ ہوں جنہیں جہاد کی لگن ہو اور جو تلواروں کے نیچے پامردی سے ڈٹے رہیں۔ رسالوں اور دستوں کے انتخاب میں ذاتی خواہش کو دخل نہ دو کیونکہ ایسا کرنے سے تمہاری

جسم کو نقصان پہنچے گا اور تمہاری لیاقت پر جو حرف آئے گا وہ اس فائدہ سے
کہیں زیادہ ہوگا جو تقرریوں کے ساتھ رعایت کرنے سے ممکن ہے۔ وہاں کتنا ورستے
ایسی جگہ نہ ٹھیرو جہاں ان کو شکست کھانے، نقصان اٹھانے یا تباہ ہونے
کا اندیشہ ہو۔ جب دشمن تمہارے سامنے آئے تو اپنی بکھری ہوئی فوجیں بلالے
اور دستے قریب بلالو اور اپنی قوت اور چالوں سے کام لینے کے لئے تیار ہو
جاؤ۔ جب تک دشمن خود حملہ نہ کرے لڑنے میں جلدی نہ کرو تاکہ تم اس
کی فوجی کمزوریوں سے واقف ہو سکو اور اپنے گردوپیش سے شناسا
باشندوں کی طرح واقف ہو جاؤ، پھر واقفیت حاصل کر کے تم ایسی بصیرت
سے لڑ سکو گے جس سے وہ دشمن خود لڑنے پر قادر ہوگا۔ اپنی فوج پر
پہرہ دار بھی مقرر کرو اور حتی الامکان شب خون سے چوکنا رہو۔ اگر کوئی ایسا
قیدی جسے امان نہ دی گئی ہو تمہارے پاس لایا جائے تو اس کی گردن
مار دو تاکہ دشمن کے دل پر رعب بیٹھ جائے۔ اللہ تعالیٰ ہی تمہارے ساتھیوں
کا مددگار ہے، وہی دشمن پر تمہاری فتح کا ذمہ دار ہے اور وہی اس
قابل ہے کہ اس سے مدد مانگی جائے۔[1]

۱۲۱۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام۔

ایک اطلاع کے مطابق عمر فاروقؓ نے ابو عبیدہؓ گورنر شام کو حکم دیا تھا کہ
یمنی لیڈر قیس بن مکشوح مرادی کی سرکردگی میں ایک فوج سعدؓ کی مدد کو بھیجیں۔ قیس
اپنے سات سو ساتھیوں کے ساتھ جب قادسیہ پہنچے تو جنگ ختم ہو چکی تھی۔ اس کے
باوجود انہوں نے مال غنیمت طلب کیا۔ سعدؓ نے خلیفہ سے رجوع کیا تو یہ جواب آیا:

> اگر قیس بن مکشوح مقتولین کے دفن سے پہلے آگئے ہوں تو ان کو
> بھی حصہ دو۔[2]

---

[1] ابن عبد ربہ ۱: [illegible]؛ نویری: نہایۃ الارب، مصر [illegible] ۱۹۹؛ [illegible] الادب/احمد
[illegible] القرآن / محمد [illegible]
[2] [illegible]

۱۲۲۔ خط کی دوسری شکل۔

فتح قادسیہ کی خوشخبری میں سعدؓ نے خلیفہ کو لکھا کہ جنگ ختم ہونے کے دوسرے دن شام سے کئی سو مجاہدوں کی ایک کمک موصول ہوئی۔ وہ مصر ہیں کہ انہیں بھی مال غنیمت میں شریک کیا جائے۔ آپ کی رائے کیا ہے؟ عمر فاروقؓ نے لکھا :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سلام علیک۔ میں اس معبود کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور اس کے نبی محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں۔ تمہارا خط ملا۔ اس نتیجے کے لئے خدا کا بہت بہت شکر گزار ہوں جو تمہارے ہاتھوں اس نے عطا کی۔ خدا نے مجھے تمہارا حاکم بنا کر میری اور تمہیں میرا ماتحت بنا کر تمہاری آزمائش کی ہے، وانی واللہ لا احصی شیئا من امورکم فاعلموا انما اذا جئتم مسلم (؟)۔ جب حاکم ہمدرد اور رعایا اس کی خیر اندیش ہو تو حاکم کا فرض ہے کہ رعایا کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اور رعایا کا فرض ہے کہ حاکم کی خیر اندیش رہے اور اس کے حسن سلوک کی شکر گزار۔ مال غنیمت ان لوگوں کا حق ہے جو جنگ میں شریک ہوں اور جو لوگ بطور کمک جنگ ختم ہونے کے تین دن بعد آئیں انہیں بھی مال غنیمت کا کچھ حصہ ملنا چاہیئے۔ تمہارے جو غلام جنگ میں شریک ہوں اور اس کے خاتمہ پر تین دن کے اندر اندر آزاد کر دیئے جائیں تو وہ بھی غنیمت سے حصہ کے مستحق ہیں۔ مفتوحہ علاقہ کے ذمیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔[1]

۱۲۳۔ خط کی تیسری شکل۔

واضح ہو کہ مال غنیمت ان لوگوں کا حق ہے جو عملاً جنگ میں شریک ہوں لیکن جو لوگ بطور کمک جنگ ختم ہونے کے بعد تین دن کے اندر اندر آجائیں انہیں بھی مال غنیمت کا کچھ حصہ ملنا چاہیئے۔ ذمیوں میں سے جن لوگوں نے تمہاری مدد کی ہو اور جنگ کے تین دن کے اندر اندر مسلمان ہو گئے ہوں

---

[1] تاریخ الشام (مصر) ۲/ ۱۱۵

اور جو غلام جنگ میں تمہارے ساتھ لڑتے رہے ہوں اور اس کے بعد تین دن کے اندر آزاد کر دیئے گئے ہوں ان سب کو مال غنیمت کا حصہ دو۔

۱۲۴۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام

جنگ قادسیہ ۱۴ یا ۱۵ھ کے بعد عمر فاروقؓ نے سعدؓ کو لکھا۔

مجھے بتا ؤ کہ غازیوں کی جنگی کارگزاری کس پایہ کی تھی۔ ایسا عرب قبیلے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر لڑے یا سب کی کارکردگی کا معیار ایک سا تھا۔

۱۲۵۔ خط کی دوسری شکل

مجھے بتاؤ کہ قادسیہ کی جنگ میں کون سب سے اچھا سوار اور کون سب سے اچھا پیادہ ثابت ہوا اور سواروں میں کون خطرات کے سامنے سب سے زیادہ ثابت قدمی کے ساتھ ڈٹا رہا۔

۱۲۶۔ خط کی تیسری شکل

مجھے بتاؤ کہ لیلۃ الہریر میں کس غازی نے سب سے زیادہ ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

۱۲۷۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام

زہرہ بن حویہ تمیمی سعدؓ کی فوج میں ایک زعیم کا درجہ رکھتے تھے۔ تلوار بازی اور تیر اندازی میں انہیں غیر معمولی مہارت تھی۔ جنگ قادسیہ میں بہت سے فارسی ان کی تلوار کا شکار ہوئے ان میں سے ایک بہت بڑا فوجی افسر جالینوس تھا۔ زہرہؓ نے اس کی وردی اور ہتھیار اتار لئے۔ وردی پر اتنا قیمتی کام تھا کہ اس کی قیمت پینتیس ہزار روپے (ستر ہزار درہم) اٹھی۔ زہرہؓ وردی پہن کر سعدؓ کے پاس آئے تو انہوں نے وردی اتار لی اور ترشی سے کہا کہ تم نے میری اجازت کا بھی انتظار نہیں کیا اور وردی پر قابض ہو گئے۔ زہرہؓ کو یہ سختی ناگوار گزری اور انہوں نے شکایتی خط خلیفہؓ کو لکھا۔ سعدؓ نے بھی زہرہؓ کی بے ضابطگی اور اس کے تنہا وردی پر قابض ہونے کی شکایت کی تو عمر فاروقؓ کا یہ خط موصول ہوا:-

---

۱؎ الکنز، ص ۲۹۹ ۲؎ الکنز، ص ۲۸۱ ۳؎ الکنز، ص ۲۸۲ ۴؎ ایضاً

تم زہرہ جیسے سردار کا دل دکھاتے ہو حالانکہ وہ جنگ کی آگ میں بُری طرح جلا ہے اور یہ آگ ابھی ٹھنڈی بھی نہیں ہوئی ہے، تم اس کا حوصلہ توڑتے ہو اور اس کا دل بُرا کرتے ہو۔ وردی اور ہتھیار (جو اس نے جالینوس کو مار کر لئے ہیں) اسے دیدو اور بلند پایہ کارگزاری کے لئے، مجاہدین قادسیہ سے اسے پانچسو درہم زیادہ دو۔[1]

۱۲۸۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام۔

کسی نے سعدؓ سے شکایت کی کہ زہرہؓ نے جالینوس کے وہ مرصع بازو بند چرا لئے ہیں جنہیں وہ فوج کے امتیازی نشان کے طور پر ہاتھ پر باندھے ہوئے تھا۔ سعدؓ نے خلیفہ کو اس شکایت سے مطلع کیا تو یہ جواب آیا:

میں تمہاری نسبت زہرہ سے زیادہ واقف ہوں، بلاشبہ وہ ایسا آدمی نہیں (کہ مقتول کے) ہتھیار اور وردی کا کوئی حصہ چھپائے، تمہارا مخبر اگر جھوٹا ہو تو خدا ایک جوڑ بازو بند اس کے بازوؤں پر بھی بندھوا دے جس طرح اس نے زہرہ کے بندھوائے ہیں۔ میری ہدایت ہے کہ جب کوئی غازی دشمن کے کسی سپاہی کو میدانِ جنگ میں مار دے تو اس کا لباس اور ہتھیار غازی کو دیدیئے جائیں۔[2]

۱۲۹۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام۔

نعقد بن معاویہ انصاری کی سرکردگی میں ایک فوج حلوان کے مضافات میں بھیج دو۔[3]

حلوان عراق کی شمالی سرحد کا آخری شہر تھا جہاں سے فارس کا پہاڑی علاقہ شروع ہو جاتا تھا۔

۱۳۰۔ سعدؓ بن ابی وقاصؓ کے نام۔

---

[1] طبری ۴/۱۲۵، ابن مسکویہ (تجارب الامم) رقم ۳۴۴، دارالکتب، قاہرہ، ص۱۲۲، ابن خلدون: تاریخ مصر ۲/۹۹۔ [2] طبری ۴/۱۳۵، یہ ہدایت خط ۵۴ میں گزر چکی ہے۔ [3] ازالۃ الخفاء ۲/۱۶۴۔

سعدؓ نے تین سو سوار نصر بن معاویہ کی قیادت میں روانہ کئے۔ انہوں نے حلوان کے مضافات میں چھاپے مارے اور بہت سا مالِ غنیمت حاصل کر لیا۔ سعدؓ نے خلیفہ کو اس کامیابی کی خبر دی تو یہ خط موصول ہوا۔

اپنی مہاجر اور انصاری فوج کے ساتھ جا کر حلوان کے پہاڑ پر کیمپ لگاؤ
اور اس سے میرا سلام کہو۔
اس خط کے کنز العمال والے نسخہ میں یہ عبارت زیادہ ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ
نے ہمیں خبر دی ہے کہ عیسیٰ بن مریم کے ایک وصی عراق کے آخر میں واقع ہونے
والے اس پہاڑ پر مقیم ہیں۔

۱۳۱۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام۔

جسر کی شکست میں چار ہزار مسلمان قتل یا غرق ہوئے، دو ہزار بھاگ گئے اور ان کی ایک جماعت مدینہ میں روپوش ہو گئی۔ مثنیٰ بن حارثہ کے پاس صرف تین ہزار غازی رہ گئے۔ دشمنوں سے نبٹنے کے لئے انہوں نے مدینہ سے کمک طلب کی۔ عمر فاروقؓ نے یمن کے قبیلہ بجیلہ کو جو اس وقت مدینہ آیا ہوا تھا، مثنیٰ کی مدد کو بھیجنا چاہا لیکن وہ عراق کی بجائے شام جانا چاہتے تھے۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ جسر کی تباہی سے عام طور پر عرب ڈرے ہوئے تھے اور عراق کے محاذ پر جانے سے گھبراتے تھے، دوسرے شام کے محاذ پر یمن کے بہت سے قبیلے پہلے سے موجود تھے اور بجیلہ بھی اپنے ہم وطن اور ہم نسل قبائل کے ساتھ رہنے کے خواہشمند تھے۔ وقت کے شدید تقاضہ کے باعث عمر فاروقؓ نے بجیلہ کو خاص رعایت دے کر عراق کی طرف مائل کرنا مناسب سمجھا۔ انہوں نے بجیلہ کے لیڈر جریر سے کہا کہ اگر تم اپنے قبیلہ کے ساتھ محاذِ عراق چلے جاؤ گے تو تمہیں اور تمہارے قبیلہ کو ملنے والی فتوحات کے خمس کا چوتھائی حصہ دے دوں گا۔ جریر اور ان کے قبیلہ کے عرب جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اگلی جنگ میں جو معرکۂ بویب کے نام سے مشہور ہے مسلمان فتحیاب ہوئے تو حسب قرارداد جریر اور ان کے قبیلہ کو خمس کا چوتھائی حصہ دے دیا گیا۔

؎ ازالۃ الخفا ۲/۱۴۸ ؎ ۲/۲۶۹

تا دستیر میں بھی جیرپہ اور ان کے قبیلہ نے شرکت کی اور جب فتح ہوئی تو انہوں نے مال غنیمت کے خمس کا چوتھا حصہ طلب کیا۔ سعدؓ کو یہ حصہ دیتے ہوئے تامل ہوا تو انہوں نے خلیفہ سے رجوع کیا تو یہ جواب آیا :-

"اگر میں اب بھی بجیلہ کو ربع خمس دوں تب تو یقیناً یہ میری گمراہی ہوگی۔ میں نے تو ان کو ربع خمس اس موقع پر دینے کا وعدہ کیا تھا جب انہیں مثنیٰ کی مدد کے لئے بویب بھیجا تھا۔ بویب کی فتح پر وہ ربع خمس لے چکے۔ اس کے بعد وہ دشمن کی دوسری جنگوں میں شریک نہیں ہوئے اور عرب علاقہ میں لوٹ آئے۔ اس غیر معقول مطالبہ پر جسے پورا کرنے کا مجھے حق نہیں، انہیں ڈانٹو ڈپٹو اور ان سے کہو کہ لولا انی قاسم مسئول لبلغت منہم"[1]

۱۳۴۰/۱۳۳ - سعد بن وقاص رضؓ کے نام

"تمہارا خط ملا۔ تم نے لکھا ہے کہ مسلمان مال غنیمت کے علاوہ دو اراضی بھی آپس میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں جو انہوں نے بذریعہ شمشیر فتح کی ہے۔ میرا خط پاکر دیکھو کہ مسلمان تمہارے کیمپ میں دشمن کا کیا سامان اور مویشی لائے ہیں۔ خمس نکال کر لشکر میں بانٹ دو۔ اراضی دریا اور نہروں کو کاشتکاروں کے پاس چھوڑ دو تاکہ اس سے جو لگان وصول ہو وہ غازیوں کی تنخواہوں میں دیا جاسکے۔ اگر تم نے یہ فوج میں تقسیم کردی تو بعد میں آنے والی غازی نسلوں کے لئے کچھ نہیں بچے گا"[2]

کتاب الخراج قاضی ابو یوسفؒ (ص۳۵) اور یحییٰ بن آدم قرشی (ص۴۰) کے متن خط میں یہ الفاظ زیادہ ہیں :-

"میں نے تمہیں ہدایت کی تھی کہ (لڑنے سے قبل) دشمن کو اسلام کی دعوت دینا نیز یہ کہ جنگ سے پہلے جو شخص یہ دعوت قبول کرے گا اس کے حقوق و

---

[1] الکتاب ص۳۹۱ [2] موطا، طبری ۴/۲۰۰، ۲۳۸۶، ابن سلام ص۴۸، بلاذری ص۲۶۵، سرخسی ۳/۲۱، کنز العمال ۲/۱۹۵، ۲۶۰، یاقوت ۵/۱۹۲، ابن عساکر ۶/۱۸۱

تو وہ وہاں مسلمانوں کی طرح ہوں گی اور مال غنیمت سے بھی اسے حصہ ملے گا
لیکن جو شخص شکست اور جنگ کے بعد اسلام لاتے گا اس کا شمار تو مسلمانوں
میں ہوگا لیکن اس کا مال و متاع مسلمان غازی آپس میں بانٹ لیں گے کیونکہ
اس کی دولت اس کے اسلام لانے سے پہلے ان کی ملک ہو چکی ہے۔ یہ تھا
میرا حکم اور یہ تھی میری ہدایت یحیٰی بن آدم قرشی کی کتاب الخراج (مطبوعہ مصر) میں
یہ روایت اور زیادہ ہے :

جب مسلمان اپنے مال کی زکاۃ اور ذمی از رو نے معاہدہ مقرر کیا ہوا جزیہ ادا کر
دے تو ان دونوں سے عشور (دس فیصد تجارتی ٹیکس) نہیں لیا جائے گا بلکہ
صرف حربی تاجروں سے وصول کیا جائے گا جب وہ تجارت کی اجازت لیکر
ہماری عملداری میں آئیں گے۔

۱۳۴۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام -

فتح قادسیہ کے بعد سعدؓ نے خلیفہ سے دریافت کیا کہ عراق کے ان زمینداروں کے
ساتھ کیا معاملہ کیا جائے جو (۱) خالد بن ولیدؓ اور مثنیٰ بن حارثہؓ سے کئے ہوئے معاہدوں پر قائم
رہے تھے (۲) جو جنگ قادسیہ سے پہلے گھر بار چھوڑ کر بھاگ گئے تھے (۳) جن کا دعویٰ تھا
کہ فارسی حکومت نے انہیں معاہدے توڑنے اور جنگ میں مسلمانوں سے لڑنے پر مجبور کیا تھا
لیکن وہ لڑے نہیں تھے بلکہ روپوش ہوگئے تھے (۴) جو اپنے گھروں میں مقیم رہے اور جزیہ
دینے کو تیار رہے تھے۔ عمر فاروقؓ نے جواب میں لکھا :

واضح ہو کہ خدائے بزرگ و برتر نے ہر معاملہ میں بعض وقت ترک واخذ کا اختیار
دیا ہے لیکن انصاف اور یاد خدا کا معاملہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ کسی انسان کو کسی
حال میں یاد خدا ترک کرنے کا حق نہیں ہے کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ اسے زیادہ سے
زیادہ یاد کیا جائے۔ انصاف کے معاملہ میں بھی لازم ہے کہ ہر حال میں انصاف
سے کام لیا جائے۔ انصاف اگرچہ نرم نظر آتا ہے لیکن اس میں بڑی طاقت
ہے اور ظلم دور کرنے کی بڑی صلاحیت اور ظلم سے جو بظاہر تو نظر آتا ہے مگر

پڑھتا اور پھیلتا ہے ۔ عراق کے جو ذمی معاہدوں پر قائم رہے ہوں اور انہوں نے تمہارے دشمن کی مدد نہیں کی ہو ان کے معاہدے بحال رکھے جائیں اور ان سے جزیہ وصول کیا جاتا تھا اور فارسیوں کا دعویٰ ہے کہ انہیں جنگ اور لڑنے پر مجبور کیا گیا تھا لیکن وہ تم سے نہ تو لڑے تھے اور نہ گھربار چھوڑ کر بھاگے تھے ان کا دعویٰ جیسا ہے ان لوگوں کا جیسا ہے اسے رد کر کے انہیں جلا وطن کر دو۔[1]

۱۳۵ ۔ عراق کے فوجی سرداروں کے نام ۔

جو غیر ذمی زمیندار اپنے علاقوں میں رہے ہوں ان کے ساتھ ذمیوں کا سا معاملہ کیا جائے کیونکہ انہوں نے گھربار نہیں چھوڑا تھا اور نہ وہ تمہارے خلاف لڑے تھے ۔ جن کاشتکاروں کا طرزِ عمل یہی رہا ہو ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا جائے ۔ جو فارسی دعویٰ کریں کہ انہوں نے تمہارے خلاف جنگ نہیں کی تھی اور ان کے دعوے کی تائید میں ثبوت فراہم ہو جائے تو انہیں بھی ذمی بنا لو اور اگر ثبوت فراہم نہ ہو تو ان کا دعویٰ رد کر دو جن زمینداروں نے فارسیوں کے ساتھ تعاون کیا ہو اور گھربار چھوڑ کر چلے گئے ہوں ان کے معاملہ میں تمہیں اختیار ہے کہ انہیں بلا کر ان کی اراضی و املاک لوٹا دو اور وہ ذمی بن جائیں اور اگر وہ واپس آنا پسند نہ کریں تو ان کی اراضی و املاک آپس میں بانٹ لو۔[2]

۱۳۶ ۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام ۔

سعدؓ نے خلیفہ کو لکھا کہ ایک اراضی بغیر لڑے ہاتھ آئی ہے اسے فوج میں تقسیم کرنے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے عمر فاروقؓ نے یہ جواب دیا :-

تم چاہو تو یہ اراضی آپس میں بانٹ لو اور چاہو تو اسے زمینداروں کے پاس کاشت کے لئے چھوڑ دو تاکہ آنے والی نسلیں اس کی آمدنی سے مستفید ہو سکیں مجھے اندیشہ ہے کہ اگر اراضی تم نے آپس میں بانٹ لی تو اس کے پانی اور آبپاشی کے بارے میں تمہارے درمیان جھگڑے پیدا ہو جائیں

---

[1] طبری ج ۵ ص ۲۰۲۶ ، [2] طبری ۱/ ۲۰۲۵-۲۰۲۶

اور تم ایک دوسرے کو قتل کرنے لگو گے۔[1]

۱۳۷۔ سعد بن ابی وقاص ؓ کے نام۔

فتح قادسیہ کے دو ماہ بعد عمر فاروق ؓ نے فارس کے عراقی پایۂ تخت مدائن پر چڑھائی کا حکم دیا۔ قادسیہ سے مدائن کا فاصلہ اندازاً ڈیڑھ سو میل تھا۔ مدائن کے راستے میں فارسی فوجوں کا چار جگہ مسلمان غازیوں سے مقابلہ ہوا اور ہر جگہ فارسی پسپا ہو گئے۔ مدائن کئی شہروں اور محلوں کا مجموعہ تھا جو زیادہ تر دجلہ کے مشرقی کنارہ پر آباد تھے۔ اس سے متصل ایک شہر جس کا نام بہرسیر تھا غربی کنارہ پر واقع تھا اور مدائن سے ایک پل کے ذریعہ جڑا ہوا تھا۔ بہرسیر میں ایک مضبوط قلعہ تھا اور حملہ آوروں کے سامنے فارسیوں نے ایک خندق بھی کھود رکھی تھی۔ مسلمانوں نے شہر کا محاصرہ کر لیا جو دو ماہ تک چلا۔ اس اثناء میں سعد ؓ کے رسالے دجلہ و فرات کی درمیانی بستیوں پر ترکتازی کرتے رہے اور ایک لاکھ کسان پکڑ لائے۔ سعد ؓ نے خلیفہ سے رجوع کیا کہ ان کسانوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے تو یہ جواب دیا:

> یہ کسان جو تمہارے پاس لائے گئے ہیں اگر پچھلی جنگ کے دوران اپنے گھروں پر رہے ہوں اور انہوں نے تمہارے خلاف فارسیوں کی مدد نہ کی ہو تو انہیں امان دی جائے۔ اور جو تمہارے پاس نہ آئے ہوں اور گھر بار چھوڑ کر بھی نہ گئے ہوں وہ بھی امان میں رہیں گے۔ اضافہ (ازالۃ الخفاء): اور جو گھر بار چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اور تمہارے ہاتھ آ گئے ہوں ان کے ساتھ جیسا چاہو معاملہ کرو۔[2]

۱۳۸۔ سعد بن ابی وقاص ؓ کے نام۔

فتح مدائن کی خبر پا کر عمر فاروق ؓ نے لکھا:

> میں تمہیں خدا سے ڈرنے کی تاکید کرتا ہوں، خدا جس کے خوف سے خوش نصیبی حاصل ہوتی ہے اور جس سے بے خوف ہو کر لوگ بدنصیبی کا شکار ہوتے ہیں۔ تم ان عنایتوں سے واقف ہو جو خدا نے ہمارے ساتھ کی ہیں۔ اس نے تبرک

لہ بیہقی ۱/ ۱۱ البستونی الانظمۃ الاداریۃ عبدالرحمٰن جعفری مصر ۱۹۳۲ء ص ۱۵۱ ۔ سے طبری ۴/ ۱۶۸

اور شرک والوں سے تمہیں بچایا۔ تمہیں ان کے تیروں کی تعظیم سے نجات دلائی، تمہیں
ان کی گمراہی سے نکال کر ہدایت کی راہ دکھائی اور تم اس حال میں مشرکین قریش
کے چنگل سے نکلے کہ کئی مسلمان مع زادِ راہ ایک اونٹ کی پیٹھ پر سوار تھے
صرف ایک لحاف تھا جسے ہم باری باری سے اوڑھتے تھے۔ تم میں سے جو
لوگ مدینہ پہنچے وہ تھک کر چور ہو چکے تھے اور جو مسلمان مکہ میں رہ گئے وہ
مختلف آزمائشوں سے دوچار تھے۔ ایذا رسانی میں ان کے قریب ترین
عزیز سب سے آگے تھے۔ ان حالات میں رسولؐ قسم کھا کر کہتے:
قیصر و کسریٰ کے خزانے تمہارے قبضہ میں آئیں گے جو یہ بات سنتا اسے حیرت
ہوتی۔ خدا نے تمہیں زندہ رکھا اور یہ پیشگوئی تمہارے ہاتھوں پوری ہوئی۔ دنیا
کے ٹھاٹ باٹ میں نہ پڑو حتیٰ کہ ان سب کے مجاہدوں سے جا ملو جنہوں نے
چیتھڑوں میں دنیا چھوڑ دی۔ جن کے پیٹ پیٹھوں سے لگے ہوئے تھے، ان کے
اور خدا کے درمیان کوئی پردہ نہیں تھا۔ دنیا جن پر اپنا جادو نہ چلا سکی، اور
جو دنیا کے دھوکا میں نہیں آئے ان لوگوں کو اپنا مقتدا بناؤ اور دنیا کی محبت
میں پڑ کر گمراہ نہ ہو اور وہ قابل تعریف اور مبارک قوم بنے رہو جس کے بارے
میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: ہم نے انہیں پیشوا بنایا ہے، ہمارے
حکم سے وہ لوگوں کو سیدھا راستہ دکھاتے ہیں۔ ہم نے انہیں اچھے کام
کرنے، نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کی توفیق عطا کی ہے، وہ ہمارے فرمانبردار
ہیں۔[1]

۱۳۹ - ثعلبہ بن قتادہ سعدیؓ کے نام۔

سنہ ۱۲ھ سے ثعلبہ نامی ایک عرب لیڈر شمالی عرب (دجلہ، فرات ڈیلٹا) کے
فارسی دیہاتوں اور فوجی چوکیوں پر چھاپے مار رہا تھا۔ اسی سال ابوبکر صدیقؓ نے خالد
بن ولیدؓ کو جو اس وقت مسیلمہ کا فتنہ پاک کرکے یمامہ میں مقیم تھے حکم دیا کہ مثنیٰ بن حارثہ

[1] الانبیاء، ۷۳

کی تقویت کے لئے جائیں۔ مثنیٰ اس وقت حیرہ کے آس پاس فارسی فوجی چوکیوں اور وہاں قوں پہ حملے کر رہے تھے۔ راستہ میں خالدؓ نے قطبہ کے تعاون سے خریبہ نامی ایک اہم فارسی چوکی فتح کی جو شط العرب کے جنوب میں عرب سرحد کے قریب واقع تھی اور جس کے ذریعہ شط العرب کے زرخیز علاقہ اور اہواز جانے والی سڑک کی عرب غارتگری سے حفاظت کی جاتی تھی۔ شط العرب میں فتوحات کرتے ہوئے ان کے رئیسوں کو جزیہ گزار بناتے ہوئے قطبہ کو خریبہ اور عرب سرحد کی نگہداشت سونپ کر خالدؓ حیرہ کی طرف بڑھ گئے۔ قطبہ نے محسوس کیا کہ شط العرب کے فارسی حکام خالدؓ کی تاخت کے بعد جیسے بیٹھ گئے ہیں۔ انہوں نے صورت حال سے فائدہ اٹھا کر فارسی حکام کو شط العرب سے نکالنے کا منصوبہ بنایا اور عمر فاروقؓ کو ایک عریضہ لکھا کہ مجھے تھوڑی سی کمک بھیج دیجئے تا کہ میں وہاں سے فارسیوں کو نکال دوں

عمر فاروقؓ نے جواب دیا۔

> تمہارا خط موصول ہوا جس میں تم نے اپنے آس پاس کی فارسی بستیوں پر ترکتاز کا ذکر کیا ہے، تمہاری یہ کارروائی مناسب اور درست ہے۔ میری اگلی ہدایت تک جہاں ہو وہیں ڈٹے رہو اور چوکنا رہو کہ دشمن کے ہاتھوں تمہارے ساتھیوں کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔[1]

۲۹۔ عتبہ بن غزوانؓ کے نام

ربیع الاول یا ربیع الثانی ۱۴ھ میں عمر فاروقؓ نے عتبہ بن غزوان کو قطبہؓ کی تقویت کے لئے بھیجا۔ عتبہؓ پانچسو مجاہدوں کے ساتھ قطبہؓ سے جا ملے اور شط العرب کا وہ بین الاقوامی بندرگاہ فتح کیا جو اُبلہ کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں چین، ساترا، جاوا، لنکا، ہند اور سندھ کا سامان درآمد ہوتا تھا اور یہاں سے بزنطی قلمرو، مصر، عراق اور شام کا سامان مشرقی ملکوں کو برآمد کیا جاتا تھا۔ بندرگاہ اور اس کی تجارت فارسیوں کے ہاتھ میں تھی۔ یہاں کے مالِ غنیمت سے نافع نامی عرب کو ایک دیگچی ملی جو پیتل کی سمجھی گئی لیکن تھی سونے کی۔ جب یہ بات عتبہؓ کو معلوم ہوئی تو انہوں نے نافع سے دیگچی طلب کی لیکن انہوں نے دینے سے

[1] طبری ۴/ ۱۵۰

انکار کر دیا۔ اس معاملہ میں عمر فاروقؓ سے رجوع کیا گیا تو انہوں نے لکھا:-

شطر کو قسم دی جانے لگی اگر وہ قسم کھا کر کہے کہ میں نے ویسی ہی بیل کی جگہ کہاں تھی تب تو اسے دے دی جائے اور اگر وہ قسم نہ کھائے تو اس سے زیادتی سے کی کمائی میں تقسیم کر دی جائے۔[1]

۱۴۱- عتبہ بن غزوانؓ کے نام -

عتبہؓ نے خریبہ میں جس کے پاس کچھ دن بعد بصرہ کا شہر بسایا گیا اپنا کیمپ لگایا اور عمر فاروقؓ سے مسلمانوں کے لئے ایک مستقل چھاؤنی قائم کرنے کی اجازت مانگی تو یہ جواب دیا:-

اپنی ساری فوج ایک ایسی جگہ کرو جو پانی اور چراگاہ سے قریب ہو اور مجھے اس کی جائے وقوع اور جغرافیہ سے مطلع کرو۔[2]

۱۴۲- عتبہ بن غزوانؓ کے نام -

واضح ہو کہ تم اب امیر ہو۔ تمہاری بات سنی جاتی ہے۔ تمہارے احکامات پر عمل کیا جاتا ہے۔ مصیبت ہے وہ نعمت جس سے (خدا اور انسان کی نظر میں) تمہاری قدر و منزلت و بڑھے اور جسے پاکر تم اپنے سے کم تر لوگوں پہ زیادتیاں کرو۔ اس طرح فتنوں سے گریز کرو جس طرح مصیبت سے گریز کرتے ہو اور بچو ایسی غلطیوں سے جن پر چشم پوشی نہ ہو سکے اور ایسی لغزشوں سے جو معاف نہ کی جائیں۔ والسلام[3]

۱۴۳- حرقوص بن زہیر سعدیؓ کے نام۔

مجھے خبر ملی ہے کہ تم نے ایک ایسی جگہ کیمپ لگایا ہے جہاں چڑھنا دشوار ہے۔ تم ایسی جگہ کیمپ لگاؤ تاکہ کسی مسلمان یا ذمی کو تمہارے پاس جانے میں دقت نہ ہو۔ جو کام تمہارے سپرد ہے اس کی سربراہ کاری میں مستعد رہو۔ ایسا کرو گے تو آخرت میں انعام پاؤ گے اور دنیا میں بھی شاد کام ہو گے۔ اپنے فرائض کی انجام دہی میں نہ جلد بازی سے کام لو نہ کوتاہی سے ورنہ دنیا کا سکون، نام کھو دو گے اور آخرت کی سرخروئی بھی۔[4]

۱؎ طبری ۴/۱۵۲ ۲؎ بلاذری ص۳۴۲ ۳؎ ابن قتیبہ ۳/۱۵۱ ۴؎ طبری ۴/۲۱۴

۱۴۴ :- عتبہ بن غزوانؓ کے نام :

مسلمانوں کو ذمیوں پر ظلم کرنے سے روکو۔ اس بات سے ڈرتے رہو کہ تمہاری کسی بدعہدی یا ظلم سے سیادت و حکومت تم سے چھین لی جائے اور کوئی دوسری قوم اس کی وارث ہو جائے۔ سیادت و حکومت تم نے خدا کی مدد اور اس سے کئے ہوئے راست بازی کے ایک عہد کے تحت حاصل کی ہے اور اس عہد پر قائم رہنے کی خدا نے تمہیں تاکید کی ہے۔ پس ضروری ہے کہ تم خدا سے کیا ہوا عہد پورا کرو اور اس کا حکم بجا لاؤ۔ ایسا کرو گے تو اس کی مدد ہمیشہ تمہارے شامل حال رہے گی[1]

۱۴۵ :- علاء بن حضرمیؓ کے نام :

ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ سے علاءؓ بحرین کے گورنر تھے۔

عتبہ بن غزوان کے (بصرہ) روانہ ہو جاؤ۔ میں نے ان کی جگہ تمہیں گورنر مقرر کر دیا ہے۔ یاد رہے کہ تم ایک ایسے شخص کے پاس جا رہے ہو جس کا تعلق مہاجرین اولین میں سے ہے جن کی عاقبت خدا پہلے ہی بخیر کر چکا ہے۔ میں نے عتبہ کو اس وجہ سے برطرف نہیں کیا ہے کہ ان میں دیانت داری حق کے معاملہ میں سخت گیری اور اعلیٰ شجاعت کے صفات موجود نہیں ہیں۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ تم بصرہ کے علاقہ پر ان سے زیادہ مفید اور کارآمد ثابت ہو گے۔ عتبہ کے حق اور رتبہ کا لحاظ رکھو۔ تم سے پہلے میں نے ایک اور شخص کو گورنر مقرر کیا تھا لیکن اس کا بصرہ پہنچنے سے انتقال ہو گیا۔ اگر خدا کی مرضی ہوگی کہ تم وہاں کے حاکم بنو تو تم ہی بنو گے اور اگر وہ عتبہ کو گورنری کے عہدہ پر برقرار رکھنا چاہے گا تو عتبہ ہی حاکم رہیں گے۔ اختیار سب باتوں کا اللہ رب العالمین ہی کو ہے اور ہمارے انسانوں پر اسی کا حکم چلتا ہے تمہیں یاد رہے کہ خدا کے حکم پر آنچ نہیں آ سکتی۔ وہی اس کا محافظ ہے جس نے اسے نازل کیا ہے۔ پس اسی ذات پر

---

[1] طبری ۴/۲۱۲

اپنی نظر رکھو جس کی رضا جوئی کے لئے تم پیدا کئے گئے ہو ، تمہاری کد و کاوش اسی کے لئے ہو ۔ اس کے سوا کسی سے دل نہ لگاؤ ۔ دنیا بلاشبہ فانی ہے اور آخرت باقی و پائندہ ۔ یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ دنیا جس کی نعمتیں فانی ہیں تمہیں آخرت سے بے پرواہ کر دے جس کی نعمتیں ہمیشہ رہنے والی ہیں ۔ خدا سے پناہ مانگو کہ تم سے ایسے کام سرزد ہوں جن سے وہ ناراض ہو ۔ بلاشبہ خدا جسے چاہتا ہے علم و حکمت میں فضیلت عطا کرتا ہے ۔ خدا سے دعا ہے کہ ہمیں اور تمہیں اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے عذاب سے بچائے رکھے ۔

۱۴۳ - عتبہ بن غزوانؓ کے نام ۔

علاءؓ بن حضرمی سعد بن ابی وقاصؓ کے حریف تھے ۔ وہ عمل میں مسابقت کا جذبہ تھا ۔ علاءؓ سعدؓ سے آگے بڑھنا چاہتے اور سعدؓ علاءؓ سے ۔ علاءؓ کو جب معلوم ہوا کہ سعدؓ نے قادسیہ میں ایک عظیم الشان فتح حاصل کر کے کسروی حکومت کی بنیادیں ہلا دی ہیں اور عراق میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں تو ان کے دل میں بھی شدید خواہش ہوئی کہ فارس میں کوئی بڑی کامیابی حاصل کریں ۔ انہوں نے خلیفہ کی بلا اجازت بحرین سے فارس کے جنوبی صوبہ پر جسے اس زمانہ میں فارس کہتے تھے سمندر کے راستے سے فوجیں اتار دیں ، چند ابتدائی فتوحات کے بعد انہیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ، فارسیوں نے ان کے ساحل لوٹنے پر قبضہ کر لیا اور ان کی ساری کشتیاں جلا دیں ۔ بمقام طاؤس ایک جنگ ہوئی جس میں طرفین کا بھاری نقصان ہوا ، عرب فوجیں شکست کھا کر خشکی کی راہ سے بصرہ کی طرف روانہ ہو گئیں ۔ فارسیوں نے ہر طرف سے انہیں گھیر لیا ۔ بڑی خونریزی ہوئی اور اس کے انجام ہوا کہ جب عمر فاروقؓ کو علم ہوا تو وہ سخت ناراض ہوئے اور علاءؓ کو بحرین کی گورنری سے معزول کر کے انہیں سعدؓ کا ماتحت بنا دیا ۔ دوسری طرف انہوں نے علاءؓ کی فوج کو مصیبت سے نکالنے کے لئے گورنر بصرہ کو یہ خط لکھا :

۱؎ ابن سعد ۔ کنز العمال ۳ / ۱۴۹

علاء بن حضرمی مسلمانوں کی ایک فوج لے کر سمندر کی راہ سے فارس کے ساحل پر پہنچ گئے فارسیوں نے ان کے بحری مستقر پر قبضہ کر کے ان کی واپسی کی راہ کاٹ دی ہے۔ علاء نے یہ اقدام میری خلاف مرضی کیا اور میرا خیال ہے کہ ان کے پیش نظر خدا کی خوشنودی بھی نہیں تھی، مجھے اندیشہ ہے کہ اگر ان مدد نہ کی گئی تو دشمن ان پر قابو پا کر انہیں لوٹ کھسوٹ لے گا۔ لہٰذا تم ان کی مدد کے لئے بصرہ سے ایک فوج بھیجو اور قبل اس کے کہ وہ تباہ کر دیئے جائیں انہیں اپنے پاس بلا لو۔[1]

۱۴۶ - علاء بن حضرمی ؓ کے نام -

خدا نے حاکموں کو اعلیٰ اقتدار اس لئے عطا کیا ہے کہ لوگ ان کی اطاعت کریں کیونکہ عدم اطاعت سے بدامنی اور سماجی بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ تم نے میری بغیر اجازت ایک فوج تیار کی، فارس پر حملہ کیا اور مسلمانوں کو تباہی کے خطرات میں ڈالا۔ میں نے بصرہ کے گورنر کو لکھا ہے کہ تمہاری مدد کے لئے ایک فوج بھیجیں اور تمہیں تباہی سے بچائیں۔ اب تمہیں بحرین واپس جانے کی اجازت نہیں ہے۔ تم جلد تر سعد بن ابی وقاص ؓ کے پاس چلے جاؤ۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ان کی ماتحتی سے زیادہ اور کوئی بات تمہیں ناگوار ہوگی تو وہی کرتا۔[2]

۱۴۷ - مغیرہ بن شعبہ ؓ کے نام -

بصرہ کے مؤسس اور گورنر عتبہ بن غزوان کے انتقال کے بعد بصرہ اور اس کے ماتحت علاقوں کے گورنر مغیرہ بن شعبہ ؓ ہوئے، عتبہ کے عہد میں نافع بن حارث نے جو مشہور عرب طبیب حارث بن کلدہ کے لڑکے اور رسول اللہ ؐ کے مولیٰ ابوبکرہ کے بھائی تھے، بصرہ کے قریب شط العرب کے ایک ہرے بھرے میدان میں گھوڑے پالنے کا ایک مرکز قائم کیا تھا، مدینہ میں ایک ملاقات کے

---

۱ طبری ۴/ ۲۱۳ ۲ تاریخ التمدن ۴/ ۳۶۷

موقع پر انہوں نے خلیفہ سے درخواست کی کہ مجھے وہ قطعہ زمین دے دیجئے جس پر میں گھوڑے پالتا ہوں۔ عمر فاروق رضؓ نے گورنر بصرہ کو یہ سفارشی خط لکھا :۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبداللہ عمر امیرالمومنین کی طرف سے مغیرہ بن شعبہ کو سلام علیک ۔ میں اس خدا کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں۔ واضح ہو کہ ابو عبداللہ (نافع) نے مجھے بتایا کہ ابن غزوانؓ کے عہد میں انہوں نے بصرہ (کے قریب) کاشت کی اور گھوڑے پالے جب کہ بصرہ کے کسی دوسرے شخص نے ادھر توجہ نہیں کی تھی۔ ابو عبداللہ کا یہ اقدام قابل تحسین ہے۔ تم زراعت اور گھوڑے پالنے میں ان کی مدد کرو۔ میں نے انہیں زراعت کی اجازت دے دی ہے۔ انہیں وہ اراضی دے دو جس پر انہوں نے کاشت کی ہے۔ بشرطیکہ وہ ذمیوں کی زمین نہ ہو اور ذمیوں کے پانی سے اس کی سینچائی ہوتی ہو۔ نافع کے ساتھ اچھے سلوک کی پھر سفارش کرتا ہوں۔ والسلام علیکم و رحمۃ اللہ۔[1]

۱۴۸۔ خط کی دوسری شکل :۔

ایک دوسری روایت کے بموجب سفارشی خط کے مخاطب مغیرہ کے جانشین ابو موسیٰ اشعری تھے اور اس کا مضمون یہ تھا :۔

ابو عبداللہ نے (نافع بن الحارث الثقفی) دجلہ کے کنارے مجھ سے ایک قطعہ زمین گھوڑے پالنے کے لئے مانگی ہے۔ اگر اسے دینے سے کسی مسلمان کو ضرر نہ پہنچتا ہو۔ (اضافہ از کتاب الخراج قرشی ۵۰) اگر یہ قطعہ ذمیوں کا نہ ہو اور نہ ذمیوں کے پانی سے اس کی سینچائی ہوتی ہو تو انہیں دے دو۔[2]

۱۴۹۔ مغیرہ بن شعبہؓ کے نام

مغیرہ بن شعبہ کی گورنری کے زمانہ میں ہجرت کے سترہویں یا اٹھارہویں

---

[1] بلاذری ص ۳۵۰ ۔ [2] ابن سلام ص ۲۸۲ ، قرشی ص ۴۹ ، بلاذری ص ۳۵۰ ، کنزالعمال ۲/۱۸۹، ، طبقات ابن سعد (۷/۳۹) میں اس خط کا کچھ خلاصہ بیان کیا گیا ہے اس میں نافع کو دس جریب زمین دینے کی سفارش کی گئی ہے ۔

صحابی ایک عورت اُمِ جمیل جس کا تعلق شریف خاندان سے تھا ان کے گھر آیا کرتی تھی، اس کا خاوند جنگ میں مارا گیا تھا۔ شوہر کے بعد مالی مشکلات میں مبتلا ہو کر ام جمیل بصرہ کے بڑے گھروں میں مدد کے لئے آتی جاتی تھی۔ مغیرہ کو ام جمیل سے محبت تھی مغیرہ کے کمرہ کی کھڑکی کے سامنے رسول اللہؐ کے مولی ابوبکرہؓ کی کھڑکی کھلتی تھی، ابوبکرہ مغیرہ کو ناپسند کرتے تھے۔ مغیرہؓ ان کی طرف بڑھتے لیکن ابوبکرہ ان سے دور بھاگتے، ان کا خیال تھا کہ مغیرہ میں وہ اخلاقی طہارت نہیں پائی جاتی جو مسلمانوں کے گورنر میں ہونی چاہیئے ایک دن ہوا کے جھونکے سے ابوبکرہؓ اور مغیرہؓ کے کمرے کی کھڑکیاں جو آمنے سامنے تھیں کھل گئیں۔ ابوبکرہ کھڑکی بند کرنے اٹھے تو سامنے مغیرہ کو ایک عورت سے ساتھ مشغول پایا دیکھے ام جمیل ان کے پاس ہے، انہوں نے اپنے تین ساتھیوں کو جن سے وہ باتیں کر رہے تھے بلا کر یہ نظارہ دکھایا اور جب مغیرہؓ نماز پڑھنے نکلے تو ان کا راستہ روک لیا اور انہیں مسجد میں جانے سے باز رکھا۔ لوگوں نے ابوبکرہؓ کو مشورہ دیا کہ خلیفہ سے جا کر شکایت کریں گورنر کو نماز پڑھانے سے روک دیں، ابوبکرہ مع تینوں گواہوں کے مدینہ چلے گئے، عمر فاروقؓ نے ان کی شکایت سن کر صحابی ابوموسیٰ اشعریؓ کو بلایا اور کہا:۔ میں تمہیں بصرہ کا گورنر بناتا ہوں جہاں شیطان نے انڈے دیئے ہیں، یہ خط مغیرہ کو دو اور بلاتاخیر انہیں مدینہ بھیجو:۔

مجھے ایک سنگین خبر ملی ہے میں ابوموسیٰ کو بصرہ کا گورنر بنا کر بھیج رہا ہوں،
انہیں حکومت کا چارج دے کر فوراً چلے آؤ[1]۔

۱۵۰۔ خط کی دوسری شکل۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے ایک ایسا شرمناک کام کیا ہے کہ اگر اسے
کرنے سے پہلے تم مر جاتے تو بہتر تھا[2]۔

۱۵۱۔ بصرہ کے باشندوں کے نام۔

مذکورہ بالا خط کے ساتھ خلیفہ نے بصرہ کے باشندوں کو یہ فرمان بھیجا:۔

۱؎ طبری ۴/۷۰ ، ابن خلدون ۲/۱۰ ۲؎ ابن سعد ۷/۱۴۱ ، کنز العمال ۷/۹ ۲۲

میں ابو موسیٰ کو تمہارا گورنر بنا کر بھیج رہا ہوں تاکہ وہ ظالموں کے مقابلہ میں مظلوموں کی مدد کریں۔ تمہارے تعاون سے دشمنوں کے ساتھ لڑیں، ذمیوں کی حمایت کریں، خراج وصول کر کے تمہارے درمیان تقسیم کریں اور سرکاری راستوں کو محفوظ رکھیں۔[1]

۱۵۲۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام۔

ابھی کچھ عرصہ مدائن میں قیام کرو تاکہ تمہاری فوج اور جانور تازہ دم ہو جائیں، وہ کمک لوٹا دو جو ابو عبیدہؓ نے دمشق سے بھیجی تھی، بزنطی فوجیں ہم سے لڑنے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی ہیں اور جنگل میں جمع ہو رہی ہیں، بس اس وقت مدائن میں ٹھہرے رہو جب تک کہ ہم شام کی جنگ سے عہدہ برآ نہ ہو جائیں۔[2]

۱۵۳۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام۔

اپنے جیش کا [illegible] مدائن میں آٹھ ماہ قیام کے بعد سعدؓ کو معلوم ہوا کہ ایک ساسانی فوج ان سے لڑنے کے لئے بمقام جلولاء اور دوسری عرب قبیلوں اور بزنطیوں پر مشتمل بمقام تکریت جمع ہو رہی ہے۔ جلولاء عراق کے شمال میں عراق خراسان کی شاہراہ پر ایک بڑے دریا کے کنارہ مدائن سے تقریباً سو میل پر واقع تھا اور تکریت مدائن و موصل کے درمیان غربی دجلہ پر ایک قلعہ بند شہر تھا۔ مدائن سے لگ بھگ سو میل کے فاصلہ پر۔ سعدؓ نے دونوں فوجوں کی نقل و حرکت کی اطلاع خلیفہ کو دی تو انھوں نے یہ دو فرمان بھیجے:

ہاشم بن عتبہ کی سرکردگی میں بارہ ہزار فوج جلولاء بھیجو۔ اس فوج کے ہراول دستوں کے لیڈر قعقاع بن عمرو ہوں۔ میمنہ، میسرہ اور ساقہ (عقب کی حفاظتی فوج) کی کمان سعد بن مالکؓ، عمرو بن مالک اور عمرو بن مرۃ جہنی کے ہاتھ میں ہو۔[3]

۱؎ طبری ۴/ ۲۰۴ ۲؎ ابن اعثم ص۳، تاریخ التواریخ ۴/ ۲۵۱ ۳؎ طبری ۴/ ۱۲۹

۱۵۴۔ سعد بن ابی وقاص ؓ کے نام۔

دوسرا فرمان :۔

دمرہب اور بنو تغلب افواج کے کمانڈر) انطاق کے مقابلہ کیلئے عبداللہ بن معتم کی قیادت میں ایک فوج بھیجو اس کے مقدمۃ الجیش کے لیڈر ربعی بن افکل عنزی ہوں میمنہ، میسرہ، ساقہ اور رسالوں کی کمان اعلیٰ بالترتیب حارث بن حسان ذہلی، فرات بن حیان عجلی، ہانی بن قیس اور عرفجہ بن ہرثمہ کے ہاتھ میں ہو۔[۱]

۱۵۵۔ سعد بن ابی وقاص ؓ کے نام۔

اگر خدا کی مدد سے مہران اور انطاق کے لشکر کو شکست ہو تو ہراول دستوں کے لیڈر قعقاع بن عمرو کو حکم دو کہ عراق اور جبال کی سرحد پر مورچے بنا لیں۔[۲]

۱۵۶۔ خط کی دوسری شکل۔

اگر خدا کی مدد سے تم جلولاء میں فتحیاب ہو تو قعقاع بن عمرو کو حلوان تک قابسیوں کا تعاقب کرنے بھیجو تاکہ دشمن مڑ کر مسلمانوں پر وار نہ کر سکے اور عراق اس کے شر سے محفوظ ہو جائے۔[۳]

۱۵۷۔ سعد بن ابی وقاص ؓ کے نام۔

تعاقب کے حق میں سیف بن عمر کے مذکورہ خط کے مقابلہ میں طبری نے تعاقب کی مخالفت میں محمد بن اسحاق مدنی کی سند پر یہ خط نقل کیا ہے :۔

جہاں ہو وہیں ٹھہرے رہو اور فارسیوں کا تعاقب نہ کرو۔ مسلمانوں کے لئے ایک ہجرت گاہ اور بڑی چھاؤنی بناؤ لیکن میرے اور ان کے درمیان کوئی دریا حائل نہ ہو۔[۴]

۱۵۸۔ سعد بن ابی وقاص ؓ کے نام۔

جلولاء کی فتح کے بعد عرب فوج کے سپہ سالار ہاشم بن عتبہ جلولاء میں حفاظتی فوج چھوڑ

---

[۱] طبری ۴/۲۶، [۲] ایضاً ۴/۳۰، [۳] ایضاً ۴/۲۵، [۴] ایضاً ۴/۱۶۱

کر مدائن لوٹ گئے۔ اس اثنا میں ایک فارسی فوج مسلمانوں سے لڑنے کے لئے موپہ جبال سے عراق میں داخل ہوئی۔ اس کی خبر سعدؓ نے خلیفہ کو دی تو یہ حکم موصول ہوا:۔

فارسیوں کے مقابلہ میں ضرار بن خطابؓ کی کمان میں ایک فوج بھیجو جس کے ہراول دستوں کے لیڈر ابن ہذیل اسدی ہوں۔ بازوؤں کے سالار عبداللہ بن راسبی اور مضارب بن فلان عجلی ہیں۔

۱۵۹۔ مسلمان غازیوں کے نام۔

جب مسلمان غازی خانقین میں مقیم تھے تو یہ خط موصول ہوا۔ خانقین جلولا سے تقریباً بیس پچیس میل شمال مشرق میں اس سڑک پر واقع تھا جو حلوان جاتی تھی شکست خوردہ فارسی فوجیں جلولا سے بھاگ کر خانقین میں پناہ گزین ہوگئی تھیں جلولا سے ایک عرب فوج ان کے تعاقب میں آئی اور انہیں شکست دے کر خانقین پر قابض ہوگئی:۔

جب تم کسی قلعہ کا محاصرہ کرو اور اہل قلعہ اس شرط پر ہتھیار ڈالنے کو تیار ہوں کہ ان کے ساتھ خدا کی منشا کے مطابق معاملہ کیا جائے تو ان کی یہ بات نہ مانو کیونکہ تمہیں ان کے بارے میں خدا کی منشا کا علم نہیں ہے بلکہ وہ اس شرط پر ہتھیار ڈالیں کہ تمہاری صوابدید کے مطابق ان کے ساتھ معاملہ کیا جائے، پھر جو مناسب ہو ان کے ساتھ برتاؤ کرو جب تمہارا کوئی فوجی دشمن کے کسی سپاہی سے کہے: لاتو جل یا لاتخف (ڈر مت) یا مطرس (مترس، ڈرمت بزبان فارسی) یا لاتدھل (ڈر مت بزبان نبطی اضافہ از سنن بیہقی) تو یہ سارے الفاظ امان کے مترادف ہیں کیونکہ خدا سب زبانیں جانتا ہے۔

۱۶۰۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام۔

جلولا کی فتح اور ہاشم کی مدائن واپسی کے بعد سعدؓ کو خبر ملی کہ جزیرہ (میسوپوٹامیہ) سے ایک فوج ہرقل کی مدد کے لئے اور دوسری مسلمانوں سے جنگ کے لئے مدائن

۱؎ طبری ۴/۱۸۴، ۲؎ ابو یوسف ۱۲۵ بیہقی ۹/۹۶، کنز العمال ۴/۲۹۸۔

کے مغرب میں واقع غربی فرات کے شہر ہیت روانہ ہوتی ہے۔ کمانڈران چیف نے خلیفہ کو اس کی اطلاع دی تو یہ فرمان آیا:-

اہل جزیرہ کی فوجوں سے مقابلہ کے لئے عمر بن مالک بن عتبہ کی قیادت میں ایک فوج ہیت بھیجو۔ اس کے مقدمۃ الجیش کے لیڈر حارث بن یزید عامری ہوں۔ میمنہ اور میسرہ کی کمان اعلیٰ بالترتیب ربعی بن عامر اور مالک بن حبیب کے ہاتھ میں ہو۔[1]

۱۶۱۔ فاتحین عراق کے نام۔

عراق کے فاتح اکابر کی ایک جماعت نے خلیفہ سے درخواست کی کہ سواد کو فوج میں تقسیم کرنے کی اجازت دی جائے تو انہوں نے یہ خط بھیجا۔

صوافی کے پانچ حصوں میں سے چار حصے عراق کے فاتح لشکر کو دیئے جائیں اور پانچواں حصہ (خمس) اس کی مقررہ مدّات میں صرف کے لئے میرے پاس بھیج دیا جائے۔ اگر فاتحین خود صوافی میں آباد ہونا چاہیں تو انہیں اس کا بھی حق ہے۔[2]

صوافی سے مراد وہ اراضی تھی (۱) جس کے مالک شاہی خاندان کے لوگ تھے۔ (۲) جس کی آمدنی شاہراہوں، ڈاک کے راستوں، پلوں کی مرمت اور آتش کدوں کے لئے وقف تھی (۳) جس کے مالک بھاگ گئے تھے یا جنگ میں مارے گئے تھے۔ (۴) جس میں جنگلات تھے، (۵) جس میں تالاب اور چشمے تھے۔ صوافی سے سالانہ بیس لاکھ روپے (چالیس لاکھ درہم) اور بقول بعض چھتیس لاکھ روپے (ستر لاکھ درہم) آمدنی ہوتی تھی۔[3]

۱۶۲۔ فاتحین عراق کے نام۔

اپنے مفتوحہ اراضی (لی) پہ قبضہ کر لو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا اور بہت دن گزر گئے فتقادم الیعد بلحبج (؟) میں اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوتا ہوں

[1] طبری ۴/۱۷۲ [2] طبری ۴/۱۴۸ [3] ابویوسف، قرشی، بلاذری

مالک ٹھہرا دیتا۔ [1]

اس خط میں فئی سے بظاہر عراق کی اراضی مراد ہے۔

۱۶۳ - سعد بن ابی وقاصؓ کے نام

فتح جلولاء کے بعد کمانڈر ابن حبیب نے دجلہ کے مغرب میں واقع مدائن سے جلولا تک مفتوحہ عراق کے کاشتکاروں کا شمار کرایا تو ایک لاکھ اور کچھ اوپر تیس ہزار تعداد ہوئی انہوں نے خلیفہ سے دریافت کیا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے تو یہ فرمان آیا۔

کاشت کاروں کو زراعت کے لئے آزاد چھوڑ دو۔ ان میں سے جو لوگ تم سے لڑے ہوں یا بھاگ کر دشمن سے مل گئے ہوں اور انہیں تم نے پکڑ لیا ہو تو ان کے ساتھ وہی معاملہ کرو جو عراق کے دوسرے کاشتکاروں کے ساتھ کر آئے ہو اور جب میں کسی پیشے کے لوگوں کے بارے میں کوئی ہدایت دوں تو ان جیسے دوسرے پیشہ وروں کے ساتھ بھی میری اسی ہدایت کے مطابق عمل کرو۔ [2]

۱۶۴ - سعد بن ابی وقاصؓ کے نام

مذکورہ بالا خط کاشتکاروں کے بارے میں تھا۔ سعدؓ نے ان لوگوں کے متعلق بھی ہدایت طلب کی جو زراعت پیشہ نہیں تھے تو یہ جواب موصول ہوا:۔

غیر زراعت پیشہ لوگوں کو اگر تم نے آپس میں تقسیم نہ کیا ہو تو ان کے ساتھ تمہیں اختیار ہے جیسا چاہو معاملہ کرو اور جو لوگ تمہارے ساتھ لڑے ہوں اور اپنی جائیداد اور زمین چھوڑ کر بھاگ گئے ہوں ان کی جائیداد کے مالک مسلمان ہیں۔ اگر تم نے انہیں واپس آنے کی دعوت دی ہو اور انہوں نے جزیہ گزار بننا منظور کر لیا ہو اور ان کی جائداد تقسیم کرنے سے پہلے لوٹا دی ہو تو وہ ذمی ہو کر رہیں گے۔ اور اگر تم نے واپس آنے کی دعوت نہ دی ہو تو فاتح غازی ان کی جائداد کے مالک ہوں گے۔ [3]

---

[1] طبری ۴/۲۴، [2] طبری ۴/۲۴، [3] ایضاً

۱۶۵۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام۔

عراق کی فتح مکمل ہونے کے بعد مدائن سے ایک وفد مدینہ آیا۔ خلیفہ نے
ان کے چہرے بے رونق اور جسم ڈھیلے دیکھ کر سبب دریافت کیا تو انہوں
نے کہا کہ عراق کی آب و ہوا ہمیں راس نہیں آئی۔ خلیفہ نے تحقیق کے
لئے سعدؓ کو خط لکھا تو انہوں نے بھی وفد کے قول کی تائید کی۔ عمر فاروقؓ
نے یہ فرمان بھیجا۔

عربوں کو وہی جگہ راس آتی ہے جو ان کے اونٹوں کے لئے سازگار ہوتی
ہے۔ سلمانؓ اور حذیفہؓ کو ایک ایسی وسعت بخش جگہ تلاش کرنے کے لئے
بھیجو جو صحرا اور دریا سے متصل ہو لیکن کوئی دریا میرے اور تمہارے درمیان
حائل نہ ہو۔[1]

۱۶۶۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام۔

مذکورہ بالا فرمان کے تحت ہجرت کے سترھویں سال ایک نہایت وسیع میدان
میں کوفہ کی بنیاد رکھی گئی۔ اس میدان کا ایک بازو دریائے فرات سے سیراب ہونے
والے سرسبز علاقہ سے متصل تھا اور دوسرا صحرائے عرب سے۔ سب سے پہلے مسجد
کی داغ بیل رکھی گئی۔ مسجد کے صحن کے سامنے گورنر کا مکان بیت المال اور دفاتر بنائے
گئے۔ کچھ دن ہی گزرے تھے کہ بیت المال میں نقب لگا اور بہت سا روپیہ چوری ہو
گیا۔ اس کی خبر خلیفہ کو ہوئی تو انہوں نے یہ خط بھیجا:۔

مسجد بنا کر دارالامارہ (گورنر کی رہائش گاہ) کے قریب بناؤ اس طرح کہ مسجد کا
اندرونی حصہ دارالامارہ سے متصل ہو۔ مسجد میں نمازیوں کی رات دن موجودگی سے
خزانہ محفوظ رہے گا۔[2]

۱۶۷۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام۔

بعض لوگوں کی رائے ہے کہ سعدؓ نے سرکاری رہائش گاہ بنانے کے لئے خلیفہ
سے اجازت مانگی تو یہ جواب دیا:۔

۱؎ طبری ج۴/ ۲۴۹ بلاذری ص۲۷۵ ۲؎ ایضاً ج۴/ ۱۹۲

ایسی جگہ بنا لو جہاں دھوپ اور بارش سے محفوظ رہو۔[1] تاریخ دمشق ابن عساکر میں یہ الفاظ زیادہ ہیں:- کیونکہ دنیا عارضی قیام گاہ ہے۔

۱۴۸ - سعد بن ابی وقاص رضؓ کے نام۔

خلیفہ کے زیر ہدایت سعدؓ نے مسجد دارالامارۃ کے برابر منتقل کردی۔ دارالامارۃ کی عمارت کچی تھی، شاید اسی وجہ سے نقب بھی لگا تھا۔ ایک فارسی انجینئر نے اپنی نگرانی میں اسے چونے سے بنوایا، پتھر کے ستون لگائے اور اب یہ محل کی سی شان پیدا کردی۔ عمارت کے باہر ایک پھاٹک بھی لگا دیا گیا۔ دارالامارۃ اور مسجد کے اردگرد بازار تھا اور وہاں غیر معمولی شور کے باعث سعدؓ اور ان کے عملے کے کام میں سخت خلل پڑتا۔ لوگوں نے یہ مشہور کر دیا کہ سعدؓ نے ٹھیکیدار سے کہا تھا کہ ایسی عمارت بناؤ کہ شور و شغب کی آواز مجھ تک نہ آئے۔ عمر فاروقؓ کو خبر پہنچی کہ سعدؓ نے اپنے لئے محل بنوایا ہے جس کے باہر ایک پھاٹک بھی ہے۔ یہ بات انہیں ناگوار ہوئی۔ انہوں نے اپنے معتمد محمد بن مسلمہ کو مندرجہ ذیل خط دیا اور تاکید کی کہ پہنچتے ہی سعدؓ کے محل کا پھاٹک جلا دیں۔ ایسا ہی کیا گیا۔ خط کا مضمون یہ تھا:-

> مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے ایک محل بنوایا ہے اور اسے قلعہ کی طرح جائے پناہ بنا لیا ہے۔ اسے قصر سعد کہا جاتا ہے اور تم نے اپنے اور پبلک کے درمیان ایک پھاٹک بھی لگوایا ہے۔ یہ تمہارا محل نہیں بلکہ ہلاکت کا محل ہے۔ اس کے اس حصے میں بود و باش رکھو جو خزانہ سے متصل ہے باقی عمارت بند کردو۔ محل میں کوئی پھاٹک نہ لگواؤ تاکہ لوگوں کو اندر آنے اور اپنی ضروریات تمہارے سامنے پیش کرنے میں رکاوٹ نہ ہو۔ نیز تمہاری مجلس میں آنے اور گھر سے نکلتے وقت تم سے ملاقات کا موقع ملنا چاہیئے۔[2]

۱۴۹ - عثمان بن حنیفؓ کے نام۔

عثمان بن حنیفؓ کو عمر فاروقؓ نے دجلہ و فرات سے سیراب ہونے والے علاقہ

---

[1] ازالۃ الخفاء ۲/۱۰۵ [2] قلم ۱۲۷ جمہرہ ۱۴

کی پیمائش اور لگان بندی کا کمشنر مقرر کیا تھا۔ جب وہ پیمائش سے فارغ ہو گئے
تو خلیفہ نے لگان بندی سے متعلق انہیں یہ مراسلہ بھیجا :-

ہر جریب (ایک سو ساٹھ مربع گز) زمین پر خواہ اس پر عملاً کاشت ہوتی ہو
یا نہ ہوتی ہو ایک درہم (آٹھ آنے) نقد اور ایک قفیز غلہ مقرر کر دو۔ انگور
کی ہر جریب سے دس درہم (پانچ روپے) اور ترکاریوں کی ہر جریب سے
پانچ درہم (ڈھائی روپے) وصول کرو لیکن کھجور اور دوسرے پھلدار درختوں
پر ٹیکس نہ لگاؤ۔[1]

۱۷۰ - عثمان بن حنیف رضہ کے نام

عراق کی بیشتر سی اراضی اور جاگیر فارسی شاہی خاندان کی ملک تھی۔ حضرت عمر
فاروق نے اس اراضی سے کچھ لوگوں کو جاگیریں عطا کیں۔ ان میں سے ایک جریر
بن عبد اللہ بجلی تھے جنہوں نے عراق کی جنگوں میں بہادری کے جوہر دکھائے تھے۔ انہوں
نے خلیفہ سے عراق میں جاگیر مانگی تو انہوں نے جریر کو یہ خط دے کر عثمان بن حنیف رضہ
کے پاس بھیجا :-

جریر بن عبد اللہ بجلی کو اتنی زمین دے دو جو ان کے گزارہ کے لئے کافی ہو،
نہ اس سے کم نہ زیادہ۔[2]

۱۷۱ - عثمان نے زمین نہیں دی۔ انہیں شاید خط کے جعلی ہونے کا اندیشہ تھا۔ انہوں
نے خلیفہ سے تصدیق چاہی تو یہ جواب آیا :-

(زمین کے بارے میں) جریر کا قول اور پیش کردہ خط صحیح ہے۔ دستے نافذ
کردو۔ تم نے اچھا کیا کہ مجھ سے رجوع کر لیا۔[3]

۱۷۲ - حذیفہ بن یمان رضہ کے نام۔

حذیفہ بن یمان دجلہ سے سیراب ہونے والے علاقہ کی پیمائش اور لگان بندی کے
کمشنر تھے۔ ان کا ہیڈ کوارٹر عراق کا مرکزی شہر مدائن تھا۔ انہوں نے ایک یہودی عورت

---

[1] زیلعی ۳/۴۰۰ [2] طبری ۴/۱۲۸ [3] ایضاً

سے شادی کرلی، اس کی خبر خلیفہ کو ہوئی تو انہوں نے یہ فرمان بھیجا۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے مدائن کی ایک کتابی عورت سے شادی کی ہے۔
اسے طلاق دے دو۔[1]

۱۷۳۔ خط کی دوسری شکل۔

میں تاکید کرتا ہوں کہ میرا خط پاتے ہی اپنی یہودی بیوی کو طلاق دیدو۔ مجھے ڈر ہے کہ دوسرے مسلمان تمہاری پیروی میں ذمی عورتوں کے حسن و جمال سے متاثر ہو کر ان سے شادی بیاہ کرنے لگیں گے اور یہ مسلمان عورتوں کے لئے سخت آزمائش ہوگی۔[2]

۱۷۴۔ خط کی تیسری شکل۔

اسے طلاق دے دو۔ تم فارسی علاقہ میں ہو اور مجھے اندیشہ ہے کہ جاہل لوگ کہیں گے کہ رسول اللہ کے ایک ساتھی نے کافر عورت سے شادی کرلی ہے۔ وتحلیل الرخصة التی کانت من الله فیتن و هو الفساد المجوس[3]

۱۷۵۔ حذیفہ بن یمانؓ کے نام۔

حذیفہ نے اس حکم کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے خلیفہ سے پوچھا کیا کتابی عورت سے شادی جائز نہیں ہے تو یہ جواب موصول ہوا۔

کتابی عورت سے شادی جائز ہے لیکن چونکہ بھی عورتیں دل فریب ہوتی ہیں اس لئے اگر تم نے ان سے شادی کی تو وہ تمہاری عرب بیویوں پر چھا جائیں گی۔[4]

۱۷۶۔ خط کی دوسری شکل۔

کتابی عورت سے شادی حرام تو نہیں ہے لیکن مجھے ڈر ہے کہیں تم کنواری بدکار سے شادی بیاہ کرنے لگو۔[5]

۱۷۷۔ حذیفہ بن یمانؓ کے نام۔

یہ خط عبدالرحمن حنبلی نے اپنی الاستخراج لاحکام الخراج میں نقل کیا ہے، حذیفہ نے

---

[1] طبری ۱/۷۴/۱؛ [2] ازالۃ الخفاء ۲/۱۱ و ۱۸۱؛ [3] کنز العمال ۸/۲۰۱؛ [4] ۱/۱۷۴؛
[5] جصاص ۲/۳۲۴۔

نے خلیفہ سے پوچھا کہ میرے علاقہ کے کچھ لوگ لگان لگنے سے پہلے اسلام لے آئے تھے اور کچھ لگان وجزیہ لگنے کے بعد مسلمان ہوئے ہیں، بتائیے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے تو عمر فاروقؓ نے لکھا۔

جو لوگ لگان اور جزیہ لگنے سے پہلے اسلام لے آئے ہوں ان سے تو زمین کا عشر لو اور جزیہ ساقط کر دو اور جو لگان وجزیہ گذار ہونے کے بعد اسلام لائے ہوں ان سے لگان وصول کرو (جزیہ نہ لو) کیونکہ ان کی زمین اس وقت ہماری ملک ہو چکی تھی جب وہ غیر مسلم تھے۔[1]

۱۶۳۔ حذیفہ بن یمانؓ کے نام۔

مسلمانوں کو ان کے وظیفے اور راشن دے دو۔ حذیفہ نے خلیفہ کو مطلع کیا کہ سب کو دینے کے بعد بہت سا روپیہ اور راشن بچ رہا ہے تو یہ فرمان موصول ہوا۔ یہ دولت جو مسلمانوں کے غازیوں نے حاصل کی ہے۔ یہ عمرؓ اور ان کے کنبے کا مال نہیں ہے۔ اسے بھی غازیوں میں تقسیم کر دو۔[2]

۱۶۴۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام۔

ذیل کے خط کا سیاق وسباق بقول سیف بن عمرو یہ ہے کہ شام کی فتح اور ہرقل قیصر کے شام سے خروج کے بعد ابو عبیدہ بن جراحؓ اپنے ہیڈ کوارٹر حمص میں مقیم تھے اور خالد بن ولیدؓ شمال کے سرحدی شہروں پر حملے کر رہے تھے کہ میسوپوٹامیہ کے عیسائیوں نے قیصر سے خط وکتابت کر کے مسلمانوں پر حملہ کرنے کا معاہدہ کر لیا اور کچھ عرصہ بعد قیصر اور میسوپوٹامیہ کی فوجوں کے ساتھ حمص پر چڑھائی کی۔ ان کے کئی ڈویژن شام کی دوسری چھاؤنیوں (اجناد) کی طرف بھیجے گئے تاکہ انہیں ابو عبیدہؓ کی مدد کو جانے سے باز رکھیں۔ ابو عبیدہؓ نے خالد اور کئی دوسرے فوجی سالاروں کو حمص بلا لیا۔ پھر بھی ان کی قوت اتنی نہ تھی کہ وہ دشمن کا خاطر خواہ مقابلہ کر سکتے۔ دشمن نے وہ سارے راستے روک لیے جن سے مسلمان فوجیں اپنے اڈوں سے حمص آسکتیں۔ ابو عبیدہؓ نے حمص کے قلعہ میں پناہ

---

[1] حنبل ص ۱۶۱ [2] کنز العمال ۳/۳۱۷

لی اور انہوں نے خط بھیج کر خلیفہ کو صورت حال سے مطلع کیا اور کمک مانگی۔ عمر فاروقؓ نے سعدؓ کو جو کوفہ میں پہنچ چکے تھے یہ خط لکھا :-

جس دن یہ خط موصول ہو اسی دن ایک فوج قعقاع بن عمرو کی سرکردگی میں حمص بھیجو۔ وہاں ابو عبیدہ کا محاصرہ کر لیا گیا ہے۔ فوج کو جلد از جلد حمص پہنچنے کی تاکید کر دی جائے۔[1]

۱۸۰۰ - سعد بن ابی وقاصؓ کے نام۔

سہیل بن عدی کی سرکردگی میں ایک فوج جزیرہ کے شہر رقہ بھیجو۔ جزیرہ کے لوگوں نے ہی بازنطینیوں کو حمص پر حملہ کے لئے ابھارا ہے اور ان سے پہلے قرقیسیا کے باشندے یہی حرکت کر چکے ہیں۔ دوسری فوج عبد اللہ بن عتبان کی سالاری میں (جزیرہ کے شہر) نصیبین پر چڑھائی کے لئے روانہ کرو۔ یہاں کے باشندوں کو بھی اہل قرقیسیا نے حملہ کے لئے اکسایا تھا۔ جب یہ دونوں سالار رقہ اور نصیبین سے فارغ ہو جائیں تو حران اور جزیرہ کے پایۂ تخت (رُہا) کا قصد کریں۔ ایک تیسری فوج ولید بن عقبہ کی کمان میں جزیرہ کے (عیسائی) عرب قبائل ربیعہ اور تنوخ کی جانب روانہ کرو اور عیاض بن غنم کو بھی جزیرہ کے محاذ پر بھیجو۔ اگر جنگ ہو تو دوسرے سارے سالاران فوج عیاض کے ماتحت ہوں گے۔[2]

۱۸۰۱ - خط کی دوسری شکل۔

جزیرہ پر فوج کشی کے موضوع پر سیف بن عمر کا بیان کیا ہوا خط اوپر پیش کیا گیا۔ اسی موضوع پر سیرۃ النبی کے مصنف محمد بن اسحاق مدنی نے حسب ذیل خط نقل کیا ہے:-

خدا نے شام و عراق مسلمانوں کو فتح کرا دئے۔ اب تم ایک لشکر کوفہ سے جزیرہ فتح کرانے بھیجو۔ اس فوج کی کمان ان تین افراد میں سے کسی ایک کے ہاتھ میں ہو: خالد بن عرفطہ، ہاشم بن عتبہ اور عیاض بن غنم۔[3]

[1] طبری ۴/۱۵۵ [2] ایضاً [3] طبری ۴/۱۹۶

۱۸۲ - بزنطی قیصر کے نام -

جیسا کہ خط ۱۱۶ میں بیان ہوا عمر فاروقؓ نے جزیرہ کی مہم چار افسروں کے سپرد کی تھی جن میں سے ایک ولید بن عقبہ تھے ۔ ان کو حکم تھا کہ جزیرہ کے عرب قبائل کو مسلمانوں کے ساتھ ملا کر بزنطیوں سے لڑنے کی دعوت دیں، یہ دعوت قبیلہ ایاد کے علاوہ سب نے مان لی، کچھ قبیلے مسلمان بھی ہو گئے، قبیلہ ایاد کے کئی ہزار افراد گھر بار چھوڑ کر بزنطی قلمرو میں چلے گئے ، ولید بن عقبہ نے مرکز کو اس کی اطلاع دی تو عمر فاروقؓ نے یہ تہدید آمیز مراسلہ قیصر کو بھیجا۔

> مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایک عرب قبیلہ ہمارا ملک چھوڑ کر تمہاری قلمرو میں چلا گیا ہے
> یہ قبیلہ لوٹا دو ورنہ ہم دار الاسلام کے عیسائیوں سے معاہدہ توڑ کر انھیں
> جلا وطن کر کے تمہارے ملک میں بھیج دیں گے[1]

قیصر کے حکم سے قبیلہ ایاد کے چار ہزار آدمی اسلامی قلمرو میں لوٹ آئے ، جزیرہ پر مسلمانوں کا قبضہ بقول سیف بن عمر ۱۷ھ اور بقول ابن اسحاق ۱۹ھ میں ہوا -

۱۸۳ - ولید بن عقبہؓ کے نام -

جزیرہ کا ایک بڑا اور ممتاز عیسائی عرب قبیلہ تغلب تھا - ولیدؓ نے اس کے اکابر کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی لیکن وہ ترک مذہب کے لئے تیار نہیں ہوا اور جزیہ گزار ہو کر اس سے اپنی جان مال اور مذہب کی امان لینے پر اصرار کیا ، ولیدؓ نے کہا کہ تم عرب ہو اور عربوں کو جزیہ دینے کا حق نہیں ہے - تمہیں مسلمان ہونا پڑے گا تغلب کے اکابر نے اپنا مذہب چھوڑنے سے پھر انکار کر دیا اور ولیدؓ سے درخواست کی کہ ہمارے معاملہ میں خلیفہ سے رجوع کیا جائے ، ولیدؓ نے صورت حال سے عمر فاروقؓ کو مطلع کیا تو یہ جواب آیا۔

> صرف جزیرہ نمائے عرب کے بسنے والے عربوں کے لئے اسلام قبول کرنا
> ضروری ہے ۔ تغلبی عرب اگر اسلام قبول نہ کریں اور جزیہ دینے کو تیار ہوں تو

---

[1] طبری ۴/ ۱۹۸ ، ابن خلدون ۲/ ۱۰۸

انہیں ایسا کرنے کی اجازت دی جائے بشرطیکہ وہ آئندہ اپنے بچوں کو عیسائی بنانے سے باز رہنے کا عہد و پیمان کریں ، جزیہ گذار ہونے کے بعد اگر کوئی تغلبی عرب مسلمان ہو تو اس کا اسلام قبول کر لیا جائے۔[1]

۱۸۴ ۔ نعمان بن عدیؓ کے نام ۔

نعمان بن عدی صحابی کو عمر فاروقؓ نے ضلع میسان (زیریں عراق) کا عامل حکمران مقرر کیا۔ جب نعمانؓ مدینے سے جانے لگے تو ان کی بیوی وطن چھوڑ کر پردیس جانے کے لئے تیار نہ ہوئیں اور نعمان کو تنہا جانا پڑا ۔ میسان کی شادابی اور آسائش نعمان کو بہت بھائی اور انہوں نے بیوی کو بلانے کے لئے شوق انگیز شعر لکھے جن میں سے چند یہ ہیں :۔

من مبلغ الحسناء ان حلیلہا بمیسان یسقی فی زجاج وحنتم

کوئی ہے جو میری بیوی کو یہ خبر پہنچا دے کہ تمہارے شوہر کو شیشے کے گلاس اور فیروزی جگ سے شراب پلائی جاتی ہے ۔

اذا شئت غنتنی دھاقین قریۃ وصناجۃ یجذو علی کل منسم

جب گانا سننے کو میرا جی چاہتا ہے تو سربراہ ناچنے والا جھنگ نواز اور گاؤں کے مقدم مجھے گانا سناتے ہیں

لعل امیر المومنین یسوءہ تنادمنا فی الجوسق المتہدم

اگر امیر المومنین کو معلوم ہو جائے کہ میں ساتھیوں کے ساتھ ٹوٹے محل میں بیٹھ کر شراب پیتا ہوں تو مجھے اندیشہ ہے کہ وہ ناراض ہوں گے ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حٰم تنزیل الکتاب اللہ العزیز العلیم غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی الطول۔ واضح ہو کہ تمہاری وہ نظم جس کا ایک شعر ہے :۔

لعل امیر المومنین یسوءہ تنادمنا فی الجوسق المتہدم

میں نے سنی واقعی مجھے تمہارے یہ شعر برے لگے اور میں تمہیں معزول کرتا ہوں۔[2]

---

[1] طبری ۴/ ۱۵۰۱ ، [2] ابن ابی الحدید ۳/ ۱۰۰ ، استیعاب ۱/ ۲۹۶ ، بلاذری ص۳۹۳ ، یاقوت ۸/ ۲۸۸ ، ازالۃ الخفاء ۲/ ۴ ، کنز العمال ۲/ ۱۶۷ ، ابن جوزی ص۹۲ ۔

طبقات ابن سعد (لائڈن ۴/۱۰۳) میں ہے کہ عمر فاروق رضی نے اشعار سن کر
کہا :- بلا شبہ مجھے یہ اشعار پہنچے ہیں، اگر کوئی شخص ان کے پاس جائے
تو کہے کہ میں نے انہیں معزول کر دیا ہے۔ ابن سعد کے راویوں نے
معزولی کے خط کا ذکر نہیں کیا۔[۱]

۱۸۵ - کوفہ کے قاضی ابو قرہ کے نام۔

کچھ لوگ یہ کہہ کر سرکاری روپیہ لیتے ہیں کہ ہم جہاد کے لئے جائیں گے لیکن
جب حاکم انہیں جہاد پر جانے کا حکم دیتے ہیں تو وہ ٹال دیتے اور جہاد کے
لئے نہیں جاتے ہیں۔[۲]

۱۸۶ - قاضی شریح کے نام۔

یہ ۱۸ھ میں کوفہ کے قاضی مقرر ہوئے اور ساٹھ سال سے زیادہ اس منصب پر
فائز رہے۔

اگر تمہارے پاس کوئی ایسا مسئلہ آئے جس کا حل قرآن میں ہو تو اس کے
مطابق فیصلہ کرو اور کسی مجتہد کی رائے کی طرف دھیان نہ دو اور اگر
مسئلہ ایسا ہو جس کا حل قرآن میں نہ ہو لیکن سنت میں ہو تو اس کے مطابق
عمل کرو اور اگر قرآن و سنت دونوں میں موجود نہ ہو تو مستند و ممتاز مجتہد
کی رائے کا سہارا لو اور اگر انہوں نے بھی کوئی قانونی حل فراہم نہ کیا ہو
تو تمہیں اختیار ہے خواہ اپنے اجتہاد سے کام لو خواہ مجھ سے رجوع کر لو
اور میرا خیال ہے بہتر یہی ہے کہ مجھ سے رجوع کر لو۔[۳]

۱۸۷ - قاضی شریح کے نام۔

عدالت میں نہ لڑو، نہ جھگڑو، نہ بیچو، نہ خریدو اور جب غصہ میں ہو تو کوئی
مقدمہ فیصل نہ کرو۔[۴]

۱- ابن سعد ۴/۱۰۲ ۲- بیہقی ۹/۱۱۰، کنز العمال ۱۰/۵۶۹ و ۳۰۲/۳۰۴ ۳- ابن قیم اعلام الموقعین
مصری ۱/۵۱، ۶۵، ازالۃ الخفاء ۲/۸۵، ۸۶، ۴- [illegible] ۳/۵۵

بعض راوی کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا دونوں خطوں کی بیشتر ہدایات خلیفہ نے شریحؒ کو زبانی دی تھیں جب وہ اپنے عہدہ کا چارج لینے کو روانہ ہو رہے تھے۔ ہدایات کے الفاظ یہ تھے:۔

قرآن میں تمہیں جو فیصلہ ملے اسے بے چون وچرا اختیار کرو اور اگر نہ ملے تو سنت کی طرف رجوع کرو۔ اگر وہاں بھی نہ ملے تو اپنے اجتہاد سے کام لو۔ اس کے علاوہ عدالت میں نہ کسی سے لڑو نہ جھگڑو نہ کوئی چیز خریدو نہ بیچو۔[1]

۱۸۸۔ قاضی شریحؒ کے نام۔

(چھوٹے بڑے) دانتوں اور (چھوٹی بڑی) انگلیوں کے تاوان میں کوئی فرق نہیں ہے۔[2]

۱۸۹۔ قاضی شریحؒ کے نام۔

یا وہ بچہ جسے اس کی ماں دار الحرب سے دار الاسلام لائے اس (ماں) کا وارث نہیں ہو سکتا جب تک کہ گواہ اس باپ کی شہادت نہ دیں کہ بچہ اسی کا ہے۔ چاہے ماں اپنا بچہ ثابت کرنے کے لئے اسے ولادت کے چیتھڑوں ہی میں لپیٹ کر کیوں نہ لائے۔[3]

۱۹۰۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام۔

یزدجرد نے جب دیکھا کہ ایک طرف عرب فوجیں عراق میں گھس پڑی ہیں اور دوسری طرف انہوں نے اہواز کے ایک اہم حصہ پر قبضہ کر لیا ہے تو وہ سخت پریشان ہوا۔ اس نے اہواز اور فارس میں اپنے ماتحت حاکموں کو غیرت دلائی اور ان پر دباؤ ڈالا کہ عربوں کو ملک سے نکالنے کے لئے تن من دھن کی بازی لگا دیں۔ عراق اور اہواز کے رئیسوں میں جوش پیدا ہو گیا اور وہ شد و مد سے فوجی تیاری میں مشغول ہو گئے۔ اہواز کے عرب کمانڈر ان چیف حرقوص بن زہیر کو خبر پہنچی کہ علاقے کے جزیہ گزار فارسی حاکم ہرمزان نے ایک بڑی فوج تیار کی ہے اور فارس و عراق کے رئیسوں کے تعاون

---

[1] بیہقی ۱۰/۱۱۰ [2] کنز العمال ۵/۱۶ [3] ایضاً ۶/۲۰۳

سے مسلمانوں پر حملہ کا منصوبہ بنایا ہے۔ انہوں نے عمر فاروقؓ کو صورتِ حال سے مطلع کیا اور کمک مانگی۔ خلیفہ نے کوفہ کے گورنر سعدؓ کو یہ ہدایت نامہ بھیجا۔

اہواز کے محاذ پر جلد ایک بڑی فوج بھیجو جس کے سالارِ اعلیٰ نعمان بن مقرن ہوں۔ اس فوج کے سالار سُوید بن مُقرّن، عبداللہ بن ذی السہمین، جریر بن عبداللہ حمیری اور جریر بن عبداللہ بجلی (رسالوں کے ساتھ) ہُرمزان کے مستقر کا رخ کریں اور تحقیق کریں (کہ اس کے بارے میں نقضِ عہد کی جو افواہ گرم ہے کہاں تک درست ہے اور) اس کے ارادے کیا ہیں۔[1]

۱۹۱۔ ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام۔

سعدؓ کو مذکورہ بالا فرمان لکھنے کے بعد ذیل کا مراسلہ ابو موسیٰ اشعریؓ کو جو اس وقت بصرہ کے گورنر تھے ارسال کیا۔

اہواز کو ایک بڑی فوج سہیل بن عدی کے برادر سُہیل بن عدی کی قیادت میں روانہ کرو۔ ان کے ساتھ یہ سالار ہوں۔ بَراء بن مالک، عاصم بن عمرو، مجزاۃ بن ثور، کعب بن ثور، عرفجہ بن ہرثمہ، حذیفہ بن محصن، عبدالرحمٰن بن سہل اور حُصین بن مَعبد۔ بصرہ اور کوفہ کی کل فوجوں کی کمان ابو سبرہ بن رُہم (صحابی) کو تفویض کرو جو فوجیں بطور کمک بعد میں آئیں وہ بھی ابو سبرہ کے ماتحت ہوں گی۔[2]

۱۹۲۔ جُندی سابور کی فتح کے نام۔

عرب فوجیں رامہرمز، نیشاپور، تستر اور سوس فتح کرکے اہواز کے آخری اہم شہر جندی سابور کا محاصرہ کئے ہوئے تھیں کہ ان کے ایک غلام نے کسی کو اطلاع کئے بغیر ایک تیر میں پروانۂ امان باندھ کر شہر پناہ کے اندر پھینکا۔ شہر کے لوگوں کے سخت پریشانی میں یہ پیغام ملا تو انہوں نے دروازے کھول دئے اور امان کے عہد پاتے باہر نکل آئے مسلمان یہ حال دیکھ کر حیران ہوئے اور اہلِ شہر سے دروازہ کھولنے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ تم نے جو پروانۂ امان تیر میں باندھ کر پھینکا تھا اسے دیکھ کر ہم نے دروازے کھول لیے ہیں اور

---

[1] طبری ۴/۲۰۵ [2] ایضاً

جزیہ دے کر اپنی جان، مال اور مذہب کی امان چاہتے ہیں، مسلمانوں نے کیمپ میں تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ ایک غلام نے یہ اقدام کیا تھا۔ ان کے فوجی اکابر نے کہا کہ پروانۂ امان ہماری بغیر اجازت ایک غلام نے پھینکا تھا، ہم اس کے پابند نہیں ہیں، اہالیان شہر نے یہ پروانۂ امان آپ ہی کی طرف سے آیا ہے اسے چاہے آپ نے بھیجا ہو یا آپ کے غلام نے، اگر آپ اس کا احترام کرنے کو تیار نہیں ہیں تو ہم شہر پناہ کے دروازے بند کئے لیتے ہیں۔ اس باب میں عمر فاروقؓ سے رجوع کیا گیا تو انہوں نے لکھا:

خدا نے ایفائے عہد کا رتبہ بہت بلند رکھا ہے۔ تم اس وقت تک باوفا نہیں ہو سکتے جب تک ایفائے عہد کی صحت میں شک کے باوجود ایفائے عہد نہ کرو۔ جندی ساپور کے باشندوں کے ساتھ جو وعدہ غلام کے پروانے میں کیا گیا ہے، اسے پورا کرو اور اہل شہر کو امان دے دو۔[1]

۱۹۳ ۔ خط کی دوسری شکل۔

اخبار و آثار کے بعض ناقلوں کی رائے میں پروانۂ امان کا واقعہ صوبۂ فارس کے ساحلی شہر سیراف کے محاصرہ کے دوران پیش آیا تھا، اور عمر فاروقؓ کے خط کا مضمون یہ تھا:

مسلمان غلام، مسلمانوں کے غلام۔ (کتاب الاموال ابن سلام) کی حیثیت دوسرے مسلمانوں کی سی ہے، اگر غلام امان دیدے تو یہ ایسا ہے گویا مسلمانوں نے امان دی ہو۔ لہٰذا امان نافذ کر دی جائے۔[2]

۱۹۴ ۔ خط کی تیسری شکل۔

غلام سے مسلمانوں کو قوت حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے اس کی امان مسلمانوں کی امان کے برابر ہے۔[3]

۱۹۵ ۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام۔

کسی گھوڑے کو خصی نہ کرو اور نہ دو میل سے زیادہ دوڑاؤ۔[4]

---

[1] طبری ۴/۲۴۱ [2] بلاذری ص۳۸۳، ابن سلام ص۱۷۰، یاقوت ۵/۱۰۹ [3] بلاذری ص۳۸۳
[4] سرخسی ۱/۹۲

۱۹۶ - سعد بن ابی وقاصؓ کے نام

ایک مسلمان نے کوفہ کے خزانہ میں ڈاکہ ڈالا۔ گورنر نے خلیفہ کو اس واقعہ کی خبر کی تو یہ جواب آیا :-

چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔[۱]

۱۹۷ - سعد بن ابی وقاصؓ یا عمار بن یاسرؓ کے نام

عمار بن یاسر سعدؓ کے بعد ۲۱ھ میں کوفہ کے گورنر ہوئے تھے

بغداد کے ماتحت علاقہ نہر الملک کی مالک ایک ذمی عورت تھی وہ مسلمان ہو گئی اور اس نے گورنر کوفہ سے درخواست کی کہ چونکہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے مجھ سے لگان کی بجائے عشر (دسواں حصہ) وصول کیا جائے جو مسلمانوں سے وصول کیا جاتا ہے۔ گورنر نے اس معاملہ میں خلیفہ سے رجوع کیا تو انہوں نے عورت کی درخواست مسترد کر دی ان کی رائے تھی کہ چونکہ زمین اس کے مسلمان ہونے سے پہلے بزور شمشیر مسلمانوں کی ملک ہو چکی ہے اس لئے اس کے مسلمان ہونے کے باوجود اسے لگان سے چھوٹ نہیں دی جا سکتی۔ خلیفہ کا فرمان ان دو جملوں پر مشتمل تھا۔

زمین عورت کو دے دی جائے اور اس سے لگان وصول کیا جائے۔[۲]

۱۹۸ - سعد بن ابی وقاصؓ کے نام

مال غنیمت سے ہر غازی کو حصہ دینے کے بعد سعدؓ کے پاس کچھ روپیہ بچ رہا انہوں نے خلیفہ سے دریافت کیا کہ اسے کس طرح ٹھکانے لگایا جائے تو یہ جواب دیا :-

بچا ہوا روپیہ قرآن خوانوں کو دیدو۔

اس فرمان کے بعد سعدؓ کے پاس دو شہسوار آئے جنہیں قرآن تو یاد نہ تھا لیکن انہوں نے جنگ میں کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے ان میں سے ایک نے جس کا نام بشر بن ربیعہ تھا کچھ شعر بھی کہے جن میں اپنی ممتاز جنگی خدمات کا ذکر کر کے انعام حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ سعدؓ نے خلیفہ سے بچا کھچا روپیہ ان دونوں کو دینے کی

---

[۱] ابو یوسف ص۱۸۱ [۲] مترجم ۲/۲۸۵، ابن سلام ص۸۶ رسالہ منظ طارق بن شہاب)

اجازت مانگی تو انھوں نے اجازت پر مشتمل یہ خط بھیجا۔

دونوں بہادروں کو ان کی جنگی کارگزاری کے صلے میں فاضل مدد دیدو۔[1]

۱۹۹۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام

بشر نے یہ دیکھ کر کہ حکومت کارگزار غازیوں کو ان کی بہادری کا انعام دینے کی طرف مائل ہے وہ اشعار جو سعد بن ابی وقاصؓ کو سنا چکے تھے خلیفہ کو لکھ بھیجے۔ ان کا خلیفہ پر خاطر خواہ اثر ہوا اور انہوں نے سعد کو یہ خط لکھا۔

بشر بن ربیعہ کو کارگزار غازیوں کی فہرست میں داخل کرو۔[2]

کارگزار غازیوں (اہل البلاء) کی سالانہ تنخواہ ڈھائی ہزار درہم تھی اور عام غازیوں کی دو ہزار۔

۲۰۰۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام۔

کوفہ کے لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ خلیفہ نے قرآن خوانوں (خط ۱۹۳) کو انعام دینے کا حکم دیا ہے تو انہوں نے بڑی تعداد میں قرآن پڑھنا شروع کر دیا اگلے سال سعدؓ نے خلیفہ کو مطلع کیا کہ پچھلے سال کے سات قرآن خوانوں کے مقابلے میں اس سال ستر قرآن خواں ہیں۔ عمر فاروقؓ نے اپنے سابقہ حکم پر نظرثانی کی اور لکھا۔

فاضل رقم کارگزار غازیوں نیز ان لوگوں میں بانٹ دو جن کے ہاتھوں دشمن کو خوب نکسیر پہنچی ہو۔[3]

۲۰۱۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام۔

اگر تم معلوم کرنا چاہو کہ خدا تمہیں کتنا چاہتا ہے تو یہ دیکھو کہ لوگ تمہیں کتنا چاہتے ہیں۔ یاد رہے کہ لوگوں کو تم سے جتنا زیادہ فائدہ پہنچے گا اتنا ہی زیادہ انعام خداوندی سے تم بہرہ ور ہو گے۔[4]

۲۰۲۔ خط کی دوسری شکل۔

اے (بنو اہیب کے) سعد جب خدا کسی بندہ کو چاہتا ہے تو اسے

---

[1] ابن حجر ۱/۲۰۲ [2] ابن حجر ۱/۱۰۲ [3] ایضاً [4] کتاب ابن عبدربہ ۱/۱۲۸ و ۲۲۳ (مخاطب خط ابو موسیٰ اشعری)۔

لوگوں کا چہیتا بنا دیتا ہے۔ بس یہ معلوم کرنے کے لئے کہ خدا تمہیں کتنا چاہتا ہے یہ دیکھو کہ لوگ تمہیں کتنا چاہتے ہیں۔ یاد رہے کہ خدا کو جتنا خوش رکھوگے اتنا ہی اس کے انعام و اکرام سے بہرہ ور ہوگے۔[1]

۲۰۳۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے نام۔

فارس کے بادشاہ یزدجرد نے جب دیکھا کہ عربوں نے اہواز کا صوبہ بھی فتح کر لیا ہے اور ان کے حوصلے برابر بڑھتے جا رہے ہیں تو اس نے ملک کے صوبے داروں کو ارجنٹ خط لکھے اور ان سے فوجیں طلب کیں۔ اس نے عربوں سے مقابلے کے لئے صوبہ جبال کا قلعہ بند اور کوہستانی شہر نہاوند منتخب کیا جہاں اسے بہت سی دلسانی سہولتیں حاصل تھیں۔ عمر فاروق کو یزدجرد کی فوجی تیاری کی خبر موصول ہوئی تو انہوں نے گورنر کوفہ سعد کو یہ خط بھیجا۔

نعمان (بن مقرن) نے مجھے لکھا ہے کہ تم نے انہیں تحصیل خراج کا کام سونپا ہے جو انہیں ناپسند ہے۔ ان کے دل میں جہاد کی لگن ہے۔ لہٰذا تم ترت کی سمت سے اہم مہم نہاوند کا انہیں سپہ سالار بنا کر بھیجو۔[2]

۲۰۴۔ نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کے نام۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے نعمان بن مقرن کو سلام علیک۔ اس معبود کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ فارسیوں کی ایک بڑی فوج تم سے لڑنے نہاوند میں جمع ہوئی ہے۔ میرا خط پاکر خدا کے حکم و مدد سے ان مسلمانوں کے ساتھ جو تمہارے پاس ہیں نکل کھڑے ہو۔ انہیں پتھریلے یا دشوار گزار راستوں سے مت لے جانا۔ انہیں کسی جائز حق سے محروم کرنا ورنہ وہ اسلام سے منحرف ہو جائیں گے۔ جنگلوں سے بھی انہیں نہ گزارنا۔ جہاں وہ بیماریوں میں مبتلا ہوں یا درندوں کا لقمہ بنیں۔ مجھے ایک مسلمان کی جان

---

[1] ازالۃ الخفاء ۲/ ۱۰۲ [2] طبری ۴/ ۲۲۲ [3] مدائنی سے اندازاً ساٹھ میل شمال مشرق میں ایک کوہستانی ضلع تھا

ایک لاکھ دینار سے زیادہ عزیز ہے۔

۲۰۵۔ خط کی دوسری شکل۔

بعد سلام کے واضح ہو کہ اہل کوفہ نے مجھے مطلع کیا ہے کہ فارس کا لشکر بہت بڑی تعداد میں اسلام کا چراغ گل کرنے نہاوند میں جمع ہوا ہے۔ مجھے خدا کے فضل سے پوری امید ہے کہ مسلمانوں کو فتح حاصل ہوگی۔ میں نے اہل کفر و ضلالت کے لئے ایک لشکر تیار کیا ہے اور تمہیں اس کا سالار مقرر کرتا ہوں۔ یہ خط پاکر تمہیں چاہئے کہ ان مسلمانوں کے ساتھ جو جنگ کر رہے ہیں مدائن کا رخ کرو اور وہاں نصر ابن عبد کے پاس کیمپ لگاؤ تاکہ بصرہ اور کوفہ سے جو فوجیں اس مہم کے لئے مقرر کی گئی ہیں تم سے آملیں جب ساری فوج یکجا ہو جائے تو تم خدا کی مدد اور نظر کرم پر بھروسہ کرکے نہاوند کو روانہ ہو جانا اور وہاں پہنچ کر جنگی کارروائی شروع کر دینا۔ مجھے پوری امید ہے کہ خدا تمہاری مدد کرے گا اور دشمن سرنگوں ہوگا۔ سائب بن اقرع کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔ انہیں جو کام سونپا ہے تمہیں زبانی بتائیں گے اور تمہارے ساتھ رہیں گے۔ تم پر لازم ہے کہ خدا کی مدد اور فضل پر بھروسہ رکھو اور اس کے وعدہ کو برحق سمجھو جو اس نے فارس و شام کی فتح کا ہم سے کیا ہے۔ خدا اپنے وعدہ سے کبھی نہیں پھرتا۔ ان اللہ لا یخلف المیعاد۔ جب دشمن سے تمہارا مقابلہ ہو تو تم پامردی سے ڈٹے رہنا اور صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہنا۔ خدا صبر کرنے والوں کے حق میں فرماتا ہے کہ انہیں بے اندازہ انعام ملے گا۔ یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب۔

اس سے ملتا جلتا خط تاریخ التواریخ میں بھی موجود ہے۔ جلد ۳ ص ۲۹۶۔

۲۰۶۔ نعمان بن مقرن کے نام۔

مذکورہ بالا خط کے راوی محمد بن اسحاق ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خلیفہ نے

ابن اعثم

گوہر کو ذکر بدایت کی تھی کہ نعمان بن مقرن کو نہاوند میں فارسی افواج سے لڑنے کے لیے بھیجیں۔ سلسلۂ ذیل سیف بن عمر نے نقل کیا ہے۔ ان کی رائے ہے کہ خلیفہ نے خود نعمان کو نہاوند جانے کا حکم دیا تھا جب وہ اہواز میں ایک فوجی مہم انجام دینے گئے ہوئے تھے۔ حسب تصریح سیف جب نعمان عراق کے ضلع کسکر کے متصل لگان تھے تو خلیفہ نے انہیں اہواز بھیجا تھا جہاں اس صوبہ کے فارسی حاکم ہرمزان نے جزیہ کا معاہدہ توڑ کر کئی فارسی حلیفوں کے ساتھ بغاوت کر دی تھی۔ نعمان اہواز میں رامہرمز اور ایذج نیز دوسری کئی اہم فتوحات حاصل کر کے دم لے رہے تھے کہ عمر فاروق رضی کا یہ مراسلہ انہیں موصول ہوا :

میں نے تمہیں اس لشکر کا سالار مقرر کیا ہے جو فارسیوں سے (بمقام نہاوند) جنگ آزما ہوگا۔ تم اہواز کے محاذ سے چل دو اور ماہ[1] جا کر کیمپ لگاؤ۔ میں نے افواج کو ذکر لکھا ہے کہ وہ تمہارے پاس جا پہنچیں۔ جب تمہارا لشکر اکٹھا ہو جائے تو فیروزان (فارسی سپہ سالار) اور اس کی فارسی و غیر فارسی فوجوں سے جنگ کے لیے چل دینا۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ خدا سے فتح کی دعا مانگتے رہیں اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ کا ورد رکھیں[2]۔

۶۰۷۔ خط کی دوسری شکل۔

میں نے ایک لشکر مدینہ، کوفہ اور بصرہ نہاوند بھیجا ہے اور تمہیں اس کا سالار اعلیٰ مقرر کیا ہے۔ اس لشکر میں طلیحہ بن خویلد اور عمرو بن معدیکرب موجود ہیں۔ ان کو اپنے ساتھ رکھو اور جنگی معاملات میں ان سے صلاح مشورہ لو۔ اگر تمہارے ساتھ کوئی حادثہ پیش آئے تو سپہ سالار حذیفہ (ابن الیمان) ہوں گے، اور اگر حذیفہ قتل ہوں تو جریر بن عبداللہ اور اگر جریر قتل ہوں تو مغیرہ بن شعبہ ان کی جگہ لیں گے اور مغیرہ قتل ہوں تو اشعث بن قیس سالار اعلیٰ ہوں گے۔

---

[1] ماہ سے مراد ماہ یا ماہ شہریاراں ہے جو حلوان سے اندازاً پندرہ میل شمال مشرق میں واقع تھا۔

[2] طبری ج ۴/۲۲۹ ؛ الکشاف ورق ۲۲۴۔

۲۰۸ - نعمان بن مقرنؓ کے نام

سیف بن عمر کا بیان ہے کہ جب نعمان طزر نامی شہر میں خیمہ زن تھے تو انہیں ذیل کا مراسلہ موصول ہوا۔ طزر حلوان سے ٹھیک چالیس پینتالیس میل مشرق میں خراسان جانے والی سڑک سے کوئی تیس میل ہٹ کر ایک وسیع میدان میں واقع تھا، کوفہ کی فوج اسی جگہ نعمان سے ملی تھی۔ طزر سے نہاوند اندازاً سو میل دور تھا۔ نعمانؓ نے یہیں سے طلیحہ، عمرو بن معدیکرب اور عمرو بن سلمیٰ کی سرکردگی میں گشتی دستے فارسی لشکر کے حالات اور سرزمین کا جغرافیہ معلوم کرنے بھیجے تھے۔

"تمہاری فوج میں ایسے لوگ ہیں جو عہد جاہلیت میں بڑے سورما اور صاحب اقتدار تھے۔ انہیں ایسے لوگوں پر ترجیح دو جن کا جنگی تجربہ ان سے کم ہو۔ ان سے مشورہ کرو اور اس کے مطابق عمل کرو۔ طلیحہ، عمرو بن معدیکرب اور عمرو بن ابی سلمیٰ سے جنگی معاملات میں صلاح لو لیکن انہیں کوئی عہدہ نہ دو۔[1]"

۲۰۹ - خط کی دوسری شکل۔

تمہاری فوج میں دو شخص ہیں ایک عمرو بن معدیکرب اور دوسرا طلیحہ بن خویلد جس کا تعلق اسد کی شاخ فقعس سے ہے۔ ان دونوں کو جنگ پر مرتب کیا جائے۔ ان سے جنگی معاملات میں صلاح مشورہ لو لیکن انہیں کوئی فوجی عہدہ نہ دو۔[2]

۲۱۰ - خط کی تیسری شکل۔

تمہارے لشکر میں دو نامور عرب بہادر ہیں: عمرو بن معدیکرب اور طلیحہ بن خویلد۔ انہیں فوج میں حاضر رکھو، ان کی تادیب کرو اور جنگی امور میں ان سے مشورہ لو انہیں گشتی دستوں میں بھیجو لیکن انہیں کوئی عہدہ نہ دو اور جب جنگ ختم ہو جائے تو ان کا مرتبہ گھٹا کر وہی کر دو جس پر وہ تھے۔[3]

۲۱۱ - خط کی چوتھی شکل۔

---

[1] طبری ۴/۲۴۰ [2] الفائق ۳/۱۴۱ [3] ابن ابی الحدید ۳/۱۴۲، الاصابہ، العقد ۲/۲۰۲

اپنی جنگ میں عمرو بن معدیکرب اور طلیحہ ازدی (اسدی) سے انہیں کوئی فوجی عہدہ دیئے بغیر مدد لو کیونکہ ہر کاریگر اپنے ہنر سے خوب واقف ہوتا ہے۔[۱]

۲۱۲۔ نہاوند کی فارسی فوجوں کے نام۔

نعمان کو حکم تھا کہ لڑنے سے پہلے فارسیوں کو اسلام کی دعوت دیں اس کے علاوہ عمر فاروقؓ نے براہ راست بھی یہ مراسلہ بھیجا جسے مغیرہ بن شعبہ نے فارسی فوجوں کو پڑھ کر سنایا۔

ہم تمہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے ہیں جس کی خدا اور رسول نے دعوت دی ہے۔ اگر تم نے ایسا کیا تو تم ہمارے بھائی ہو، تمہیں وہ سارے حقوق ملیں گے جو ہمیں حاصل ہیں اور تم نے ایسا کیا تو تم ہمارے بھائی ہو تمہیں وہ سارے حقوق ملیں گے جو ہمیں حاصل ہیں اور تم پر وہ ساری ذمہ داریاں عاید ہوں گی جو ہم پر عائد ہیں۔ اگر تم مسلمان ہونا نہیں چاہتے تو جزیہ دو اور اگر جزیہ دینے کے لئے بھی تیار نہیں تو ہم تمہارے خلاف خدا سے مدد کے طلبگار ہوں گے۔[۲]

۲۱۳۔ اہواز کے سالاروں کے نام۔

صوبہ اہواز کی حد مشرق میں صوبۂ فارس سے ملتی تھی اور شمال میں صوبۂ جبال سے جس کے ضلع نہاوند میں فارسی فوجیں جمع ہو رہی تھیں۔ صوبۂ فارس سے نہاوند جانے کے کئی راستے اہواز سے ہو کر گزرتے تھے اور ایک بڑی سڑک براہ راست جبال کے شہر جی (اصفہان) سے ہو کر جاتی تھی۔ عمر فاروقؓ نے نہاوند میں فارسیوں کے مقابلہ کے لئے جو قدم اٹھائے ان میں سے ایک یہ تھا کہ انہوں نے اہواز کے سرحدی سالاروں کو حکم دیا کہ سرحد پر ہی چوکیاں بنالیں اور فارس سے نہاوند کمک نہ جانے دیں اہل فارس کو اپنے بھائیوں کے خلاف (نہاوند میں) مدد کرنے سے باز

---

[۱] ابن حبیب ۱۹۰/۱۲۰ ازالۃ الخفاء ۱۹۳/۲ (مخاطب سعد بن ابی وقاص) [۲] اکتفاء ۲/۴۲۲

رکھو اور اسی طرح اپنی قوم اور اراضی کی حفاظت کرو۔ فارس اور اہواز کی سرحد پر ڈٹے رہو حتیٰ کہ میں نئی ہدایات بھیجوں۔

۲۱۴۔ عبداللہ بن عبداللہ بن عتبانؓ کے نام۔

سعد بن ابی وقاصؓ کی معزولی کے بعد کوفہ کے گورنر مقرر ہوئے تھے، عمر فاروقؓ نے نعمان بن مقرن کو خط ۲۱۳ لکھنے کے بعد عبداللہ کو یہ فرمان بھیجا:

کوفہ سے اتنی فوج نعمان بن مقرن کے پاس بھیجو جتنی میں نے انہیں لکھا ہے کہ اہواز سے ماہ (غالباً ماہِ شہریاران) کی طرف پیش قدمی کریں۔ کوفہ کی فوج کو چاہیئے کہ ماہ میں نعمان سے جا ملے اور ماہ سے ساتھ لے کر نعمان نہاوند کا رخ کریں۔ نعمان کے پاس پہنچنے تک کوفہ کی فوج کے سالارِ اعلیٰ حذیفہ بن یمان رہیں گے۔ میں نے انہیں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر تمہارے ساتھ کوئی حادثہ پیش آئے تو سالارِ اعلیٰ حذیفہ ہوں گے اور اگر حذیفہ مارے جائیں تو نعیم بن مقرن ان کی جگہ لے لیں گے۔[1]

۲۱۵۔ عبداللہ بن عبداللہ بن عتبانؓ کے نام

ہرمزان صوبہ اہواز کا فارسی حاکم تھا۔ اس کے علاقہ کا جنوبی حصہ مسلمانوں نے نے ۱۷ھ میں فتح کر لیا تھا۔ ۱۸ھ میں اس نے مسلمانوں سے مقابلہ کی تاب نہ لا کر اپنے باقی علاقہ کے لئے جو جندی شاپور[2]، رامہرمز، شوش اور نہر جالعذق پر مشتمل تھا، جزیہ کے بالمقابل سمجھوتہ کر لیا تھا۔ اس سمجھوتہ کی خبر شاہِ فارس یزدجرد کو ہوئی جو اس وقت تھے اور بقول بعض مرو میں جنگی منصوبے بنا رہا تھا تو اسے سخت کوفت ہوئی اور اس نے صوبہ فارس کے گورنر شہرک اور وہاں کے دوسرے فوجی منصب داروں کو لکھا:

معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنے شاندار مذہب کو خیرباد کہہ چکے ہو۔ تم نے عربوں کی طرف سے آنکھیں بند کر لی ہیں۔ انہوں نے پہلے مغربی و جنوبی عراق اور پھر سواد پر قبضہ کیا لیکن تم نے کوئی خبر نہ لی، پھر جب وہ اہواز کی طرف متوجہ ہوئے تب بھی تم نے ہرمزان کی

[1] طبری ۴/ ۲۳۹ [2] جندی شاپور۔

مدد نہیں کی اور اسے مجبوراً عربوں سے سمجھوتہ کرنا پڑا۔ یہی نہیں ان عربوں نے خود تمہاری زمین
پر حملہ کیا (اشارہ حضرت عمرؓ کی فارس پر فوج کشی کی طرف اشارہ ہے) اور تم ایسے غافل بیٹھے
کہ وہ صحیح سلامت تمہارے ملک سے بچ کر نکل گئے۔ اب غیرت و حمیت سے کام لو اور
ہرمزان کی مدد کے لئے سپاہی اور جانور بھیجو تاکہ وہ جنگ کے لئے تیار ہو سکے اور اہواز
کو عربوں کے قبضے سے نکال لے۔

دوسرا خط ہرمزان کو لکھا جس میں یہ تھا کہ میں نے فارس کے گورنر شہرک کو فرمان بھیجا
ہے کہ ایک لشکر تمہاری مدد کو لے کر جائے۔ خاطر جمع رکھو اور جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔
یزدجرد نے اہواز کے مفتوحہ شہروں کو بھی سفارتیں بھیجیں اور سارے علاقے میں بغاوت کی
لہر دوڑا دی۔ یہاں کے کئی شہر پہلے ہی جزیہ کے معاہدے توڑ چکے تھے۔ ان میں سے ایک
تستر کا عظیم قلعہ بند شہر تھا۔ سنہ ۱۷ھ اور بقول بعض سنہ ۲۰ھ میں تستر کا محاصرہ ہوا۔ فارسیوں
کی طرف سے ہرمزان خود جنگ کی قیادت کر رہا تھا۔ قلعہ بند فوجیں جب چاہتیں خندق
کی ہر دو کھل کر پھر قلعہ بند ہو جاتیں۔ جب محاصرہ کو کئی مہینے گزر گئے اور مسلمان بڑے
بڑے اکتا گئے تو ایک فارسی نے قلعہ میں داخل ہونے کے ایک خفیہ راستہ کی نشاندہی کی
مسلمان اسی راستہ سے قلعہ میں گھس گئے اور اسے فتح کر لیا۔ ہرمزان نے قریب کے
ایک دوسرے پہاڑی قلعہ میں پناہ لی اور اس شرط پر ہتھیار ڈالنے کو تیار ہوا کہ عمر
فاروقؓ خود اس کی قسمت کا فیصلہ کریں۔ یہ شرط مان لی گئی اور ایک وفد جس میں مشہور
عرب احنف بن قیس تھے۔ ہرمزان اور خمس کے ساتھ مدینہ روانہ ہوا۔ اہواز کی کئی مفتوحہ بلاد
اور ہرمزان کی دوبارہ معاہدہ شکنی سے عمر فاروقؓ کو شبہ پیدا ہوا کہ مسلمان عمال جزیہ گزار
فارسیوں سے بدسلوکی کرتے ہوں گے۔ انہوں نے وفد کے ارکان سے کہا: مجھے ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ مسلمان ذمیوں پر ظلم و ستم کرتے ہیں جبھی وہ بغاوت پر مجبور ہو جاتے ہیں۔
وفد کے اکابر: جہاں تک ہمیں معلوم ہے مسلمانوں کا سلوک ذمیوں کے ساتھ اچھا
ہے۔ عمر فاروقؓ: پھر یہ بغاوتیں کیوں ہوتی ہیں؟ وفد کے رکن احنف بن قیس:
امیرالمومنین آپ نے فارس میں پیش قدمی سے ہمیں باز رکھا ہے۔ آپ کا فرمان ہے

کہ جتنا علاقہ ہمارے پاس ہے اسی پر اکتفا کریں۔ بات یہ ہے کہ شاہ فارس زندہ ہے اور اپنی قوم کے درمیان موجود ہے۔ وہاں کے باشندے برابر ہمارے ساتھ برسرِ پیکار رہیں گے کیونکہ جب کسی ملک میں دو حریف بادشاہ ہوتے ہیں تو وہ لڑتے ہیں حتیٰ کہ ان میں سے ایک فریق دوسرے کو نکال دیتا ہے۔ اہلِ فارس کو عہد شکنی پر ابھارنے والا ان کا بادشاہ ہے اور وہ برابر ایسا کرتے رہیں گے بجز اس کے کہ آپ ہمیں ان کے ملک میں پیش قدمی کی اجازت دیں۔ اگر آپ نے اجازت دی تو ہم شاہ کو اس کی کشور، قوت اور عظمت کے حصار سے باہر نکال دیں گے۔ پھر فارسیوں کی اُمیدیں ٹوٹ جائیں گی اور ان کے دل پر ایسی مایوسی گھر کرے گی کہ آئندہ کبھی بغاوت کی جرأت نہیں کریں گے۔

حضرت عمر فاروقؓ احنف کی باتوں سے متاثر ہوئے اور بولے تمہارا خیال صحیح معلوم ہوتا ہے۔ ابھی وہ تجویزِ پیش قدمی پر غور کر ہی رہے تھے کہ خبر آئی کہ یزدجرد کی فوجیں نہاوند میں جمع ہو رہی ہیں اور یہ عراق کے سرحدی شہروں کی طرف بڑھ آئی ہیں۔ عمر فاروقؓ کی ساری توجہ اس نئے خطرہ سے نپٹنے کی طرف مرکوز ہو گئی۔ نہاوند کی خونریز جنگ سے فارغ ہونے کے بعد عمر فاروقؓ نے محسوس کیا کہ احنف کی تجویز پر عمل کرنا ناگزیر ہے اور جب نہاوند کے بعد دو تازہ بغاوتیں دینور اور ہمدان کے فارسیوں نے جزیہ کا معاہدہ توڑ کر کیں تو عمر فاروقؓ نے بلا تاخیر پیش قدمی کی کارروائی شروع کر دی۔ فارس میں چار محاذ مقرر کئے اور ان پر الگ الگ سالاروں کی ماتحتی میں بصرہ اور کوفہ سے فوجیں بھیجیں۔ ان میں سے ایک سالار عبداللہ بن عبداللہ بن عتبانؓ گورنر کوفہ تھے۔ خلیفہ نے انہیں اصفہان کے محاذ پر بھیجا اور زیاد بن حنظلہ کو جو سعد بن ابی وقاصؓ کے عہد میں کوفہ کے قاضی تھے وہاں کا گورنر مقرر کیا۔ دوسری طرف انہوں نے بصرہ کے گورنر ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ ایک فوج لے کر اہواز کی راہ سے اصفہان کی طرف بڑھیں اور ابن عتبانؓ کی فوجوں میں ضم ہو جائیں۔ اصفہان فارس کے وسط میں ایک اہم تمدنی تجارتی مرکز تھا جہاں سے ہو کر کئی بڑی سڑکیں ملک کے مختلف صوبوں کو جاتی تھیں۔ ابن عتبانؓ کے نام عمر فاروقؓ کے خط کا مضمون یہ تھا:-

کوفہ سے مدائن کا رخ کرو اور وہاں پہنچ کر مسلمانوں کو جنگ پر جانے
کی دعوت دو۔ جو لوگ برضا و رغبت تمہارے ساتھ جانے کو تیار ہوں
انہیں ساتھ لے لو اور مجھے صورتحال سے مطلع کرو۔[1]

۲۱۶۔ عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان کے نام۔

ابن عتبان مدائن سے نہاوند پہنچے اور وہاں کی حفاظتی فوج سے جو لوگ ان کے
ساتھ جانے کو تیار ہو جاتے انہیں لے کر اصفہان روانہ ہو گئے۔ اصفہان کے مضافاتی
شہروں اور قصبوں نے معمولی مقابلہ کے بعد جزیہ کے بالمقابل سمجھوتے کر لئے۔ پھر
اصفہان کے دارالحکومت جی کا محاصرہ ہوا اور یہاں بھی کسی بڑی جنگ کے بغیر جزیہ
کے بالمقابل معاہدہ ہو گیا۔ ابوموسیٰ اشعری جب ابن عتبان سے ملے تو اس وقت جی
اور اس کا مضافاتی علاقہ فتح ہو چکا تھا۔ ابن عتبان نے خلیفہ کو فتح کی خبر دی تو یہ
فرمان آیا۔

تم کرمان کا رخ کرو اور سہیل بن عدی سے جا ملو جنہیں اہل کرمان سے لڑنے
بھیجا گیا ہے۔ جی میں ایک حفاظتی فوج چھوڑ دو اور اصفہان پر سائب
بن اقرع کو تحصیل خراج (جزیہ و لگان) مقرر کرو۔[2]

۲۱۷۔ کوفہ کے باشندوں کے نام۔

جب نہاوند میں فارسیوں کے فوجی اجتماع کی خبریں سارے مفتوحہ علاقہ میں گرم
ہو رہی تھیں۔ کوفہ کے کچھ تنگ نظر اور شر پسند عربوں نے اپنے گورنر سعد بن ابی وقاص
کی خلیفہ سے شکایت کی اور انہیں معزول کرنے کا مطالبہ کیا۔ کوفہ کی چھاؤنی میں ایک لاکھ
سے زیادہ عرب آباد تھے جن میں سے بیشتر جزیرہ عرب کے دیہاتوں سے آکر فوج
میں بھرتی ہو گئے تھے اور ہر موقع پر قبائلی حمیت، مذہبی تنگ نظری اور دیہاتی اکھڑپن
کا مظاہرہ کیا کرتے تھے اور گورنر کے اعمال پر بیجا و ناجائز نکتہ چینیاں کرتے تھے۔ عمر
فاروقؓ نے شکایت کی تحقیق کی اور گو کہ اس کی توثیق نہ ہو سکی پھر بھی انہوں نے

---

[1] طبری ۲/۴ ۲۴۰ [2] طبری ۴/ ۲۴۸

تک چینیوں کا منہ بند کرنے کے لئے سعد کو برطرف کر کے عبداللہ بن عبداللہ بن عتبانؓ کو گورنر مقرر کر دیا۔ نئے گورنر کے عہد میں نہاوند کی جنگ ہوئی، کچھ عرصہ بعد انہیں ایک عسکری مہم پر بھیجا گیا اور ان کی جگہ زیاد بن حنظلہ کوفہ کے گورنر مقرر ہوئے۔ زیاد کو عہدہ پسند نہیں آیا اور جلد ہی انہوں نے استعفاء دیدیا۔ عمر فاروقؓ نے ان کی جگہ عمار بن یاسر (صحابی) کو گورنر مقرر کیا اور عبداللہ بن مسعود (صحابی) کو تعلیم قرآن اور خزانہ کی نگرانی کا کام سونپا۔ اس موقع پر خلیفہ نے حسب ذیل کے الفاظ پر خط ارسال کیا:۔

میں تمہارے پاس عمار بن یاسر کو گورنر اور ابن مسعود کو معلم و مشیر و وزیر بنا کر بھیج رہا ہوں۔ یہ دونوں رسول اللہؐ کے برگزیدہ ساتھی اور بدر کے مجاہد ہیں ان کی پیروی کرو اور ان کا حکم مانو۔ میں نے عبداللہ بن مسعودؓ کو ایثار کر کے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ میں نے انہیں تمہارے خزانہ کا نگران بھی بنا دیا ہے اور عثمان بن حنیف کو سواد عراق کی پیمائش اور لگان بندی کا منتظم مقرر کیا ہے اور تینوں کے لئے ایک بکری یومیہ راشن کر دی ہے۔ نصف مع پیٹ عمار کے لئے اور بقیہ ابن مسعود اور عثمان کے لئے۔[1]

۲۱۸۔ خط کی دوسری شکل۔

میں نے عمار بن یاسر کو تمہارا گورنر اور عبداللہ بن مسعود کو معلم و وزیر مقرر کیا ہے۔ حذیفہ بن یمان کو دجلہ اور عثمان بن حنیف کو فرات سے سیراب ہونے والے علاقہ کی پیمائش اور لگان بندی کا انتظام سپرد کیا ہے۔

۲۱۹۔ خط کی تیسری شکل۔

میں عمار بن یاسر کو گورنر اور عبداللہ بن مسعود کو معلم قرآن اور وزیر و مشیر بنا کر بھیج رہا ہوں۔ یہ دونوں رسول اللہ کے برگزیدہ ساتھیوں میں سے ہیں۔ ان کا کہا مانو اور ان کی پیروی کرو۔ میں نے عبداللہ کو

لہ ابن سعد ۶/۱ لہ طبری ۴/۲۴۰

تمہارے پاس بھیج کر ایثار سے کام لیا ہے۔[1]

۲۲۰۔ خط کی چوتھی شکل۔

کوفہ کے باشندو! تم کوفہ کے سرتاج ہو اور میرا وہ تیر جسے میں قریب آکر دشمن کے خطرہ کے وقت چھوڑتا ہوں۔ میں عبداللہ بن مسعود کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔ میں نے انہیں تمہارے لئے منتخب کیا ہے اور انہیں بھیج کر تمہاری ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دی ہے۔[1]

۲۲۱۔ خط کی پانچویں شکل۔

قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں نے (ابن مسعود کو معلم قرآن کی حیثیت سے بھیج کر) تمہاری ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دی ہے۔ ان سے قرآن سیکھو۔[1]

۲۲۲۔ عبداللہ بن مسعودؓ کے نام۔

حضرت عمر فاروقؓ نے ایک شخص کو قرآن کے الفاظ «لیسجننه حتی حین» کو عتی حین پڑھتے سنا۔ دریافت کرنے پر اس نے بتایا کہ مجھے عبداللہ بن مسعود نے اسی طرح پڑھایا ہے۔ ابن مسعودؓ کی پیدائش اور پرورش قبیلہ ہذیل میں ہوئی تھی۔ ہذیل اور قریش کی بول چال کی عربی میں قدرے فرق تھا۔ ہذیل کے عرب حتی کو عتی پڑھتے تھے۔ عمر فاروقؓ نے ابن مسعود کو لکھا:

سلام علیک۔ خدا نے قرآن فصیح اور صاف عربی زبان میں نازل کیا ہے۔ اور یہ وہ عربی ہے جو قریش کے لوگ بولتے ہیں۔ میرا خط پا کر تم لوگوں کو قریش کی (فصیح) عربی میں قرآن پڑھاؤ اور ہذیل کی عربی میں نہ پڑھاؤ۔[2]

۲۲۳۔ عبداللہ بن مسعودؓ کے نام۔

حضرت عمر فاروقؓ میت کے بھائیوں کی موجودگی میں میت کے دادا کو

---

[1] ابن سعد ۶/۳، ذہبی (تذکرۃ الحفاظ، حیدرآباد دکن ۱/۱۴)۔ ازالۃ الخفاء ۲/۱۵۵۔ ابن قتیبہ (کتاب المعارف، قاہرہ مطبوعہ ۱۳۰۰ھ) ص ۱۲۳ - ۱۲۵ - باختلاف متن [2] ابن سعد ۶/۳ [3] بلاذری انساب (رقمی) ۹/۹۰۴، [4] ازالۃ الخفاء ۲/۱۹۱، کنز العمال ۱/۲۸۳ - ۲۸۴۔

اُس کی میراث کا چھٹا حصہ دلاتے تھے۔ پھر انہوں نے اپنی رائے بدل لی اور تیسرا حصہ دلانے لگے علی حیدرؓ دادا کو تیسرا دلاتے تھے۔ پھر انہوں نے اپنے اجتہاد میں تبدیلی کی اور چھٹا دلانے لگے۔ عبداللہ بن مسعودؓ بھی چھٹا دلاتے تھے۔ پھر عمر فاروقؓ کا حسب ذیل فرمان پاکر وہ بھی تیسرا دلانے لگے:۔

مجھے اندیشہ ہے کہ ہم نے دادا کی حق تلفی کی ہے۔ اس لئے میراث کا ثلث اسے دلا دو۔[1]

خط کی دوسری شکل۔

میرا خیال ہے کہ ہم نے دادا کی حق تلفی کی ہے۔ میرا خط پا کر اسے بھائیوں کی موجودگی میں ثلث دلا دو۔[2]

۲۲۴۔ عمار بن یاسرؓ کے نام۔

جنگ نہاوند کے موقع پر جب اسلامی فوج کے لئے عمار کمک لے کر پہنچے تو جنگ ختم ہو چکی تھی اور مسلمان فتحیاب ہو چکے تھے۔ تاہم عمار بن یاسرؓ نے مال غنیمت سے حصہ طلب کیا۔ فاتح فوج نے کہا کہ چونکہ تم جنگ میں شریک نہیں تھے اس لئے مال غنیمت کے مستحق نہیں ہو۔ اور ایک عرب تو طیش میں آکر گالیوں پر اتر آیا اور بولا۔ کنکٹے غلام (جنگ یمامہ میں عمار کا کان کٹ گیا تھا) تم ہمارے مال غنیمت میں (جسے ہم نے جنگ کی بھٹی میں جل کر حاصل کیا ہے) شریک ہونا چاہتے ہو۔ عمار بن یاسرؓ نے عمر فاروقؓ سے شکایت کی تو یہ جواب آیا:۔

بلاشبہ مال غنیمت ان لوگوں کا حق ہے جو عملاً لڑائی میں شریک ہوں۔[3]

۲۲۵۔ عمار بن یاسرؓ کے نام۔

مدائن میں مسلمانوں کو کسی قبر میں زربفت کے کپڑوں میں لپٹی ہوئی ایک لاش ملی اس کے پاس بہت سارا روپیہ بھی رکھا ہوا تھا۔ کفن اور روپیہ گورنر کے پاس لایا گیا۔ انہوں نے خلیفہ سے دریافت کیا کہ دونوں چیزوں کو خزانہ میں جمع کر دیں یا پانے والوں کو دے دیں تو یہ

---

[1] بیہقی ۶/۲۴۶ ، ۱۰۹۰ [2] بیہقی ۶/۲۵۰ [3] سرخسی ۲/۲۵۱-۲۵۲۔

جواب آیا:-

یہ چیزیں پلنے والوں کو دے دو اور اُن سے نہ لو۔[1]

۲۲۶ - مغیرہ بن شعبہؓ کے نام -

سنہ ۲۱ھ میں کوفہ کے کچھ شر پسند عناصر کی شکایت پر عمار بن یاسرؓ گورنری سے مستعفی ہوئے اور ان کی جگہ مغیرہ بن شعبہؓ کا تقرر ہوا جو عمر فاروقؓ کی وفات یعنی سنہ ۲۳ھ کے آخر تک اس عہدہ پر فائز رہے، عمر فاروقؓ نے اہل کوفہ کی توجہ شعر و شاعری سے ہٹانے کے لئے گورنر کو یہ خط لکھا:-

شہر کے شاعروں کو بلا کر ان سے عہد جاہلی اور دورِ اسلام کا کلام سنو اور مجھے اس کی ایک رپورٹ بھیجو۔[2]

۲۲۷ - خط کی دوسری شکل - (مخاطب سعد بن ابی وقاصؓ)

صف اول کے شاعروں نے بہر شعر قبول اسلام کے بعد کیسے ہوں وہ مجھے بھیجو۔[3]

مشہور معلقہ شاعر لبید بن ربیعہ نے کہا: میں نے اسلام لانے کے بعد کوئی شعر نہیں کہا قرآن نے شعر و شاعری سے میری توجہ ہٹا لی ہے عمر فاروقؓ نے ان کی سالانہ تنخواہ بڑھا دی۔

۲۲۸ - مغیرہ بن شعبہ کے نام

خط ۲۲۶ پاکر گورنر نے شاعروں کو جمع کیا اور جب لبید بن ربیعہ کو اپنا جاہلی اسلامی کلام سنانے کا حکم دیا تو لبید نے کہا جب سے مجھے خدا نے بقرہ اور آل عمران کی سورتیں عطا کی ہیں شعر و شاعری سے مجھے دلچسپی نہیں رہی ہے اس کے بعد گورنر نے ایک دوسرے شاعر اغلب عجلی کو اپنا کلام سنانے کا حکم دیا تو اغلب نے کہا - رجز کے شعر سناؤں یا قصیدہ وغیرہ؟ میرے پاس ہر قسم کے اشعار موجود ہیں۔ دونوں شاعروں کے جواب کی خبر خلیفہ کو کی گئی تو یہ فرمان آیا

اغلب کی سالانہ تنخواہ سے ڈھائی سو روپے (۲۵۰ درہم) کم کر کے لبید

---

[1] ابن سلام ۲۴۲ [2] کنز العمال ۲/۱۶۹ [3] ایضاً [4] ایضاً

کی تنخواہ میں بڑھا دو۔[1]

اغلب کو اس حکم سے حیرت ہوئی اور کوفت بھی اور وہ فریاد کرنے خلیفہ کے پاس گئے اور کہا کہ آپ نے تعمیل حکم کا خوب صلہ دیا کہ میری تنخواہ ہی کم کر ڈالی۔ عمر فاروقؓ نے اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کی اور گورنر کو لکھا:

اغلب کی تنخواہ میں پانچسو درہم جو کم کئے ہیں بڑھا دو اور لبید کی تنخواہ میں جو اضافہ کیا ہے اسے برقرار رکھو۔[2]

۲۲۹۔ احنف بن قیسؓ کے نام

جارحانہ پیش قدمی کے منصوبہ کے تحت صوبہ خراسان کی مہم احنف بن قیس کے سپرد کی گئی۔ خراسان فارس کا سب سے بڑا شمالی صوبہ تھا جہاں سے ہو کر عراق کی تجارتی و لشکری شاہراہ خوارزم اور ماوراء النہر کو جاتی تھی جلولا اور حلوان سے فرار ہونے کے بعد یزدجرد خراسان کے مشہور شہر مرو شاہجان میں مقیم ہو گیا تھا اور مواصلوں نیز سفارتوں کے ذریعہ عربوں کو ملک سے نکالنے کی جدوجہد میں مصروف تھا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ عرب فوجیں خراسان میں گھس آئی ہیں تو اس نے ماوراء النہر کے حاکموں بلکہ شاہ چین تک سے مدد مانگی لیکن چینوں کی مدد آنے سے پہلے مسلمانوں نے اس پر ایسی یلغار کی کہ وہ مرو شاہجان چھوڑ کر مرو شاہ روذ (ڈیڑھ سو میل جنوب میں) اور وہاں سے بلخ (تقریباً چار سو میل شمال مشرق میں) بھاگ گیا۔ مسلمان اس کا تعاقب کرتے ہوئے بلخ پہنچے جو دریائے جیحوں کے قریب واقع تھا۔ جنگ میں مسلمانوں سے شکست کھا کر یزدجرد نے خراسان چھوڑ دیا۔ وہ جیحوں پار منگول ترکوں کے پاس جا کر پناہ لی۔ احنف نے خلیفہ کو اپنی فتوحات اور یزدجرد کے فرار کی اطلاع دی اور دریا پار اس کا تعاقب کرنے کی اجازت مانگی تو یہ خط موصول ہوا۔

دریا (جیحوں) کے پار ہرگز نہ جاؤ اور اپنی فتوحات اس کے بائیں کنارہ تک محدود رکھو جس سیرت سے تم نے خراسان فتح کیا ہے اس سے تم واقف ہو اس پہ قائم رہو گے تو کامیابی ہمیشہ تمہارے قدم چومے گی۔ ہرگز دریا پار نہ جانا ورنہ تمہارا شیرازہ بکھر جائے گا۔[3]

---

[1] کنز العمال ۲/۲۵۶۔ [2] ایضاً [3] طبری ۴/۲۶۳-۲۶۴

۲۲۰۔ عتبہ بن فرقد کے نام

پیش قدمی کے منصوبہ کے تحت عمر فاروقؓ نے فارس کے مختلف محاذوں پر فوجیں بھیجیں تو آذربیجان کے صوبہ کے لئے دو افسر مقرر کئے۔ عتبہ بن فرقد اور بکیر بن عبداللہ۔ آذربیجان کا صوبہ ان دونوں میں بانٹ دیا گیا، ایک کو حلوان اور دوسرے کو موصل کی راہ سے آذربیجان پر چڑھائی کرنے کا حکم تھا۔ آذربیجان میں کوئی بڑی لڑائی نہیں ہوئی اور دونوں اپنے اپنے حدود میں مقامی اکابر کو جزیہ گزار بناتے پیش قدمی کرتے رہے حتی کہ سارا صوبہ اسلامی قلمرو میں آگیا۔ بکیر بن عبداللہ خلیفہ کی زیر ہدایت موقان اور شیروان فتح کرنے بڑھ گئے اور آذربیجان کے کل صوبہ پر عتبہ بن فرقد گورنر مقرر ہوئے۔ فقیہ بصرہ ابو عثمان نہدی کا بیان ہے کہ جب میں عتبہ کے ساتھ آذربیجان میں تھا تو یہ خط مدینہ سے موصول ہوا:۔

> مسلمانو! چادر اوڑھو اور تہبند باندھو۔ شلوار مت استعمال کرو۔ جوتے پہنا کرو۔ چرمی موزے اتار دو و نشانہ بازی کی مشق کرو۔ رکابیں کاٹ دو اور اپنے لڑکوں کو تیراکی کی مشق کراؤ۔ (ابن ابی الحدید) گھوڑے کی پیٹھ پر کود کر بیٹھا کرو (دھوپ میں رہا کرو کہ وہ عربوں کا حمام ہے (ازالۃ الخفاء) بات چیت عربی میں کرو۔ (اپنے دادا) معد بن عدنان کی سی سادہ زندگی اختیار کرو، موٹا پہنو اور موٹا کھاؤ۔ خشونت اور تکلیف کی عادت ڈالو (ازالۃ الخفاء) عجمیوں کی طرح رہنے، تنعم کی زندگی سے بچو۔ رسول اللہؐ نے ریشم پہننے سے منع کیا ہے الا یہ کہ اس کی لمبائی چوڑائی تین انگل یا چار انگل ہو[1]

---

[1] بلاذری فتوح البلدان [illegible] ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ [illegible] ۔ مکمل حوالہ جات [illegible] ازالۃ الخفاء [illegible] بخاری، صحیح مسلم [illegible] ابو داؤد، سنن [illegible] کنز العمال [illegible] ازالۃ الخفاء ۲/۱۴۰ [illegible] میں خط کے دوسرے حصوں کی [illegible] وضاحت کی گئی ہے۔

۲۳۱- خط کی دوسری شکل۔

اے عتبہ بن فرقد عیش و آرام کی زندگی سے پرہیز کرو، غیر مسلموں کا لباس اور ریشم نہ پہنو، رسول اللہؐ نے ریشم پہننے سے منع کیا ہے۔ الا یہ کہ اتنا ہو یہ کہتے ہوئے رسول اللہؐ نے اپنی دو انگلیاں اٹھا دیں[1]۔

۲۳۲- عتبہ بن فرقدؓ کے نام

عتبہ بن فرقد گورنر آذربیجان نے عمر فاروقؓ کے لئے دو پٹاریوں میں خبیص نامی حلوہ بھیجا۔ عمر فاروقؓ سمجھے کہ پٹاریوں میں سرکاری روپیہ آیا ہے۔ لانے والے نے جب بتایا کہ خبیص ہے تو انہوں نے پٹاری کھلوائی اور چکھ کر دیکھا پھر لانے والے سے پوچھا۔ کیا عتبہ کی فوج کے سب لوگ یہ حلوہ سیر ہو کر کھاتے ہیں؟ لانے والے نے نفی میں جواب دیا، عمر فاروقؓ نے حلوہ واپس کر دیا اور یہ پُر عتاب خط عتبہ کو لکھا۔

واضح ہو کہ خبیص نہ تو تمہاری محنت کا ثمرہ ہے نہ تمہاری ماں اور باپ کی۔ تم وہی غذا کھاؤ جس سے تمہاری فوج کے باقی مسلمان کیمپ میں سیر ہوتے ہیں[2]۔

۲۳۳- عتبہ بن فرقدؓ کے نام۔

عتبہ بن فرقدؓ نے عمر فاروقؓ کو بیس ہزار روپے (چالیس ہزار درہم) بطور زکاۃ شراب بھیجے تو انہوں نے یہ پُر ملامت خط لکھا:

تم نے مجھے شراب کی زکاۃ بھیجی ہے۔ مہاجرین کی نسبت اس کا استعمال تمہارے زیادہ شایانِ شان ہے۔ میری اس رائے سے لوگوں کو مطلع کر دینا[3]۔

۲۳۴- عتبہ بن فرقدؓ کے نام۔

عتبہ بن فرقد عراقی بستیوں میں گئے ہوئے تھے۔ رمضان کا مہینہ تھا، وہاں کے عربوں نے بعد عصر بادل دیکھا اور یہ سمجھ کر کہ چاند نکل آیا ہے روزہ توڑ دیا۔ اس بات کی خبر عمر فاروقؓ کو ہوئی تو انہوں نے لکھا۔

---

[1] ابن جوزی ص۱۱۴ [2] بلاذری انساب (ف) ۳/۹۱۴، ۵/۱۱۹۰ بلاذری ص۳۳۶ [3] بیہقی شعب (ق) مسند (ق) دمشقی ۲۰۰ تاریخ ص۱۶ (ق) احمد بن عبداللہ رازی رقم ۲۰۰، بے تعلیقات، دار الکتب ...

کنز العمال ... ۳۰۰ ... ابن حزم ... ۱۹

اگر چاند تم کو نظر آئے تو روزہ توڑ دو کیونکہ (یہ اس بات کی دلیل ہے کہ) وہ کل کا ہے اور اگر چاند آخر دن میں نظر آئے تو اس دن کا روزہ پورا کرو کیونکہ (یہ اس بات کی دلیل ہے کہ) وہ آنے والی کل کا ہے۔[1]

۲۲۵۔ مسلمانوں کے نام۔

چھوٹے بڑے چاند ہوتے ہیں، اس لئے اگر تم دن میں چاند دیکھو تو اس وقت روزہ توڑو جب تک دو مسلمان گواہی نہ دیں کہ انہوں نے گزشتہ رات چاند دیکھا تھا۔[2]

۲۲۶۔ آذربیجان کے مجاہدوں کے نام۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ایک ایسے ملک میں ہو جہاں کھانے میں مردار جانوروں کا گوشت شامل ہوتا ہے اور مردہ جانوروں کی کھال پہنی جاتی ہے۔ میری طرف سے تاکید ہے کہ تمہیں صرف ذبیحہ جانور کا گوشت کھانا چاہیئے۔[3]

۲۲۷۔ نعیم بن مقرن ؓ کے نام

جنگ نہاوند کے بعد شکست خوردہ فارسیوں کے تعاقب میں نعیم بن مقرن ؓ اور قعقاع بن عمرو ؓ کو بھیجا گیا تھا۔ ان کا گزر ضلع ہمدان سے ہوا تو وہاں کا حاکم جزیہ گزار ہو گیا۔ جب یہ دونوں سالار نہاوند واپس آئے تو ہمدان کے حاکم نے جزیہ کا معاہدہ توڑ دیا۔ اسی زمانہ میں عمر فاروق ؓ نے پیش قدمی کی مہم شروع کی اور مدینہ سے بصرہ نیز کوفہ کے سالاروں کو فارس کے مختلف محاذوں کے لئے جھنڈے بھیجے تو ایک جھنڈا نعیم بن مقرن کو بھی دیا گیا۔ ان کے ذمے یہ کام تھا کہ ہمدان پر دوبارہ اسلامی تسلط قائم کر کے شمال مغرب کے شہروں پر چڑھائی کریں:

نہاوند سے کوچ کر کے ہمدان پہنچو۔ تمہارے مقدمۃ الجیش کی کمان سوید بن مقرن (نعیم کے بھائی) کے ہاتھ میں ہو اور میمنہ و میسرہ کے سالار

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ قلمی ق ۳/۰۰۵، دار الکتب قاہرہ ۲/۲۴۴ کنز العمال ۴/۳۲۲۔

[2] مصنف ق ۲، ۲۴۰ کنز العمال ۴/۳۲۳ [3] ابن سعد ۶/۱۰۰۔

محل التحریر: ربعی بن عامر تمیمی اور سماک بن زید طائی ہوں۔[1]

۲۳۸۔ نعیم بن مقرن کے نام

سنہ ۲۲ھ میں جب ہمدان اور اس کا مضافاتی علاقہ فتح کر کے نعیم استخلاص معاملت میں مصروف تھے۔ دیلم (گیلان) اور آذربیجان کے حاکم مشترکہ خطرہ کے مقابلہ کے لئے مقام واج روذ فوجیں لے کر جمع ہوگئے نعیم اپنا ایک جانشین ہمدان میں چھوڑ کر واج روذ پہنچے۔ وہاں دونوں فریقوں میں سخت جنگ ہوئی۔ آخر میں نعیم فتحیاب ہوئے۔ فتح کی خبر خلیفہ کو ہوئی تو انہوں نے نعیم کو لکھا:۔

ہمدان میں اپنا ایک نائب مقرر کردو اور سماک بن خرشہ کی قیادت میں بکیر بن عبداللہ کو کمک بھیجدو جو پیش قدمی کے منصوبہ کے تحت آذربیجان کے محاذ پر تھے) تم خود ری کی طرف یلغار کرو اور وہاں فارسی فوج سے لڑو اور جنگ میں کامیاب ہونے کے بعد وہیں قیام کرو کیونکہ ری وسط فارس میں ایک مرکزی جگہ ہے اور وہاں ہر قسم کی سہولتیں موجود ہیں۔[2]

۲۳۹۔ خط کی دوسری شکل۔

اپنی صوابدید سے کسی کو ہمدان میں اپنا نائب مقرر کرو اور خود ری کی طرف روانہ ہو سماک بن خرشہ کو ایک فوج دے کر آذربیجان فتح کرنے بھیجو۔[3]

۲۴۰۔ نعیم بن مقرن کے نام

ری کا حاکم بہرام چوبین کا پوتا سیاوخش تھا۔ عربوں سے لڑنے کے لئے اس نے دنباوند، طبرستان، قومس اور جرجان سے مدد طلب کی۔ فوج کے کمانڈران چیف زینبی ابو فرخان کو سیاوخش سے عداوت تھی، وہ نعیم سے آملا۔ ری کے باہر پہاڑ کے دامن میں دونوں فوجیں اتریں۔ زینبی کی ایک چال سے مسلمانوں کو باسانی فتح نصیب ہوگئی اس تعاون کے صلہ میں نعیم نے ری کی گورنری زینبی کو دے دی۔ ری کی فتح کی خبر جب عمر فاروقؓ کو ہوئی تو انہوں نے نعیم کو یہ خط لکھا:۔

---

[1] فتوح ۴/ ۱۵۱ [2] طبری ۴/ ۲۵۲ [3] تاریخ التواسیح ۲/ ۲۱۹

سوید بن مقرن کو ایک فوج دے کر قومس فتح کرنے بھیجو ان کے مقدمۃ الجیش کے لیڈر سماک بن مخرمہ اور میمنہ اور میسرہ کے سالار علی الترتیب عتیبہ بن نہاس اور ہند بن عمرو جملی ہوں۔[1]

۲۴۱۔ خط کی دوسری شکل۔

چونکہ بھاگی ہوئی فارسی فوجوں کا کوئی سالار نہیں ہے اس لئے ان کا قصہ پاک کرنا بہت آسان ہے تم خود رَی میں مقیم رہو اور اپنے بھائی سوید بن مقرن کو دامغان بھیجو اور انہیں تاکید کر دو کہ جب قومس فتح ہو جائے تو بھاگی ہوئی عجمی فوجوں کا جہاں تک ممکن ہو تعاقب کریں۔[2]

۲۴۲۔ مغیرہ بن شعبہ کے نام

معن بن زائدہ نامی ایک عرب نے خلیفہ کی طرف سے گورنر کوفہ مغیرہ بن شعبہ کو ایک جعلی خط لکھا جس میں حکم تھا کہ معن کو کوفہ کے خزانہ سے اتنی اتنی رقم دے دو خط کے نیچے خلیفہ کے نام کی جعلی مہر لگی ہوئی تھی۔ مغیرہ بن شعبہ نے رقم دے دی۔ عمر فاروق کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے یہ خط لکھا۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ معن بن زائدہ نامی شخص نے خلافت کی مہر گھڑ والی اور اس کے ذریعہ کوفہ کے خزانہ سے روپیہ حاصل کر لیا۔ یہ خط پا کر میرا وہ حکم نافذ کر دو جو میں نے معن کے بارے میں بھیج دیا ہے اور اس کی بات ماننا۔[3]

۲۴۳۔ سائب بن اقرع کے نام

فتح نہاوند کے بعد سائب عراق کے پایہ تخت مدائن کے کلکٹر مقرر ہوئے اس زمانہ میں ہمدان اور جلولا میں بغاوت ہوئی۔ باغیوں نے وہاں مقیم عربوں اور ان کے غلاموں کو پکڑ لیا۔ باغیوں نے کچھ عرب اور غلام بازاروں میں بیچ ڈالے اور کچھ اپنے استعمال میں رکھے۔ سائب نے باغیوں پر چھاپے مارے اور کافی تعداد میں عرب اور غلام ان کے

---

[1] طبری ۴/۲۴۷ [2] تاریخ الامم - ج ۴/۱۰۴ [3] بلاذری ص ۴۳۵

قبضہ سے نکال لیے، باقی کے بارے میں سائب نے خلیفہ سے دریافت کیا کہ انہیں
خریداروں سے زبردستی واپس لیا جائے یا کوئی دوسرا طریقہ کار اختیار کیا جائے۔ خلیفہ
نے لکھا ہے

> جو مسلمان اپنے غلام اور سامان جوں کا توں پالیں وہ انہیں مل جانا چاہیے اور
> غلام اور سامان تاجروں کی ملک بن چکے ہیں تو وہ نہیں لیا جا سکتا اور جن آزاد
> عربوں کو تاجروں نے خرید لیا ہو تو ان کو اصل قیمت دے کر واپس لے لیا
> جائے کیونکہ آزاد خریدا جا سکتا ہے، نہ بیچا جا سکتا ہے[1]

۳۳۲ - ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام۔

صوبۂ اہواز (خوزستان) میں ابو موسیٰ اشعری کی فاتحانہ سرگرمی سے متعلق قدیم عربی
روایت میں سخت اختلاف و اضطراب ہے، اخبار و آثار کے ناقلوں کی ایک جماعت
کہتی ہے کہ صوبۂ اہواز کا بیشتر حصہ انہوں نے خلیفہ کے زیر ہدایت خود فتح کیا۔ دوسری
جماعت کی رائے ہے کہ اہواز کا تقریباً نصف حصہ ان کے گورنر ہونے سے پہلے فتح ہو چکا
تھا اور باقی نصف ان کی گورنری کے زمانہ میں دوسرے سالاروں نے فتح کیا لیکن پھر ان کا
حصہ اس فتح میں بس اتنا تھا کہ وہ دو ایک کمک لے کر آئے تھے۔ اس جماعت کے ترجمان
سیف بن عمر کہتے ہیں کہ جب ربیع الاول ۱۷ھ میں ابو موسیٰ بصرہ کے گورنر ہوئے
تو اہواز کی یہ چھاؤنیاں اور ضلعے پہلے ہی اسلامی تصرف میں آ چکے تھے: مناذر، نہر تیری،
سوق الاہواز (اہواز کا صدر مقام) ہرمزق، بالفاظ دیگر صوبہ کے تقریباً آدھے جنوب
مشرقی اور جنوب مغربی حصہ پر قبضہ ہو چکا تھا اور ہرمزان والی اہواز کے پاس صرف یہ ضلعے
باقی رہ گئے تھے: سوس، تستر، جندی سابور اور [illegible]، یہ علاقے بصرہ اور کوفہ کی فوجوں
نے خلیفہ کی طرف سے مقرر کئے ہوئے سالاروں کی قیادت میں فتح کیا اور اس فتح کے
دوران تک مرحلوں پر ابو موسیٰ کمک لے کر آئے، یہ وہ مرحلے تھے تستر اور سوس کے محاصرہ
دوسری جماعت جس کے ترجمان ابو مخنف، واقدی اور مدائنی ہیں کہتی ہے کہ تقریباً سارا

---

[1] کنز العمال ۵/۲۱۳ بیہقی ۹/۱۰۴، مقدسی شرح و الکبیر حاشیہ بیہقی مصری ۹/۱۰۴ باختلاف متن

اہواز ابوموسیٰؓ نے خلیفہ کی زیر ہدایت خود فتح کیا۔ اس بنیادی اختلاف کے علاوہ دوسرا اختلاف
تاریخ فتوح کے بارے میں ہے۔ سیف بن عمر کی رائے ہے کہ سنہ ۱۷ھ سے سنہ ۱۹ھ تک سارا
اہواز اسلامی قبضہ میں آچکا تھا۔ دوسرے راوی کہتے ہیں کہ اس پر قبضہ چھ سال میں سنہ ۲۳ھ تک مکمل
ہوا۔ ذیل میں فتوحات اہواز سے متعلق جو خطوط بیان ہوئے ہیں اخبار و آثار کے ان ناقلوں کی طرف
سے ہیں جو کہتے ہیں کہ اہواز ابوموسیٰ اشعریؓ کے ہاتھوں فتح ہوا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبداللہ عمر بن خطاب کی طرف سے عبداللہ بن قیس
(ابوموسیٰ) کو واضح ہو کہ فارسیوں نے اہواز، تستر، مناذر اور دوسرے
مقامات پر فوج جمع کی ہے اور عنقریب مسلمانوں پر حملہ کرنے والے ہیں۔ یہ
خط پڑھتے ہی ایک فوج تیار کرو۔ بصرہ کے جو لوگ جانے کو تیار ہوں ان کی
دلجوئی کرو اور جہاں تک ممکن ہو زیادہ سے زیادہ تعداد میں فوجیں فراہم کرو
اور لڑنے نکل جاؤ۔ جب دشمن کے علاقہ میں پہنچو تو کسی اور مشورہ پر عمل کئے
بغیر سب سے پہلا کام یہ کرو کہ انہیں دین حق کی دعوت دو اور جو شخص یہ دعوت
قبول کر لے اسے جان و مال کی امان دے دو۔ یاد رہے کہ تم اس کے مال و متاع
سے اپنی ضرورت کی حد تک ہی فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ خود کو راہ راست پر رہنے
کی تلقین و تاکید کرتے رہو۔ تاجروں کو اتنا زیادہ لڑائی میں مصروف نہ رکھو کہ وہ
اکتا جائیں۔ انہیں چاہیے کہ ہر جنگ میں خوشی سے شریک ہوں۔ سب کے ساتھ
اچھا سلوک کرو اور منکسر مزاجی سے پیش آؤ۔ یاد رہے کہ خدا کے ہاں کسی
آدمی کو وہ عزت و حرمت حاصل نہ ہوگی جو اس مسلمان کو ہوگی جس کا اعمال
نامہ ظلم و ستم سے پاک ہو۔ مظلوم کے ساتھ انصاف کرو اور ظالم سے اس کا
حق دلواؤ۔ مسلمانوں میں دوستی و یکجہتی پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ ان کو
قرآن خوانی کی تاکید کرو اور خدا کی سزا سے ڈراتے رہو۔ زمانہ جاہلیت کے
تذکرے کرنے یا اس زمانہ کے طور طریق اختیار کرنے سے باز رکھو کیونکہ ان
باتوں سے دلوں میں کینے پیدا ہوں گے اور پرانی عداوتیں تازہ ہو جائیں گی۔

ہے لہٰذا ایسی زندگی گزارو کہ خدا تم سے خوش رہے ایسا نہ ہو کہ تمہاری
بدکرداری سے وہ اپنی نظرِ کرم ہٹالے اور کوئی دوسری قوم اس کی عنایت
کی مستحق ہو جائے۔[1]

۲۴۵۔ ابو موسیٰ اشعریؓ اور فوج کے نام۔

مذکورہ بالا خط پاکر ابو موسیٰ اشعری بصرہ سے ایک فوج لے کر اہواز روانہ ہوئے
ان کا ابتدائی مقابلہ جاٹوں اور اساورہ سے ہوا جو بڑی بہادری سے لڑے لیکن بالآخر
شکست کھائی۔ مفتوحہ علاقوں کی کھیتی باڑی جاٹوں کے ہاتھ میں تھی اور اساورہ زمیندار تھے
مسلمانوں نے انہیں غلام بنا لیا۔ ان کی غلامی سے یہ سوال پیدا ہوا کہ اراضی کی کاشت
اور اس کی دیکھ بھال کیسے ہو۔ عمر فاروقؓ کو اس صورتِ حال کا علم ہوا تو انہوں نے
لکھا۔

کاشتکاری تمہارے بس سے باہر ہے اس لئے غلاموں کو چھوڑ دو اور
ان سے (خراج) (زمین کا لگان) وصول کرو۔[2]

۲۴۶۔ ابو موسیٰ اشعریؓ اور فوج کے نام۔

جاٹوں اور اساورہ کو ٹھکانے لگا کر ابو موسیٰؓ اہواز کے اہم شہر مناذر کی طرف بڑھے
مناذر سڑکوں کا جنکشن تھا۔ کئی طرف سے دریا اور نہریں اسے گھیرے ہوئے تھیں۔ شہر
کے گرد ایک مضبوط فصیل بھی تھی۔ بڑا سخت مقابلہ ہوا کئی ماہ بعد یہ شہر بزورِ شمشیر فتح ہوا
شہر کے لوگوں کو مسلمانوں نے غلام بنا لیا۔ مناذر کے باشندے بھی زیادہ تر زراعت
پیشہ تھے۔ خلیفہ نے اس موقع پر بھی بعینہٖ ان مصالح کے پیش نظر غلاموں کو رہا کرا
دیا جس کی بنا پر جاٹوں اور اساورہ کو آزاد کیا تھا۔

بلاشبہ مناذر سواد (عراق) کے ایک گاؤں کی طرح ہے۔ اس لئے تمہیں
وہاں جو کچھ ملا ہو اسے لوٹا دو۔[3]

۲۴۷۔ ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام۔

---

[1] ابن ہشام ص ۲۰ [2] فارسی شاہی خاندان کی گھوڑ فوج کے شہسوار تھے بلاذری ص ۳۷۵ [3] بلاذری ص ۳۷۶

ابو موسیٰ نے عمر فاروقؓ کو لکھا کہ اسلامی فوج میں بہت سے ایسے چوڑے کالے رنگ کے عراقی گھوڑے ہیں جو حال میں مسلمانوں کے قبضہ میں آئے ہیں۔ مال غنیمت سے ان گھوڑوں کو کتنا حصہ ملنا چاہیئے؟ عمر فاروقؓ نے جواب دیا:-

یہ ترکی نسل کے گھوڑے ہیں۔ ان میں سے جو گھوڑا باعتبار کارکردگی عربی گھوڑے کے قریب قریب ہو۔ اسے مال غنیمت کا ایک حصہ دو، دوسروں کو کچھ نہیں۔[1]

۲۴۸ - ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام -

جب ابو موسیٰؓ سوس کے محاصرہ میں مشغول تھے۔ یزدجرد نے صوبۂ فارس کے پایۂ تخت اصطخر سے ایک فوج سوس کی مدد کو بھیجی جس میں کئی سو اساورہ تھے، یہ فوج ابھی راستہ ہی میں تھی کہ سوس کا کام تمام ہو گیا۔ اس اثنا میں ایک دوسری فوج نے رامہرمز کے پہاڑی شہر پر قبضہ کر لیا جو سوس سے قریب دو سو میل جنوب مشرق میں واقع تھا۔ سوس کے بعد ابو موسیٰؓ نے تستر کا محاصرہ کیا۔ ان کی مدد کے لئے کوفہ سے بھی ایک فوج آ گئی۔ یہ اساورہ پہلے ہی مسلمانوں کے جوش جہاد اور مسلسل فتوحات سے مرعوب ہو کر باور کر چکے تھے کہ حکومت فارس کے اقبال کا تارہ غروب ہو چکا ہے، سوس اور رامہرمز جیسے مستحکم شہروں کی تازہ شکست نے ان کے حوصلے اور زیادہ پست کر دیئے۔ انہوں نے مسلمان ہونے کا فیصلہ کر لیا، ان کے دس اساوروں کا ایک وفد ابو موسیٰؓ کے پاس آیا جو اس وقت تستر کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ وفد کے لیڈر شیرویہ اسواری نے کہا کہ ذیل کی شرطوں پر ہم اسلام لانے کو تیار ہیں (۱) آپ کے ساتھ مل کر فارسیوں سے لڑیں گے (۲) آپ کی باہمی لڑائیوں میں غیر جانبدار رہیں گے (۳) اگر کوئی عرب ہم سے لڑے گا تو آپ ہماری مدد کریں گے (۴) ہم جس شہر میں چاہیں گے آباد ہو جائیں گے (۵) ہم جس قبیلہ سے چاہیں گے منسلک ہو جائیں گے (۶) ہمیں ممتاز درجہ کا وظیفہ (شرف عطا) دیا جائے (۷) آپ کا خلیفہ ہمارے عہد نامہ پر دستخط کرے گا۔

---

[1] سرخسی ۲/۱۶۹، بیہقی ۶/۳۲۸

ابوموسیٰ نے شرائط خلیفہ کو لکھ بھیجیں انہوں نے اساورہ کے مطالبے منظور کر لئے۔ شاہی گھرانے کے سارے افسر مسلمان ہوگئے اور تستر کے محاصرہ میں مسلمانوں کے دوش بدوش لڑنے لگے، ایکدن ابوموسیٰؓ نے ان کے لیڈر سیاہ سے کہا کہ میں سمجھتا تھا کہ تمہارے ساتھی جنگ میں کارہائے نمایاں کرکے دکھائیں گے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگ اوپری دل سے لڑ رہے ہو، سیاہ: ہم ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں۔ ہمارے سینوں میں وہ جوش اور لگن نہیں جو آپ کے سینوں میں ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے ہمیں ممتاز درجہ کا وظیفہ بھی نہیں دیا، ابوموسیٰؓ نے سیاہ کی شکایت سے خلیفہ کو مطلع کیا تو یہ جواب آیا:-

شاہی فوجی افسروں کی شجاعت اور جنگی کارکردگی کو نظر میں رکھ کر انہیں سب سے اونچا وظیفہ دو، جتنا زیادہ سے زیادہ کسی عرب کو دیا گیا ہو[1]

۲۴۹۔ خط کی دوسری شکل۔

اساورہ کے سارے مطالبے منظور کر لو۔

ابوموسیٰ اشعریؓ نے سو افسروں کے لئے درجہ اوّل (دو ہزار درہم) اور ان کے چھ افسروں کے لئے ممتاز درجہ (دو ہزار پانچسو درہم) کا وظیفہ مقرر کر دیا۔

۲۵۰۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام۔

جب سوس فتح ہوا اور مسلمان قلعہ میں داخل ہوئے تو وہاں حاکم کے محل کے ایک کمرہ میں زر بفت میں لپٹی ہوئی ایک لاش پائی۔ لاش کے پاس بہت سا روپیہ رکھا ہوا تھا اور اس مضمون کی ایک تحریر: اگر کسی کو روپیہ کی ضرورت ہو تو وہ ایک مقررہ مدت کے لئے یہاں سے قرض لے سکتا ہے۔ اگر وقت پر واپس نہیں کرے گا، تو کوڑھی ہو جائے گا۔ ابوموسیٰؓ نے لاش کے بارے میں تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ پیغمبر دانیالؑ کی دعا سے بارش ہو جاتی ہے، دانیال اس وقت بابل (عراق) میں تھے، فارسیوں کا ایک وفد انہیں لینے بابل گیا مگر وہاں کے حاکموں نے انہیں سوس جانے کی اجازت

---

[1] طبری ۴/۲۱۸ [2] بلاذری صد ۳۷۳

تھیں یہاں قاصدوں نے پچاس آدمی بطور ضمانت بابل میں چھوڑے اور دانیال علیہ السلام کو لے آئے۔ ان کی دعا کی برکت سے سوس میں خوب بارش ہوئی اور قحط دور ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد پیغمبر دانیال نے سوس میں وفات پائی، ان کی لاش کو بڑے احترام سے شاہی محل میں مومیائی لگا کر جگہ دی گئی[1] ابوموسیٰ اشعریؓ نے خلیفہ سے دریافت کیا کہ لاش اور روپیہ کو کس طرح ٹھکانے لگایا جائے تو یہ جواب آیا:

لاش کو کفناؤ اور خوشبو لگا کر نماز جنازہ پڑھو پھر دفن کردو جس طرح دوسرے انبیاء دفن کئے گئے ہیں۔ روپیہ بیت المال میں جمع کر دیا جائے[2]

۲۵۱۔ خط کی دوسری شکل۔

لاش کو غسل دو خوشبو لگاؤ اور کفن پہناؤ پھر جنازہ کی نماز پڑھو اور دفن کردو[3]۔

۲۵۲۔ خط کی تیسری شکل۔

دانیال کو سدر (بیری) کے پتوں اور خوشبودار پودوں کے آبجوش سے غسل دو[4]۔

۲۵۳۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام

حسکہ نامی عرب کا لڑکا فوت ہوا اور دو قریبی رشتہ دار چھوڑے باپ (حسکہ) اور دادی (ام حسکہ) ابوموسیٰؓ نے حسکہ کے لڑکے کی میراث سے باپ اور دادی کو حصہ دینے کے بارے میں دریافت کیا تو یہ جواب آیا:

ابن حسکہ کے باپ (حسکہ) اور دادی (ام حسکہ) کو میراث سے حصہ دیا جائے[5]۔

۲۵۴۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام۔

ابوموسیٰؓ نے خلیفہ کو مطلع کیا کہ یہاں ایسے لوگ مرتے رہتے ہیں جن کے نہ خونی رشتہ دار ہوتے ہیں نہ موالی (آزاد کردہ غلام) ایسے لوگوں کی میراث کس طرح ٹھکانے لگائی جائے تو یہ جواب آیا:

---

[1] ابن ہشام ص۱۷۸، بلاذری ص۳۸۳ [2] ابن سلام ص۲۵۴، کنز العمال ۲/۳۱۰ [3] کنز العمال ۷/۳۰
[4] ایضاً ۲/۳۱۰ [5] ایضاً ۶/۸

مگر مقتول کا عصبہ رشتہ دار مقدم ہے ورنہ اس کے مولیٰ کو اور اگر وہ بھی نہ ہو تو اس کی میراث بیت المال میں جمع کر دی جائے۔ ۱؎

۲۵۵ - ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام

میراث کے معاملہ میں دادا کو باپ قرار دو۔ ابو بکرؓ نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ ۲؎

۲۵۶ - اکابر فوج کی تحقیقاتی کمیٹی کے نام

ابو موسیٰ اشعریؓ سوس فتح کر کے جب تستر کی طرف بڑھے تو انہیں معلوم ہوا کہ والی ایران ہرمزان اپنے خزانے لے کر تستر چلا گیا ہے اور وہاں فارسیوں اور کردوں پر مشتمل ایک فوج تیار کر لی اور ایک دوسری فوج یزدجرد نے بھی اس کی مدد کے لئے بھیجدی ہے اس خبر سے ابو موسیٰ گھبرا گئے اور انہوں نے دیتے سے کمک طلب کی۔ عمر فاروقؓ نے بلا تاخیر کوفہ کے گورنر عمار بن یاسرؓ اور عراق کے عامل جریر بن عبداللہ بجلیؓ کو فرمان بھیجے کہ فوراً ابو موسیٰؓ کی مدد کے لئے فوج لے کر جائیں یہ دونوں فوجیں جب پہنچیں تو ابو موسیٰؓ کے ہاتھ مضبوط ہو گئے اور انہوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ محاصرہ کی ضروریات سے فاضل فوج انہوں نے جریر بن عبداللہ اور نعمان بن مقرن کی کمان میں رامہرمز بھیجدی اور انہیں تاکید کی کہ وہاں کے باشندوں کو مسلمان ہونے کی دعوت دیں اور اس سمت سے کوئی فارسی فوج تستر کی مدد کو آئے تو اسے ٹھکانے لگا دیں۔ جریر بن عبداللہ بجلیؓ رامہرمز کے باہر خیمہ زن ہوئے اور نعمان بن مقرن شہر کے نواح میں چلے گئے اور کئی قلعے فتح کر لئے۔ جب رامہرمز کے باشندوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تو جریرؓ نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ کئی سخت مقابلوں کے بعد شہر کے کمانڈر نے ہار مان لی۔ جو لوگ بھاگ سکے وہ بھاگ گئے باقی قید کر لئے گئے اور ان کے بال بچے، سامان اور جانور فوج نے آپس میں بانٹ لئے۔ اس واقعہ کی خبر ابو موسیٰ اشعریؓ کو ہوئی جو ہنوز تستر کے محاذ پر تھے تو وہ آزردہ ہوئے اور انہوں نے اکابر فوج سے کہا: میں نے رامہرمز کے باشندوں کو چھ ماہ کی مہلت اور امان دی تھی تاکہ وہ قبول اسلام کے بارے میں خوب غور کریں لیکن جریرؓ اور کوفہ کی فوج نے

۱؎ کنز العمال ۱۸/۶ ۲؎ ایضاً ۱۹/۶

نے جلد بازی کی اور مقررہ مدت گزرنے سے پہلے شہر کا محاصرہ کر کے اسے بزورِ شمشیر فتح کر لیا اور اہلِ شہر کے بال بچوں، مال و متاع اور مویشیوں کو آپس میں بانٹ لیا، اس سنگین معاملہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اکابرِ فوج نے کہا:- آپ صورتِ حال سے خلیفہ کو مطلع کر دیجئے اور ان کے فیصلہ کے مطابق عمل کیجئے۔ ابو موسیٰؓ نے جریر بن عبداللہ کی جارحانہ کارروائی کی شکایت خلیفہ کو لکھی انہوں نے ابو موسیٰ اشعریؓ کی فوج کے اکابر کی ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کر دی اور اسے لکھا:-

اس معاملہ کی تحقیق کر کے معلوم کرو کہ ابو موسیٰؓ نے (جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے) رامہرمز کے باشندوں کو چھ ماہ کی مہلت دی تھی یا نہیں اور آیا کوئی تحریری معاہدہ اس باب میں ان سے کیا تھا، ابو موسیٰ سے بھی حلف لیا جائے اور اگر وہ از روئے حلف کہیں کہ انہوں نے چھ ماہ کی مہلت دی تھی تو وہ تمام غلام اور لونڈیاں جو رامہرمز سے لائی گئی ہیں واپس کر دی جائیں اور اگر کوئی عورت کسی مسلمان سے حاملہ ہو گئی ہو تو اسے روک لیا جائے حتیٰ کہ اس سے بچہ پیدا ہو پھر اسے اختیار دیا جائے چاہے وہ اسلام لا کر مسلمانوں کے ساتھ رہے اور چاہے رامہرمز لوٹ جائے۔[1]

۲۵۷ - ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام

تستر کا قلعہ دشوار گزار پتھریلی زمین میں واقع تھا اور دو طرف سے دریائے دجیل اسے گھیرے ہوئے تھا۔ ایک فارسی نے قلعہ کا وہ خفیہ راستہ مسلمانوں کو بتا دیا جو دریا میں کھلتا تھا۔ ان کی ایک چیدہ جماعت دریا سے ہو کر قلعہ میں گھس آئی اور اس کے پھاٹک کھول دیئے، شہر پر مسلمان قابض ہو گئے۔ بہت سی عورتیں ان کے ہاتھ آئیں ایک خاصی تعداد حاملہ تھی۔ عمر فاروقؓ کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے لکھا:-

کوئی مسلمان حاملہ عورت سے اس وقت تک ہم بستر نہ ہو جب تک اس کے بچہ نہ ہو جائے۔ مسلمانو! مشرکوں کی اولاد میں شریک نہ ہو کیونکہ نطفہ ہی سے

---

[1] تاریخ التمدن جلد دوم از قسم دوم ص ۲۴ [2] ازالۃ الخفاء جلد ۲ ص ۱۰۱، کنز العمال ۵/۲۹۶

بچ جاتا ہے۔[۱]

۲۵۸ - فاتحین تستر کے نام۔

تستر کی فتح کے بعد بصرہ اور کوفہ کی فوجوں میں جھگڑا ہوا۔ بصرہ فوج نے کہا کہ تستر ہم نے فتح کیا ہے اس لئے اس کے ماتحت علاقہ کی آمدنی کے حقدار ہم ہیں۔ کوفہ فوج نے (جو بطور کمک آئی تھی) دعویٰ کیا کہ فتح ہمارے ہاتھوں ہوئی ہے اس لئے تستر اور اس کے ماتحت دیہاتوں کا خراج ہمیں ملنا چاہیئے۔ ابو موسیٰؓ نے یہ قضیہ خلیفہ کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے لکھا۔

> یہ درست ہے کہ کوفہ فوج نے بصرہ فوج کی مدد کی تھی اور اس کے لئے فتح آسان بنا دی تھی اس کے باوجود تستر کی اصل فاتح بصرہ فوج ہی ہے۔ مسلمانوں نے جو بھائی بھائی ہیں باہمی تعاون سے کامیابی حاصل کی ہے تستر کی فاتح بصرہ فوج ہی قرار دی جائے گی اور کوفیوں کو فتح کے ثمرات مال غنیمت کی حد تک ملیں گے۔ دونوں فوجیں ایک دوسرے کا خیال رکھیں اور آپس میں نہ لڑیں والسلام۔[۲]

۲۵۹ - ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام۔

یہ خط ابن اعثم کوفی کی فتوح سے ماخوذ ہے۔ ابن اعثم کی رائے ہے کہ صوبہ فارس اور کرمان کے فاتح ابو موسیٰ اشعریؓ تھے۔ یہ ایک شاذ رائے ہے جس کی توثیق جہاں تک مجھے معلوم ہے اخبار و آثار کے دوسرے سکولوں نے نہیں کی ہے سیف بن عمر کے شیوخ کہتے ہیں کہ سنہ ۱۷ھ میں عمر فاروقؓ نے فارس میں جارحانہ پیشقدمی کی اسکیم کے تحت سات محاذ قائم کئے تھے جن میں سے دو فارس اور کرمان کے صوبے تھے اور ان میں سے کسی ایک کی کمان ابو موسیٰ کے ہاتھ میں نہیں تھی اور نہ فوج کشی کے دوران وہ کبھی ادھر کمک لے کر گئے تھے۔ ابن اعثم اور سیف بن عمر کے ان دو متناقض موقفوں کے بین بین ایک تیسرا موقف ہے جس کی رو سے ابو موسیٰ کئی بار خلیفہ کی زیر ہدایت بڑھے

۱ ازالۃ الخفاء ۲/ ۵ ، کنز العمال ۵/ ۱۹۹۱ ۲ ابن اعثم ص ۲۲

کمک بھیجی کہ فارس کی جنگوں میں شریک ہوئے تھے اور ان کی مدد سے اس محاذ کے
کمانڈر عثمان بن ابی العاصؓ (گورنر بحرین) نے کئی اہم معرکے جیتے تھے، تاہم اس بات
کی تصدیق اس موقف سے بھی نہیں ہوتی کہ ابوموسیٰ اشعریؓ نے کرمان کی فتح میں کوئی
حصہ لیا تھا۔

ابوموسیٰ! تمہارا خط ملا، خدا کے فضل و کرم سے تمہیں جو فتوحات حاصل
ہوئی ہیں ان کا حال معلوم ہوا، یہ پڑھ کر مسرت ہوئی کہ فارس اور کرمان
کے صوبے مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے، خدا کی ان عنایتوں کا بہت
بہت شکر گزار ہوں، تم نے لکھا ہے کہ یہ خط خراسان کی سرحد سے
لکھ رہا ہوں، شاید اب تمہارا ارادہ خراسان میں داخل ہونے کا ہے، اگر
یہ بات ہے تو تم خراسان کی مہم موقوف رکھو۔ ہمیں خراسان نہیں چاہیئے
یہ خط پڑھ کر ان تمام شہروں پر جو خدا کی مدد سے تم نے فتح کئے ہیں مناسب
خوشحال، با اقتدار اور بھروسے کے حاکم مقرر کرو اور خود بصرہ لوٹ آؤ، خراسان
کا خیال دل سے نکال دو ہمیں خراسان اور خراسان کو ہم سے کوئی سروکار
نہیں، کاش ہمارے اور خراسان کے درمیان آہنی پہاڑ اور آتشیں دریا
اور ہزاروں دیواریں سد سکندری کی طرح حائل ہوتیں[1]

۲۴۰۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام

ابوموسیٰؓ نے خلیفہ کو لکھا کہ جب مسلمان تاجر دارالحرب جاتے ہیں تو وہاں کی حکومت
ان سے دس فیصد تجارتی ٹیکس لیتی ہے کیا ہم بھی دارالحرب کے تاجروں سے
ٹیکس وصول کریں؟ عمر فاروقؓ نے اس کی اجازت ہی نہیں دی بلکہ تجارتی ٹیکس کا
ایک ضابطہ مقرر کیا جس میں حربی، ذمی اور مسلمان سب شامل تھے۔

تم حربی تاجروں سے اسی قدر ٹیکس لو جتنا وہ مسلم تاجروں سے لیتے ہیں،
ذمیوں سے پانچ فیصد وصول کرو اور مسلمانوں سے چالیس درہم کے

---

[1] ابن اثیر ج ۳

مال پر ایک درہم (یا ۲½ فیصد) دو سو درہم سے کم مال پر کوئی ٹیکس نہیں ہے، جب مال تجارت دو سو درہم کا ہو تو اس پر ٹیکس پانچ درہم ہوگا اور اس سے زیادہ کے مال پر اسی شرح سے لیا جائے گا۔[1]

۲۶۱۔ خط کی دوسری شکل۔

جب حربی تاجر ہمارے علاقہ میں آئیں تو ان سے دس فیصد ٹیکس لو جیسا کہ مسلمان تاجروں سے دارالحرب میں لیا جاتا ہے۔ ذمی تاجروں سے پانچ فیصد وصول کرو اور مسلمان تاجروں سے جب ان کا مال دو سو درہم قیمت کا ہو تو ڈھائی فیصد کے حساب سے ٹیکس لو، پھر ہر چالیس درہم کے مال پر ایک درہم کی شرح سے ٹیکس لیا جائے۔[2]

عربی اخبار و آثار کی ایک تصریح سے مذکورہ بالا دونوں خطوں کی تردید ہوتی ہے۔ زیاد بن حدیر جسو پوٹامیہ میں حضرت عمر فاروقؓ کی طرف سے دریائے فرات کے ایک معبر پر چنگی افسر (عاشر) تھے۔ انہوں نے صحابی عبداللہ بن مغفل کو بتایا کہ ہم تجارتی ٹیکس مسلمانوں یا ذمیوں سے نہیں لیتے ہیں بلکہ بزنطی تاجروں سے وصول کرتے ہیں جس طرح بزنطی حکومت ہمارے علاقہ کے تاجروں سے وصول کرتی ہے۔[3]

۲۶۲۔ زیاد بن حدیرؓ کے نام۔

زیاد بن حدیرؓ نے خلیفہ کو لکھا کہ بعض حربی تاجروں کو (غالباً سامان نہ بکنے یا بقایا وصول نہ ہونے کی صورت میں) بیست دن تک اسلامی حکومت میں رکنا پڑتا ہے اس لئے ان کے ساتھ کچھ رعایت ہونی چاہئیے۔ خلیفہ نے ڈول افسر کی درخواست پر یہ رعایت دی :۔

اگر حربی تاجر اسلامی حکومت میں چھ ماہ (یا کم) ٹھہریں تو ان سے دس فیصد ٹیکس لو اور اگر انہیں ایک سال ٹھہرنا پڑے تو پانچ فیصد ٹیکس لو۔[4]

۲۶۳۔ زیاد بن حدیرؓ کے نام

---

[1] ابو یوسف ص۷۸ [2] قرشی ص۱۶۷ [3] قرشی ص۱۶۳ [4] قرشی ص۱۶۴

ایک تغلبی عیسائی عرب اپنا گھوڑا بیچنے چلا۔ زیاد بن حدیرؓ کے عامل نے گھوڑے کی قیمت دس ہزار روپے (بیس ہزار درہم) متعین کی اور دس فیصد کے حساب سے پانچسو روپے (ایک ہزار درہم) ٹیکس مانگا۔ تغلبی عیسائی ٹیکس دے کر چلا گیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ لوٹا تو گھوڑا جو بک چکا تھا اس کے ساتھ تھا۔ ڈیوٹی افسر کے عامل نے پھر ٹیکس طلب کیا۔ تغلبی کو دوبارہ ٹیکس دینے میں تامل ہوا اور وہ سیدھا عمر فاروقؓ کے پاس شکایت کرنے مدینہ چلا گیا۔ خلیفہ نے اس کی شکایت پر ٹھنڈے دل سے غور کیا اور زیاد بن حدیرؓ کو یہ فرمان بھیجا:۔

جس تاجر سے تم ٹیکس لے چکے ہو وہ ایک سال کے اندر اگر دوبارہ تمہارے پاس سے گزرے تو ٹیکس نہ لو الا یہ کہ اس کے پاس نیا سامان ہو۔[1]

۲۶۴۔ خط کی دوسری شکل۔

تغلبی تاجروں سے سال میں صرف ایک بار ٹیکس لیا کرو۔[2]

۲۶۵۔ ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام۔

ابو موسیٰ اشعریؓ نے بصرہ سے ایک وفد مدینہ بھیجا جس میں دانائے عرب اور قبیلہ تمیم کے لیڈر احنف بن قیسؓ بھی تھے۔ وفد کے لوگوں نے عمر فاروقؓ سے اپنے مطلب کی باتیں کیں لیکن احنف نے ایک پرسوز اور دلنشین تقریر کے ذریعہ اہل بصرہ کی اقتصادی بدحالی اور مشکلات خلیفہ کے سامنے پیش کیں اور انہیں دور کرنے کی اپیل کی۔ عمر فاروقؓ پر اس تقریر کا گہرا اثر ہوا۔ انہوں نے احنف کو بطور عطیہ ایک رقم پیش کی لیکن احنف نے اسے واپس کرتے ہوئے کہا: امیر المومنین ہم نے بصرہ سے مدینہ کا طول طویل ریگستانی سفر عطیوں کی خاطر نہیں کیا ہے۔ میرا انعام یہ ہے کہ اہل بصرہ کی مشکلات دور فرما دیں۔ عمر فاروقؓ نے ابو موسیٰ کو لکھا:۔

احنف بن قیسؓ کو اپنا مقرب بنا لو۔ معاملات حکومت میں ان سے صلاح مشورہ کرو اور ان کی بات مانو۔[3]

---

[1] ابو یوسف ص [illegible]۔ قرشی ص [illegible]۔ سرخسی ص۲۱۹ [illegible] کنز العمال۔ [2] ابن سعد جلد [illegible] قسم ثانی ص [illegible]۔

[3] بلاذری انساب الاشراف [illegible] ابن عساکر [illegible]۔

۲۶۶۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام۔

مجھے یہ بات ناپسند تھی کہ بصرہ کے غازی مکان بنائیں لیکن چونکہ وہ مکان بنانے لگے ہیں اب مخالفت کا موقع نہیں رہا، انہیں چاہیئے کہ وہ تنگ مکانوں کی چھتیں نیچی رکھیں، دیواریں چوڑی اور چھتوں کے شہتیر اور تختے قریب قریب لگائیں [1]

۲۶۷۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام۔

جب ایران میں مسلسل فتوحات اور ترکستان سے حکومت بصرہ کی آمدنی بڑھی اور بڑی مقدار میں لگان، جزیہ اور مال غنیمت آنے لگا تو اس کا حساب کتاب رکھنے کے لئے ریاضی دان کی ضرورت پڑی۔ عرب ریاضی سے ناواقف تھے، فارسیوں اور عیسائیوں کو اس میں خوب درک حاصل تھا۔ ابوموسیٰؓ گورنر بصرہ نے خلیفہ کو لکھا کہ صیغہ مال کا کام فارسی و عیسائی عملہ کے بغیر نہیں چل سکتا، بتایئے کیا کیا جائے، عمر فاروقؓ نے لکھا:۔

(غیر عربوں) کو پھر وہ عزت و اقتدار نہ دو جو خدا نے ان سے سلب کر لیا ہے۔ انہیں اسی سطح پر رکھو جس پر خدا نے انہیں لا اتارا ہے اور خود حساب کتاب سیکھو [2]

۲۶۸۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام

ابوموسیٰؓ نے ایک لائق حساب دان عیسائی بطور سیکرٹری ملازم رکھا، اس کی خبر خلیفہ کو ہوئی تو انہوں نے یہ حکم بھیجا:۔

اسے معزول کرو اور اس کی جگہ مسلمان سیکرٹری رکھو [3]

۲۶۹۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام۔

سیکرٹری بہت کارگزار تھا اس لئے ابوموسیٰؓ نے اسے معزول نہیں کیا اور خلیفہ سے درخواست کی کہ اسے بحال رہنے دیں۔ عمر فاروقؓ نے ابوموسیٰؓ کی درخواست مسترد کر دی اور لکھا:۔

---

[1] بلاذری انساب رف ۱۰/۰۰۹ [2] ابن عساکر یہ (ق) ۲۳۸/۱ [3] ابن ابی الحدید ۱۹۲/۳

ہمارے لئے مناسب نہیں کہ عیسائیوں پر بھروسہ کریں جبکہ خدا نے انہیں خائن ٹھہرایا ہے۔ ہمارے لئے مناسب نہیں کہ ان کا رتبہ بڑھائیں جبکہ خدا نے ان کا رتبہ گرا دیا ہے۔ یا ان کے اخلاص پر اعتماد کریں جبکہ اسلام نے انہیں نقصان پہنچایا ہے یا انہیں مناصب دیں جبکہ خدا کا حکم ہے کہ وہ ذلیل و خوار ہو کر جزیہ ادا کریں۔[1]

۲۷۰ - ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام۔

گورنر کے لئے سکریٹری کی خدمات اتنی ناگزیر تھیں کہ انہوں نے اسے برطرف نہیں کیا اور خلیفہ کو مطلع کیا کہ اس کے بغیر ان کا کام نہیں چل سکتا۔ عمر فاروقؓ نے جھلا کر گورنر کو لکھا:-

مر جائے وہ عیسائی بچہ۔[2]

۲۷۱ - ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام۔

ابو موسیٰؓ نے اپنے سکریٹری سے عمر فاروقؓ کو خط لکھوایا تو اس نے عنوان میں، من ابی موسیٰ لکھنے کے بجائے من ابو موسیٰ لکھا ۔ اس غلطی پر خلیفہ اتنے برہم ہوئے کہ گورنر کو حکم دیا:-

میرا خط پا کر اپنے سکریٹری کے ایک کوڑا مارو اور اسے ملازمت سے الگ کر دو۔[3]

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عمر فاروقؓ کی برہمی کا سبب یہ تھا کہ سکریٹری نے سرکاری آداب کا لحاظ نہیں رکھا تھا اور مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کر دیا تھا۔ اسے لکھنا چاہئے تھا ، الی عمر بن الخطاب امیر المومنین من ابی موسیٰ ، اور اس نے لکھا تھا من ابی موسیٰ الی عمر بن الخطاب امیر المومنین۔

۲۷۲ - خط کی دوسری شکل۔

---

[1] ابن ابی الحدید ۳ ۔ ۱۰۳ ، [2] ایضاً [3] بلاذری ص ۴۳۱ ، کنز العمال ۵/۲۳۲۴ [4] ابن جوزی

تمہارے سکرٹری نے ایک نحوی غلطی کی ہے۔ اس کے ایک کوڑا مارو۔[1]

۲۷۳۔ خط کی تیسری شکل۔

اپنے سکرٹری کے سر پر ایک کوڑا مارو۔[2]

۲۷۴۔ خط کی چوتھی شکل۔

اپنے سکرٹری کے ایک کوڑا مارو اور اس کی جگہ مسلمان (حنیف) سکرٹری مقرر کرو۔[3]

۲۷۵۔ یزید بن ابی سفیان کے نام۔

عربی اخبار و آثار کے بعض راویوں نے عمر فاروقؓ کا ایک ایسا خط بھی نقل کیا ہے جس سے مذکورہ بالا خطوط کی تردید ہوتی ہے اور جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عمر فاروقؓ بوقت ضرورت غیر مسلموں سے خدمت لینے کے لئے تیار رہتے تھے۔

کسی (ماہر حساب) نبطی کو مدینہ بھیجو تاکہ ہمارے قانون میراث کا حساب کتاب سنبھال سکے۔[4]

۲۷۶۔ ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ پچھا نوں کے مسلمان حماموں میں غسل کرنے لگے ہیں تاکید ہے کہ کوئی مسلمان حمام میں بغیر تہبند باندھے داخل نہ ہو اور جب تک وہاں سب خدا کا نام زبان پر نہ لائے اور دو شخص ایک ساتھ حمام کے اندر نہ جائیں۔[5]

۲۷۷۔ خط کی دوسری شکل۔

مخاطب شام کے مسلمان۔

کوئی شخص بغیر تہبند باندھے حمام میں داخل نہ ہو اور عورت صرف اس وقت جب اسے کوئی ایسی بیماری لاحق ہو جس کے علاج کے لئے حمام

---

[1] ابن جوزی ص۹۵۔ [2] صولی ادب الکتاب ص۱۹۳۔ مصر ۱۳۴۱ھ، ص۱۲۹۔ [3] بلاذری انساب (الف) ص۹۵-۵۹۴

[4] بلاذری انساب (الف) ۱/۵۰۰۔ [5] کنز العمال ۵/۲۲

جاننا ضروری ہو۔ تمہاری تفریح کی تین چیزیں ہونی چاہئیں :۔ گھوڑے کی سواری، عورت اور تیر اندازی[1]۔

۲۷۸۔ ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام۔

جب تمہیں دل بہلانا ہو تو تیر اندازی کیا کرو اور جب باتوں کو جی چاہے تو قانون میراث کو موضوع گفتگو بناؤ[2]۔

۲۷۹۔ ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام۔

دین کی سمجھ بوجھ پیدا کرو اور سنت نبویؐ کا مطالعہ کرو۔ عربی زبان سیکھو قرآن کو صاف اور ٹھیک ٹھیک پڑھو، معد بن عدنان کے طور طریق اختیار کرو کیونکہ تم معد بن عدنان کی اولاد میں ہو[3]۔

۲۸۰۔ خط کی دوسری شکل۔

دین کی سمجھ بوجھ پیدا کرو، سنت نبویؐ سے واقفیت حاصل کرو۔ عربی زبان سیکھو اور سیکھو نشانہ بازی کی مشق کرو، خوابوں کی اچھی تعبیر کیا کرو، ابو الاسود دؤلی کو چاہیئے کہ اہل بصرہ کو عربی قواعد سکھائیں[4]۔

۲۸۱۔ خط کی تیسری شکل۔

میں تمہیں ان کاموں کا حکم دیتا ہوں جن کا قرآن نے حکم دیا ہے اور ان کاموں سے روکتا ہوں جن سے محمدؐ نے روکا ہے اور تاکید کرتا ہوں کہ فقہ اور سنت کی پیروی کرو۔ عربی زبان اچھی طرح سیکھو اور جب کوئی مسلمان بھائی تم سے خواب بیان کرے تو تم اس کی تعبیر ہمارے لئے اچھی ہو دشمن کے لئے بری[5]۔

۲۸۲۔ ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام۔

اہل بصرہ کو تاکید کرو کہ عربی سیکھیں، ایسا کرنے سے ان میں صحیح بولی جائے گا

---

[1] ازالۃ الخفاء ۲/۱۳۹ [2] بیہقی ۶/۲۰۹ [3] یعنی اپنے صورت اہل معد بن عدنان کی طرح ... مشقت کی عادت ڈالو [4] کنز العمال ۵/۲۲۱ [5] الفصل لنار الشواھد علی ابنا و ابناء مضر

[6] بلاذری انساب ... ۱۴۲ ازالۃ الخفاء ۲/۱۳۹

سلیقہ پیدا ہوگا۔ وہ عربی اشعار بھی پڑھا کریں۔ ایسا کرنے سے ان میں
اخلاق عالیہ پیدا ہوں گے۔

۲۸۳۔ خط کی دوسری شکل۔

لوگوں کو عربی سیکھنے کی تاکید کرو کیونکہ عربی سیکھنے سے عقل بڑھتی ہے اور
اچھے انسانی صفات پیدا ہوتے ہیں۔

۲۸۴۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام۔

ایک بہادر غازی کو ابوموسیٰؓ نے کسی وجہ سے مال غنیمت کا پورا حصّہ نہیں دیا
وہ بگڑا اور ابوموسیٰؓ سے کچھ ترش باتیں کیں۔ گورنر نے غصّہ ہوکر اس کے بیس کوڑے
لگوائے اور اس کے لمبے بال کٹوا دیئے۔ وہ شخص خلیفہ کے پاس آیا اور بالوں کا گچھا
جیب سے نکال کر ان کے سینہ پر دے مارا۔ عمر فاروقؓ کو ابوموسیٰ اشعریؓ کی حرکت ناگوار
ہوئی اور انھوں نے یہ خط بھیجا:۔

فلاں نے تمہاری مجھ سے یہ شکایت کی ہے۔ میری طرف سے تاکید ہے کہ
اگر تم نے اس کو مجمع عام میں مارا ہو تو تم بھی سب کے سامنے بیٹھو اور اس
کو بدلہ لینے دو۔ اور اگر تم نے اسے اکیلے میں مارا ہے تو اسی طرح اس کے
سامنے بیٹھ کر بدلہ لینے دو۔

۲۸۵۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام۔

حج یا عمرہ کے موقع پر ایک شخص عمر فاروقؓ کے پاس روتا ہوا آیا اور بولا۔ میں
نے شراب پی تھی۔ اس کی پاداش میں ابوموسیٰ نے میرے کوڑے لگائے، سر منڈوا دیا، میرا
منہ کالا کرکے سڑکوں پر گشت کرایا اور منادی کرا دی کہ کوئی میرے ساتھ نہ کھائے
پیئے اور نہ اٹھے بیٹھے۔ اس رسوائی سے مجھے ایسی اذیت پہنچی ہے کہ کبھی دل چاہتا
ہے کہ ابوموسیٰؓ کو مار ڈالوں کبھی سوچتا ہوں آپ سے درخواست کروں کہ آپ مجھے

لہ کنز العمال ۵/۲۲۱ ۲ لسان العرب ابن منظور، بیروت، ۲/۵۵۱ ۳ بلاذری انساب ق،
۵۹۶/۹ محلّی ابن حزم مصر ۱۳۵۲ھ ۶/۲۰۹، بیہقی ۸/۵۰، کنز العمال ۷/۲۹۹

شام بھجوا دیں جہاں کوئی مجھے جاننے والا نہ ہو اور کبھی خیال آتا ہے کہ دار الحرب چلا جاؤں اور غیر مسلموں کے ساتھ زندگی گزاروں، عمر فاروقؓ نے اس شخص کو دلاسا دیا اور یہ عتاب خط گورنر کو بھیجا:-

سلام علیک، فلاں بن فلاں تمیمی نے مجھ سے تمہاری زیادتی کی شکایت کی ہے، خدا کی قسم تم نے پھر کبھی یہ حرکت کی (شراب نوشی کی سزا میں سر منڈوایا اور منہ کالا کرا کے سڑکوں پر گشت کرایا) تو میں بھی تمہارا منہ کالا کرا کے سڑکوں پر گشت کراؤں گا۔ اگر تم میری دھمکی آزمانا چاہتے ہو تو پھر یہ حرکت کر کے دیکھ لو[1]۔

۲۰۶- خط کی دوسری تشکیل-

فلاں آدمی میرے پاس آیا اور مجھ سے تمہاری یہ شکایتیں کیں، میرا خط پاکر لوگوں کو حکم دینا کہ اس کے ساتھ نہ اٹھیں بیٹھیں، اس سے ملیں جلیں اور اگر وہ توبہ کر لے تو اس کی شہادت قبول کریں گے[2]۔

۲۰۷- ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام-

عبرتناک سزا میں کسی کو بیس کوڑوں سے زیادہ نہ مارو[3]۔

۲۰۸- ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام-

واضح ہو کہ خدا کی نظر میں سب سے زیادہ خوش نصیب حاکم وہ ہے جس کی ذات سے رعیت کو سکھ اور آرام ملے اور خدا کی میزان میں وہ حاکم نہایت بدنصیب ہے جس کی بداعمالیوں سے رعیت تباہ ہو، خبردار تن آسانی اور شکم نوازی تمہارا مقصد حیات نہ ہو جائے۔ اگر تم نے ایسا کیا تو یقیناً تمہارے ماتحت بھی ایسا ہی کریں گے اور تمہاری مثال اس چوپائے کی سی ہوگی جو گھاس کا ہرا بھرا میدان دیکھے اور موٹا ہونے کے لئے اس میں گھس جائے حالانکہ

---

[1] کنز العمال ۳/ ۱۰۰ [2] ابن جوزی ص ۹۱ [3] بلاذری انساب (ق) ۱/ ۴۲۲-

عوضانے میں اس کی موت مقرر ہے۔[1]

۲۸۹ - ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام

عوام میں ایسے ممتاز لوگ ہوتے ہیں جو ان کی ضروریات احکام کے سامنے پیش کرتے ہیں تمہیں چاہیئے کہ ان کی قدر و منزلت کرو، ایک غریب مسلمان عافیت سے رہ سکتا ہے اگر ان ممتاز لوگوں کی معرفت اس کے ساتھ انصاف ہوتا رہے اور سرکار سے قوی آدمی کا ٹھیک ٹھیک حصہ ملتا رہے والسلام۔[2]

۲۹۰ - ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام۔

ایک سال میں ایک دن ایسا مقرر کرو جب خزانہ میں ایک درہم تک باقی نہ رہے اور وہاں جھاڑو لگا دی جائے تاکہ خدا کو معلوم ہو کہ میں نے ہر حقدار کا حق ادا کر دیا ہے۔[3]

۲۹۱ - ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام۔

واضح ہو کہ کام کو خوش اسلوبی سے انجام دینے کا مدار اس بات پر ہے کہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑا جائے کیونکہ اگر تم ایسا کرو گے تو کام بہت بڑھ جائیں گے اور تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گا کہ کون سا کام پہلے کرو اور کون سا بعد میں اس طرح بہت سے کام ضائع ہو جائیں گے۔ اگر حاکم ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو جو خدا کی طرف سے اس پر عاید ہوتی ہیں تو رعایا بھی ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو گی جو حاکم کی طرف سے اس پر عائد ہوتی ہیں۔ اگر حاکم نفس کوش ہوگا تو رعایا بھی نفس کوش ہو جائے گی (حاکموں کے ظلم و بے اتفاقی کی وجہ سے) رعیت ان سے دور بھاگتی ہے خدا کی

---

۱ حلیۃ الاولیاء ۱/۵۰، ابو یوسف ص۱۱۶ (اس میں ترمیم کی جگہ تیغ ہے) ازالۃ الخفاء ۱/۹۵ ۲/۱۲۸، ۱۷۱، ابن جوزی ص۱۲۵ کنز العمال ۵/۲۰۹ ۲ بلاذری انساب (ف) ۱/۲/۹۲، ابن جوزی ص۱۶۵ کنز العمال ۳/۱۶۵ ۳ ابن سعد ۳/۱/۲۱۵ بلاذری انساب (ف) ۱/۲/۱۰۹، ابن عساکر قلمی ص۳ کنز العمال ۳/۳۱۶۔

پناہ مانگتا ہوں کہ رعیت کی طرف سے میرے دل میں انحراف پیدا ہو، انحراف جس کی وجہ پانے کیلئے، دنیاوی مفادات اور ذاتی مصلحتیں ہوتی ہیں، رعایا کے (معاملات سے دلچسپی لو اور اس کے) ساتھ انصاف کرنے بیٹھا کرو چاہے دن میں ایک ہی گھنٹہ کے لئے کیوں نہ ہو۔[1]

۲۹۲ - ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام۔

واضح ہو کہ کام کو خوش اسلوبی سے انجام دینے کا دار و مدار اس بات پر ہے کہ آج کا کام کل پر نہ اٹھا رکھو کیونکہ اگر تم ایسا کروگے تو کام اتنا بڑھ جائیگا کہ تمہارے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جائے گا کہ پہلے کون سا کام کرو اور بعد میں کون سا نتیجہ یہ ہوگا کہ بہت سے کام خراب ہو جائیں گے۔ اگر تمہیں دو کاموں میں سے ایک کے کرنے کا اختیار دیا جائے اور ان دو میں سے ایک سے دنیا سدھرتی ہو اور دوسرے سے آخرت تو وہ کام اختیار کرو جس سے آخرت سدھرے، کیونکہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی۔ خدا سے ڈرتے رہو اور قرآن پڑھو، وہ علم کا سرچشمہ ہے اور دلوں کی بہار۔[2]

۲۹۳ - ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام۔

واضح ہو کہ لوگ اپنے بادشاہوں سے دور بھاگتے ہیں، خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ جاہلی رعونت، پرانے کینے، ذاتی مصلحتیں اور دنیاوی مفادات میرے یا تمہارے اوپر غلبہ کرلیں۔ لوگوں کی داد فریاد سننے ہر دن بیٹھا کرو چاہے ایک ہی گھنٹہ کے لئے کیوں نہ ہو۔ جب ایسے دو راستے تمہارے سامنے نکلیں جن میں سے ایک پر چل کر خدا کی رضا حاصل ہوتی ہو اور دوسرے پر چل کر کوئی دنیاوی کامرانی تو پہلا راستہ اختیار کرو کیونکہ دنیاوی فائدے

---

[1] ابن سلام ص ؟، ابن جوزی ص ؟ (با اختصار)، بیہقی ۱۰/ ۱۳۵ (اس میں یہاں تک نہیں ہے اور متن بھی مختلف ہے)، [2] کنز العمال ۸/ ۲۰۸، ازالۃ الخفاء ۲/ ۹۳۔

فانی ہیں اور آخرت کے انعام جاودانی۔ خدا سے ڈرتے رہو۔ بدمعاشوں کو
ڈراؤ دھمکاؤ اور ان کا شیرازہ منتشر کر دو۔ جب دو قبیلوں میں جنگ ہو
اور وہ اپنے حمائتیوں کو زمانہ جاہلیت کے دستور کے مطابق "یا آل فلاں یا آل فلاں" کہہ کر
پکاریں تو سمجھ لو کہ انہیں شیطان نے بھڑکایا ہے۔ تلوار سے ان کی خبر لو
حتیٰ کہ وہ قانون اسلامی کی طرف رجوع کریں اور ان کی پکار خدا اور امام کی
طرف ہو۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ قبیلہ ثقیف کے لوگ اپنے حمائتیوں کو لڑائی
کے وقت زمانہ جاہلیت سے "یا آل ضبّہ مدد، یا آل ضبّہ مدد" کے نعرے لگا کر
بلاتے ہیں۔ بخدا مجھے معلوم نہیں کہ خدا نے کبھی ان کے ہاتھوں کوئی اچھا کام
کرایا ہو یا ان کے ذریعہ کبھی کوئی برائی دفع کی ہو۔ میرا خط پڑھ کر ان کی اچھی
خبر لو کہ اگر انہیں عقل نہ آئے تو کم از کم حکومت کا خوف ان کے دل میں بیٹھ
جائے۔ ان کے قبیلہ کے ذمہ دار لیڈر غیلان بن خرشہ کو اپنے مشیروں
میں داخل کر لو۔ مسلمان مریضوں کی عیادت کرو اور ان کے جنازوں میں
شریک ہو۔ ان کے لئے اپنا دروازہ کھلا رکھو اور ان کے معاملات سے ذاتی
دلچسپی لو۔ تم ان ہی میں سے ایک ہو۔ فرق اتنا ہے کہ تمہارے کندھوں پر
ذمہ داریوں کا بھاری بوجھ رکھ دیا گیا ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے
اور تمہارے خاندان کے کھانے، لباس اور سواری میں عام مسلمانوں
سے مختلف ایک انفرادی شان پیدا ہو گئی ہے۔ عبداللہ خبردار! تمہاری
حالت اس چوپائے کی سی نہ ہو جائے جو ایک شاداب مرغزار سے گزرے تو
موٹا ہونے کے سوا اس کا کوئی مقصد ہی نہ ہو حالانکہ موٹاپے ہی میں اس کی
موت مضمر ہے۔ یاد رہے کہ حاکم کو خدا کے پاس لوٹ کر جانا ہے نیز یہ کہ
حاکم ٹیڑھی چال چلتا ہے تو رعایا بھی ٹیڑھی چال چلنے لگتی ہے اور بدبخت ترین
ہے وہ حاکم جس کی بد اعمالیوں سے رعایا تباہ ہو۔[۱]

۱۔ جاحظ ۲/۶۰ ... ابن قتیبہ عیون الاخبار مصر ۱۹۲۵ء ۱/۱۴ ... [illegible] ابن ابی الحدید ۴/۲۰۴ [illegible]
[illegible]

۲۹۴ - ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام

دنیا میں تمہیں جتنا رزق ملا ہے اس پر قانع رہو ۔ خدا نے کسی کو زیادہ اور کسی کو کم رزق دیا ہے وہ خوش حال لوگوں کو آزمانا چاہتا ہے کہ وہ کس طرح اس کا شکر ادا کرتے ہیں اور شکر ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ خدا کی عطا کردہ دولت سے ، وہ زکوٰۃ ادا کریں جس کا خدا نے انہیں حکم دیا۔[1]

۲۹۵ - ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام

ایک مسلمان نے کسی ذمی کو مار ڈالا ۔ ابوموسیٰؓ نے اس کی اطلاع خلیفہ کو دی اور پوچھا کہ قاتل کو کیا سزا دی جائے تو یہ جواب دیا :۔

اگر قاتل نے طیش میں آکر قتل کیا ہو تو اس سے چار ہزار درہم تاوان لے کر مقتول کے وارثوں کو دلوا دو اور اگر وہ پیشہ ور ڈاکو ہو تو اسے قتل کر دو۔[2]

ریہ خط ابوعبیدہ بن جراح کے نام پہلے بیان ہو چکا ہے ۔

۲۹۶ - خط کی دوسری شکل ۔

اگر قاتل پیشہ ور ہو تو اسے قتل کر دو اور پیشہ ور نہ ہو تو اسے قتل نہ کرو بلکہ اس سے خون بہا دلوا دو۔[3]

۲۹۷ - ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام ۔

ابوموسیٰ اشعریؓ نے خلیفہ کو لکھا کہ مسلمان بوقت اشتعال فارسیوں پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیتے ہیں ، ان کا خون بہا کتنا دلوایا جائے ؟ عمر فاروقؓ نے جواب دیا :۔

فارسی غلام ہیں ، ان کے مقتول کا خون بہا ایک غلام کی قیمت کے برابر مقرر کر دو۔[4]

---

[1] کنز العمال ۲/ ۱۰۸ ۔ [2] بیہقی ۸/ ۳۲ ۔ [3] کنز العمال ۱/ ۱۰۴ بہ تقدیم و تاخیر نیز اختلاف لفظی کے ساتھ ۔

[2] بیہقی ۸/ ۱۰۲ یہودی اور عیسائی کی دیت عمر فاروقؓ نے مسلمان کی دیت سے نصف مقرر کی تھی یعنی دو ہزار درہم یا چار ہزار درہم ۔ کنز العمال ۸/ ۴، ۳۰۲۶۴ ۔ تفسیر طبری ، مصر ۵/ ۱۳۲ ۔ [4] کنز العمال ۴/ ۱۰۳ اس وقت بصرہ میں غلام کی قیمت تین سو روپے یعنی چھ سو درہم تھی ۔

۲۹۸ - ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام۔

میں چاہتا تھا کہ جب کوئی شخص ایک نشست میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدے تو میں انہیں ایک طلاق قرار دوں لیکن چونکہ لوگ طلاقوں میں فرق مراتب رکھنا چاہتے ہیں میں انہیں اس حق سے محروم نہیں کر سکتا، پس جو شخص جس نوعیت کی طلاق دے تم اسی طرح اسے نافذ کر دو۔ اگر وہ اپنی بیوی سے کہے۔ تو میرے اوپر حرام ہے تو وہ حرام ہو جائے گی جو کہے (تو بائنہ ہے) تو وہ بائنہ ہو جائے گی اور جو کہے۔ تجھے تین طلاقیں دیتا ہوں تو اس پر تین طلاقیں پڑ جائیں گی۔[1]

۲۹۹ - ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام

مجاشع بن مسعود سلمیؓ بصرہ کی ایک ممتاز شخصیت تھے۔ سالار فوج کی حیثیت سے ابتدائی فتوحات میں انہوں نے نمایاں حصہ لیا تھا۔ اہواز کے بعض اضلاع کے کلکٹر بھی رہے تھے۔ ان کی بیوی خضیراء نے اپنے گھر میں پردے آویزاں کئے۔ کسی نے خلیفہ سے پردوں کی شکایت کر دی، انہوں نے ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھا:-

مجھے معلوم ہوا ہے کہ خضیراء نے اپنا گھر پردوں سے مزین کیا ہے۔ میرا خط پاکر انہیں پھاڑ ڈالو۔ خدا اس گھر کو رسوا کرے۔[2]

۳۰۰ - خط کی دوسری شکل-

مجھے معلوم ہوا ہے کہ بصرہ کی ایک عورت نے اپنے گھر میں پردے لٹکائے ہیں جس طرح خانہ کعبہ میں لٹکائے جاتے ہیں، تاکید ہے کہ میرا خط پڑھتے ہی کسی کو اس عورت کے گھر بھیج کر پردے پھڑوا دو۔[3]

۳۰۱ - مجاشع بن مسعودؓ کے نام -

(کچھ لوگ کہتے ہیں کہ خط براہ راست خضیراء یا شمیلہ کے شوہر مجاشع بن مسعودؓ کے نام تھا) - مجھے خبر ملی ہے کہ خضیراء نے اپنا گھر پردوں سے

---

[1] کنز ۵/۲۰۳، [2] کنز العمال ۵/۱۶۴، مناقب امیر المومنین ابن الجوزی (مصر ۱۳۳۱ھ) ۱۳۶، [3] المحبر ابن حبیب بغدادی (حیدرآباد دکن ۱۳۶۱ھ) ص ۴۸۰ اور تاج العروس میں عورت کا نام خضیرہ (بجائے خضیراء) ... ایڈیٹر [illegible]

آراستہ کیا ہے جس طرح خانہ کعبہ آراستہ کیا جاتا ہے۔ تمہیں قسم ہے کہ میرا خط پڑھتے ہی سب پردے پھاڑ ڈالو۔[۱]

۲۰۲۔ ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام

ایک عرب عمر فاروقؓ کے پاس آیا اور بولا :۔ امیر المومنین! والنّازعات غرقاً کے کیا معنی ہیں؟ انہوں نے پوچھا :۔ تم کون ہو؟ نو وارد :۔ میں بصرہ کا باشندہ ہوں۔ میرا تعلق قبیلہ تمیم کی شاخ بنو سعد سے ہے! عمر فاروقؓ :۔ اچھا تو تو ایک احمق قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے۔ میں تیرے گورنر کو ایسا خط لکھتا ہوں جو تو ناپسند کرے گا۔ یہ کہہ کر انہوں نے اسے اتنے زور سے دھکا دیا کہ اس کی ٹوپی گر گئی اور اس کے لمبے گھنے بال کھل گئے۔ عمر فاروقؓ :۔ اگر تیرے بال منڈے ہوتے تو مجھے تیرے بارے میں پوچھنے کی ضرورت نہ تھی۔ پھر یہ خط ابو موسیٰؓ کو لکھا :۔

> اصبغ بن علیم[۲] تمیمی کار آمد باتوں (قرآن کی واضح آیات) کو چھوڑ کر غیر ضروری اور دور از کار باتوں (مشکلات و متشابہات قرآن) کے پیچھے پڑ گیا ہے۔ میرا یہ خط جب وصول ہو تو سارے مسلمان اصبغ کے ساتھ خرید و فروخت بند کر دیں۔ اگر وہ بیمار ہو تو کوئی اس کی عیادت کو نہ جائے۔ اگر اس کا انتقال ہو تو کوئی اس کے کفن دفن میں شریک نہ ہو۔[۳]

ایک دوسری روایت کے مطابق صبیغ تمیمی عمر فاروقؓ کے پاس آیا اور بولا :۔ الذّاریات ذروًا کا کیا مطلب ہے؟ عمر فاروقؓ :۔ ذاریات کے معنی ہیں ہوائیں۔ اگر میں نے رسول اللہ کی زبان سے یہ معنی نہ سنے ہوتے تو اپنی طرف سے نہ کہتا۔ صبیغ :۔ والحاملات وقراً کا کیا مطلب ہے؟ عمر فاروقؓ :۔ حاملات کے معنی ہیں بادل۔ اگر میں نے رسول اللہ کی زبان سے یہ معنی نہ سنے ہوتے تو اپنی طرف سے نہ کہتا۔ صبیغ :۔ والمقسّمات امراً کا کیا مفہوم ہے؟ عمر فاروقؓ :۔ مقسمات کی تفسیر ہے ملائکہ۔ اگر میں نے

۱؎ بیہقی شعب (دقی)، کنز العمال ۱/ ۱۲۹ ۲؎ تحقیق صبیغ بن عسل ابن حجر ۲/ ۱۹۸ ۳؎ کنز العمال ۱/ ۲۲۹-۲۳۰

رسول اللہ کی زبان سے یہ تفسیر سنی ہوتی تو اپنی طرف سے ایسا نہ کہتا۔ اس کے بعد عمر فاروق نے صبیغ کے سو کوڑے لگوائے اور ایک کوٹھڑی میں بند کروا دیا جب اس کے زخم ٹھیک ہو گئے تو اسے بلایا اور مزید سو کوڑے لگوائے۔ پھر اسے ایک اونٹ پر بٹھایا اور ابو موسیٰ کے نام ایلچی کو یہ خط دے کر اسے بصرہ بھیج دیا۔

لوگوں کو اس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی ممانعت کر دو۔ اور اس کا سالانہ وظیفہ بند کر دو۔ (ابن حجر ۲/۱۹۸) اور اس کے ساتھ خرید و فروخت بند کر دو۔ (ابن جوزی ۱۰۹)

زیادہ دن تک صبیغ سوشل بائیکاٹ برداشت نہ کر سکا۔ اس لئے گورنر کے پاس آکر توبہ کی کہ آئندہ قرآن کے مشکل الفاظ کی کھوج نہیں کرے گا۔ گورنر نے خلیفہ کو مطلع کیا کہ صبیغ نادم ہے اور پھر کبھی قرآن کے متشابہات وکنایات کے بارے میں سوالات نہ کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ عمر فاروق نے لکھا:

میرا خیال ہے کہ صبیغ نے جو کہا سچے دل سے کہا ہے اب اسے لوگوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی اجازت دے دی جائے۔[1]

۳۰۳۔ ابو موسیٰ اشعری کے نام۔

نماز ظہر اس وقت پڑھو جب سورج بیچ آسمان سے ہٹ جائے۔ عصر اس وقت جب سورج ڈھلنے لگے لیکن ہنوز روشن ہو۔ مغرب اس وقت جب سورج غروب ہو جائے۔ عشا اس وقت جب شفق چھپ جائے۔ عشا کی نماز آدھی رات تک پڑھی جا سکتی ہے اس سے زیادہ دیر کرنا مناسب نہیں۔ نماز فجر اس وقت پڑھو جب ستارے روشن اور گھنے ہوں۔ فجر کی قرات لمبی ہونی چاہئے۔ یہ بات یاد رہے کہ دو نمازوں کا بلا عذر جمع کرنا گناہ کبیرہ ہے۔[2]

۳۰۴۔ خط کی دوسری شکل۔

---

[1] کنز العمال ۱: ۲۰۰۰ سنن بیہقی ۱ ابن حجر ۲، ۱۹۸۔ [2] خط کا متن [illegible] کنز العمال ۴: ۱۴۰۰

نماز ظہر پڑھو جب سورج بیچ آسمان سے ذرا ہٹ جائے، عصر جب سورج
روشن اور تابناک ہو، مغرب جب سورج غروب ہو جائے، عشاء شفق غائب
ہونے کے بعد آدھی رات تک یہی مسنون طریقہ ہے۔ فجر کی نماز اس وقت
پڑھو جب اندھیرا ہو اور نماز میں قرأت لمبی ہونی چاہیئے [1]

۳۰۵۔ خط کی تیسری شکل۔

نماز ظہر اس وقت ادا کرو جب سورج بیچ آسمان سے ذرا ہٹ جائے
عصر اس وقت جب سورج تابناک چمکدار ہو، اس میں زردی نہ آئی ہو، مغرب
اس وقت جب سورج چھپ جائے۔ عشاء کی نماز نیند آنے تک
مؤخر کی جا سکتی ہے۔ فجر کی نماز اس وقت ادا کرو جب ستارے نمودار
ہوں اور اس میں طوال المفصل میں سے دو لمبی سورتیں تلاوت کرو۔ [2]

۳۰۶۔ خط کی چوتھی شکل۔

گورنروں کے نام۔

میری نظر میں تمہارا سب سے اہم فرض نماز ہے جو اس فرض کو پابندی
سے ادا کرے گا۔ وہ اپنا دین محفوظ رکھے گا اور جو اس اہم فرض سے بے
توجہی برتے گا وہ یقیناً کم اہم فرائض سے اور زیادہ غفلت برتے گا۔ ظہر
کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے جب سورج میں کھڑی عمودی چیز کا سایہ
خود اس کے برابر ہو جائے۔ نماز عصر اس وقت پڑھو جب سورج تابناک
اور روشن ہو، عصر کے وقت میں اتنی گنجائش ہوتی ہے کہ ایک اونٹ سوار
دو یا تین فرسخ [3] مسافت طے کر لے۔ نماز مغرب اس وقت پڑھو جب
سورج غروب ہو جائے۔ نماز عشاء غروب شفق سے لے کر تہائی رات
تک پڑھ سکتے ہو۔ نماز عشاء پڑھے بغیر جو سوئے خدا کرے اسے کبھی سونا
نصیب نہ ہو، کبھی نصیب نہ ہو، کبھی نصیب نہ ہو، فجر اس وقت

---

[1] کنز العمال [illegible] [2] ایضاً [illegible] [3] فرسخ [illegible] ۳ میل۔

پڑھو جب ستارے روشن اور گھنے ہوں۔ نماز فجر کے وقت جو سو نے خدا کرے اسے کبھی سونا نصیب نہ ہو۔[1]

۳۰۷ ۔ ابو موسیٰ اشعری رضؓ کے نام

مغرب کی نماز میں قصار مفصل، عشاء کی نماز میں اوساط مفصل اور فجر کی نماز میں طوال مفصل تلاوت کیا کرو۔[2]

۳۰۸ ۔ ابو موسیٰ اشعری رضؓ کے نام ۔

مجھے ان لوگوں کے نام لکھ بھیجو جنہیں قرآن یاد ہے۔[3]

۳۰۹ ۔ خط کی دوسری شکل ۔

چھاؤنیوں کے گورنروں کے نام ۔

مجھے ان سب لوگوں کی ایک فہرست لکھ بھیجو جنہیں قرآن یاد ہو تا کہ میں ان کا امتیازی وظیفہ (۲۵۰۰ درہم سالانہ) مقرر کروں اور انہیں اسلامی قلمرو میں تعلیم دینے بھیجوں۔[4]

۳۱۰ ۔ ابو موسیٰ اشعری رضؓ اور حفاظ قرآن کے نام ۔

ابو موسیٰ اشعری رضؓ نے بصرہ کے تین سو سے اوپر حافظوں کی فہرست بھیجی تو عمر فاروق رضؓ نے ان کے نام یہ خط لکھا :۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ عبداللہ عمر کی طرف سے عبداللہ بن قیس اور حفاظ قرآن کے نام ۔ سلام علیکم ۔ واضح ہو کہ یہ قرآن تمہارے لئے باعث اجر و شرف بننے والا ہے لہٰذا اس کی تعلیم پر عمل کرو اور اسے اپنے مقاصد کا آلہ کار نہ بناؤ جو قرآن کو اپنا قائد و پیرو بنائے گا قرآن اسے جنت کے باغوں کی سیر کرائے گا ۔ قرآن کو خدا کے حضور میں تمہارا سفارشی ہونا چاہیئے نہ کہ تمہارے خلاف شکایتی کیونکہ قرآن جس کا سفارشی ہوگا وہ جنت میں جائیگا

۱؎ موطا امام مالک ص ۱۰ ۲؎ موطا مشکوٰۃ المحزمی ۱/۲۰۹ ۳؎ کنز العمال سنن بیہقی ۱/۴۴۵ - ۲۴۳۱

۴؎ کنز العمال ۲/۳۰۲ ۵؎ ابن سعد ج ۲، قسم اول ص ۲۵ ۶؎ کنز العمال ۱/۲۱۷

اور قرآن خدا سے جس کی شکایت کرے گا وہ دوزخ میں جائے گا۔ یاد رہے کہ یہ قرآن ہدایت کا سرچشمہ، علم کا پھول اور دل کی تازہ ترین کتاب ہے اس کے ذریعہ خدا اندھی آنکھیں، بہرے کان اور بند دل کھول دیتا ہے۔ یاد رہے کہ جب خدا کا بندہ رات میں اٹھتا ہے اور مسواک کر کے وضو کرتا ہے پھر تکبیر نماز کہہ کر قرآن پڑھتا ہے تو فرشتہ اس کا منہ چومتا ہے اور کہتا ہے پڑھو، پڑھو تم پاک و صاف ہو گئے، قرآن پڑھ کر تمہیں لطف آئے گا اور اگر رات میں اٹھنے والا بغیر مسواک کئے وضو کر لے تو فرشتہ اس کی نگرانی تو کرتا ہے لیکن منہ نہیں چومتا۔ خبردار، نماز میں قرآن خوانی ایسی ہے جیسے کسی کو چھپا ہوا خزانہ اور کوئی بڑی دولت مل جائے۔ اس لئے جتنا زیادہ ہو سکے قرآن پڑھا کرو۔ نماز نور ہے، زکوٰۃ برہان، صبر روشنی روزہ ڈھال اور قرآن تمہارے حق میں یا تمہارے خلاف ایک دلیل ہے لہٰذا قرآن کا احترام کرو اور اس سے بے اعتنائی نہ برتو کیونکہ خدا عزت کرتا ہے اس کی جو قرآن کی عزت کرتا ہے اور بے آبرو کر دیتا ہے اس کو جو قرآن کی بے حرمتی کرتا ہے۔ یاد رہے کہ جو قرآن پڑھے اور اسے یاد کرے اور پھر اس کے مطابق عمل کرے ایسے شخص کی دعا خدا قبول کرتا ہے۔ اگر دعا کرنیوالا چاہے تو خدا دنیا میں اس کی دعا پوری کر دیتا ہے ورنہ اس کی مانگی ہوئی چیز آخرت کے لئے جمع ہو جاتی ہے۔ یاد رہے کہ خدا کا انعام بہترین اور ہمیشہ رہنے والا ہے اور یہ ان لوگوں کو نصیب ہو گا جو صاحب ایمان ہیں اور اپنے مالک پر بھروسہ کرتے ہیں۔[1]

۱۱۳۔ ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم بہت سے لوگوں کو ایک ساتھ ملاقات کے لئے بلا لیتے ہو، میرا خط پڑھ کر اس طریقہ پر عمل کرو۔ سب سے پہلے معزز لوگوں

---

[1] کنز العمال ۱۰ ، ۲۰۹

اہلِ قرآن اور اہلِ تقویٰ کو بلاؤ اور جب یہ لوگ (تمہاری مجلس میں) بیٹھ جائیں تو عام لوگوں کو باریابی کی اجازت دو۔ آج کا کام کل پر نہ چھوڑو ورنہ کام اتنا بڑھ جائے گا کہ تم سمیٹ نہ سکو گے۔ من مانی (رعونت) سے بچے رہو۔ من مانی، دنیا پرستی اور کینہ یہ وہ ایسی برائیاں ہیں جن میں کثرت سے لوگ مبتلا ہیں۔ محاسبۂ نفس کرو جب تم معاش کی طرف سے بے فکر ہو کیونکہ جو خوش حالی میں محاسبۂ نفس کرتا ہے اس کا انجام خوشگوار ہوتا ہے اور جو زندگی کی رنگ رلیوں میں پڑا اور خواہشات کا متوالا بنا اس کا انجام ندامت اور حسرت کے سوا کچھ نہیں۔[1]

اس کے بعد جو عبارت ہے اس کا ترجمہ دو قائم بالذات خطوط (۲۰۴۹م) کی صورت میں پہلے پیش کیا جا چکا ہے۔

۲۱۲ - ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام

جس (حاکم) کی نیت پاک و صاف ہوتی ہے خدا تعالیٰ رعایا کے ساتھ اس کے معاملات خود سلجھا دیتا ہے اور جو حاکم رعیت کے ساتھ ریاکاری سے پیش آتا ہے۔ خدا اسے رسوا کر دیتا ہے۔

فما ظنك بثواب عند الله فی عاجل رزقه و خزائن رحمته والسلام۔[2]

۲۱۳ - ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام

ابوموسیٰ اشعریؓ کو ایک غیر مہذب قوم یا مذہب کی لونڈی پسند تھی اور وہ اسے خریدنا چاہتے تھے۔ انہوں نے لونڈی کے بارے میں خلیفہ سے مشورہ کیا تو یہ فرمان آیا۔

ایسی لونڈی مت لو جس کا تعلق ان عورتوں سے ہو کیونکہ یہ زنا کو

---

[1] ازالۃ الخفاء ۲/۱۵۸، ابن ابی الحدید ۳/۱۰۹، کنز العمال ۳/۱۴۹، (عام لوگوں کو باریابی کی اجازت دو تک) ۳/۲۰۰ (محاسبۂ نفس کرتے ہو تک)، ابن جوزی ص۱۳۲ [2] یہ جملہ چونکہ اپنے ماقبل سے جدا ہے اس کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔ حلیۃ الاولیاء ۱/۵۰، ابن جوزی ص۱۱۲۔

عار نہیں سمجھتیں، خدا نے شرم و حیا ان کے چہروں سے ایسی سلب کر لی ہے جیسے کتوں کے چہروں سے، بہتر ہے کہ تم کوئی عرب لونڈی خرید لو وہ تمہارا خیال رکھےگی اور دل سے تمہارے بچوں کی بھی دیکھ بھال کرےگی[1]

۲۱۴۔ ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام:

ضروری نہیں کہ جس کی عمر زیادہ ہو وہ دانشمند اور باشعور بھی ہو، دانشمندی عطیۂ خداوندی ہے، خدا جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ اس لئے گھٹیا اور نامناسب عادات و اطوار سے بچتے رہو۔[2]

۲۱۵۔ ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام۔

فصل مقدمات کے وقت نہ تو بیچو نہ خریدو، نہ خرید و فروخت کی بات طے کرو، نہ کسی کی جائیداد کی دلالی کرو، نہ رشوت لو اور نہ غصہ کی حالت میں دو آدمیوں کا مقدمہ فیصل کرو۔[3]

اس سے مماثل خط پہلے قاضی شریح کے نام بھی پیش کیا جا چکا ہے۔

۲۱۶۔ ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام۔

واضح ہو کہ فصل مقدمات ایک فریضہ اور ایک ایسی سنت ہے جس کی پیروی ہوتی رہی ہے۔ جب کوئی مقدمہ تمہارے پاس آئے تو اس کے تمام پہلوؤں کو اچھی طرح سمجھو اور جب صحیح فیصلہ سوجھ جائے تو اسے نافذ بھی کرو، کیونکہ زبانی فیصلہ بے سود ہے جب تک اسے نافذ نہ کیا جائے۔ مدعی اور مدعا علیہ کے ساتھ ایک سا برتاؤ کرو کسی فریق سے پاس بٹھانے، التفات دکھانے یا انصاف کرنے میں کوئی امتیاز نہ برتو، تاکہ بااثر آدمی یہ توقع نہ کر سکے کہ تم اس کے ساتھ رعایت کروگے اور غریب کو یہ اندیشہ نہ ہو کہ اس کے ساتھ بے انصافی سے پیش آؤگے مدعی سے گواہ مانگے جائیں اور مدعا علیہ سے قسم لی جائے جسلما نوں

---

[1] کنز العمال ۵/۴۰۰ [2] بیہقی ۱۰/۳۲۵ [3] کنز العمال ۳/۱۹۵۔

کے درمیان صلح کرانا جائز ہے بشرطیکہ اس سے قرآن کا کوئی قانون
ن ٹوٹے۔ اگر آج تم کوئی فیصلہ کرو اور بعد میں (غور و خوض کر کے) اس
سے بہتر فیصلہ تمہیں سوجھے تو پہلے فیصلہ کو رد کر سکتے ہو۔ اس لئے کہ حق
ازلی ہے اور اس کی طرف رجوع کرنا غلطی پر اڑے رہنے سے بہتر ہے۔
خوب خوب غور کرو اس قضیہ پر جو تمہارے دل میں خلش پیدا کئے ہوئے
ہو اور جس کا حل قرآن و سنت میں تمہیں نہ ملے۔ ایسے مسائل کو اچھی طرح
ذہن نشین کرو جس میں کوئی وجہ مشابہت ہو اور ایسے ملتے جلتے مسائل
سے ملتے جلتے فیصلے اخذ کرو۔ ان فیصلوں میں سے جس کے بارے میں تم سمجھو
کہ انصاف سے قریب تر ہوگا اور خدا کو سب سے زیادہ پسند بھی اسے
اختیار کر لو۔ کوئی شخص اگر اپنا دعویٰ ثابت کرنے یا گواہ فراہم کرنے کے
لئے مہلت مانگے تو اسے مہلت دو اور اگر میعاد مقررہ میں وہ گواہ پیش
کر دے تو اس کا حق دلا دو ورنہ اس کے خلاف فیصلہ کرو۔ یہ بہترین
طریق کار ہے جس سے فریقین کی نظر میں نہ تو تمہاری غیر جانبداری مشتبہ
ہوگی اور نہ انہیں تمہارے فیصلہ پر اعتراض کا موقع رہے گا۔ ہر مسلمان کو
گواہی دینے کا حق ہے الا یہ کہ کسی سنگین جرم میں کوڑوں کی سزا بھگت
چکا ہو یا جھوٹی شہادت کے لئے بدنام ہو یا اگر آزاد کردہ غلام ہے تو
اس پر غلط آقا کی طرف خود کو منسوب کرنے یا آزاد ہے تو غلط حسب
نسب بتانے کا الزام ہو۔ تمہاری چھپی ہوئی بداعمالیوں (کی سزا) کا معاملہ خدا
کے ہاتھ ہے۔ (دنیا میں قانونی) سزا سے بچنے کے لئے اس نے
گواہی اور حلف ضروری قرار دیا ہے۔ تیر دار انصاف کرتے وقت
انصاف ہی خدا کے انعام اور اچھی شہرت کا موجب ہے۔ تمہارے
دل میں اہل مقدمہ سے اکتاہٹ، خفگی یا چڑچڑا پن پیدا نہ ہو اور نہ حق
فیصلہ کرنے میں جس سے اجر ملتا ہے اور نام وری حاصل ہوتی ہے فریقین

صبر ہی کے ذریعہ سکتے ہیں۔[1]

۲۲۰۔ عثمان بن ابی العاص ثقفی رضؓ کے نام۔

رسول اللہ نے انہیں طائف کا گورنر مقرر کیا تھا۔ مخلص اور اولو العزم حاکم تھے۔ انہی کی کوشش کا نتیجہ تھا کہ رسول اللہ کی وفات پر جب ارتداد کی آندھی چلی تو طائف کے باشندے مرتد نہیں ہوئے۔ سنہ ۱۵ھ میں عمر فاروق رضؓ نے انہیں عمان اور بحرین کا گورنر مقرر کیا۔ انہوں نے اپنے بھائی کو بحرین بھیجا اور خود عمان کا رخ کیا جہاں ہندوستان سے جہاز آیا کرتے تھے۔ یہاں بہت سے ایسے لوگ تھے جو ہندوستان اور سندھ کے ساحلی علاقوں کا سفر کر چکے تھے اور وہاں فتوحات کرنے کے خواہشمند تھے۔ غالباً ان ہی کی ترغیب پر عثمان بن ابی العاص رضؓ نے ایک بیڑا تھانہ پر یلغار کے لئے بھیجا جو بمبئی کے قریب شمال میں ایک بڑا تجارتی بندرگاہ تھا اب اور بھی ہے اور دوسرا بیڑا اپنے بھائی حکم کی قیادت میں دیبل (موجودہ کراچی) پر حملہ کرنے روانہ کیا۔ دونوں بیڑے کوئی شہر یا علاقہ فتح کئے بغیر لیکن تھوڑا سا مال غنیمت حاصل کر کے واپس آگئے۔ اس بحری اقدام کی اجازت خلیفہ سے نہیں لی گئی تھی۔ جب انہیں اس کا علم ہوا تو وہ سخت برہم ہوئے اور عثمان کو لکھا:۔

ثقیف کے بھائی! تم نے کیڑوں کو لکڑی پر سوار کیا (مسلمانوں کو کشتیوں میں سوار کرا کے سمندری خطروں میں ڈالا) بخدا اگر مسلمان تباہ ہو جاتے تو اتنی ہی تعداد میں تمہارے قبیلہ کے لوگوں کو گرفتار کر لیتا۔[2]

۲۲۱۔ عثمان بن ابی العاص رضؓ کے نام

سنہ ۱۹ھ یا سنہ ۲۰ھ میں عمر فاروق رضؓ کے حکم سے عثمان بن ابی العاص رضؓ نے صوبہ فارس[3] پر فوج کشی کی اور اس کا جنوبی حصہ پامال کر ڈالا۔ غالباً سنہ ۲۱ھ میں مرکز کی طرف سے ان کی مدد کے لئے ابو موسیٰ اشعری رضؓ کی کمان میں بصرہ سے ایک فوج آئی اور اس کے ساتھ یہ فرمان:۔

---

۱ ازالۃ الخفاء ۲/ ۲۰۲ ۲ بلاذری ص ۴۳۲ ۳ خلیج فارس سے متصل ایران کا جنوبی صوبہ۔

عبداللہ امیرالمومنین کی طرف سے عثمان بن ابی العاص رضؓ کو سلام علیک واضح ہو کہ میں نے عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰؓ) کو تمہاری مدد کے لئے بھیجا ہے جب وہ تمہارے پاس پہنچیں۔ تو کل فوج کے سالار اعلیٰ تم ہو گے باہمی اتفاق و اتحاد سے کام کرنا چاہئے۔

۲۲۲ - عثمان بن ابی العاص رضؓ کے نام۔

نصر بن حجاج مدینہ کا ایک خوبصورت جوان تھا جسمانی حسن کے علاوہ اس کے گھنے لمبے بال خاص طور پر دل کش تھے۔ جدھر چلا اس پر نظریں ٹک جاتیں، مدینہ کی ایک عورت نے اپنے شعر میں نصر کا پر اشتیاق ذکر کیا، عمر فاروقؓ کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے نصر کو بلایا اور اس کے لمبے ریشمی بال کٹوا دیئے لیکن اب بھی اس کا حسن کرشمہ ساز کم نہ ہوا۔ عمر فاروقؓ نے اسے مدینہ سے بصرہ جلا وطن کر دیا جہاں مجاشع بن مسعودؓ کی حسین بیوی خفیلہ یا شمیلہ سے جس کے پردے عمر فاروقؓ نے چھڑوا دیئے تھے جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے، اسے محبت ہو گئی۔ گورنر بصرہ ابو موسیٰؓ نے نصر کا شہر میں بود و باش مناسب نہیں سمجھی اور اسے مشورہ دیا کہ جہاد کے لئے فارس چلا جائے۔ نصر فارس چلا گیا جہاں عثمان بن ابی العاص رضؓ فتوحات میں مصروف تھے۔ کچھ ہی دن گزرے تھے کہ ایک بڑے فارسی زمیندار کی لڑکی نصر پر فریفتہ ہو گئی یا نصر اس پر، عثمانؓ نے نصر کو فارس سے نکالنے کی دھمکی دی تو نصر نے کہا، اگر تم نے ایسا کیا تو میں دار الحرب چلا جاؤں گا۔ اس دھمکی کی خبر عمر فاروقؓ کو ہوئی تو انہوں نے عثمان کو لکھا:۔

نصر کے بال کاٹ دو۔ اس کی قمیص اتنی اونچی کر دو کہ پنڈلیاں کھل جائیں اور اسے کسی وقت مسجد سے باہر نہ جانے دو۔

۲۲۳ - ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام۔

معمولی عورت کے ساتھ کسی نے بدفعلی کی اس واقعہ کی رپورٹ کرتے ہوئے

نے استیعاب ۲/ ۴۴۴، بلاذری ص ۲۳ ابن عساکر ۶/ ۱۰۶، ۲۰۴ نے ابن جحر ۳/ ۵۹۹

ابو موسیٰ اشعریؓ نے عمر فاروقؓ سے دریافت کیا کہ عورت کو سزا دی جائے یا نہیں، تو یہ جواب دیا:-

وہ تہامی تھی اور سو رہی تھی کیسی سوتی عورتوں کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آجاتا ہے[1] عورت کو کوئی سزا نہیں دی گئی۔

۳۲۴ - ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام۔

اپنی قلمرو کی مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ زیورات کی زکوٰۃ نکالیں[2]۔

مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۲۷۹ میں یہ الفاظ زیادہ ہیں:- ولا يجعلن الهدية والزيادة تقارضا بينهن۔

۳۲۵ - ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام۔

میں نے عاصم بن عمرو عنبری کی معرفت کچھ کھانا بھیجے ہیں، اگر وہ فلاں تاریخ تک تمہارے پاس پہنچ جائے تو اسے سو روپے (دو سو درہم) دے دینا اور اگر اس تاریخ کے بعد آئے تو کچھ نہ دینا اور مجھے لکھنا کہ وہ کس دن پہنچا

۳۲۶ - ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام۔

مشہور ہجو گو شاعر حطیئہ نے ابو موسیٰؓ کی تعریف میں ایک قصیدہ لکھا، انہوں نے اپنی حیثیت کے شایانِ شان اسے عطیہ دیا، عمر فاروقؓ کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو ایک تہدید آمیز خط بھیجا، ابو موسیٰؓ نے اپنی برأت کے لئے خلیفہ کو مطلع کیا کہ عطیہ دیکر میں نے اپنی عزت آبرو بچائی ہے مجھے خطرہ تھا کہ اگر میں نے شاعر کو خوش نہیں کیا تو وہ میری ہجو کر دے گا، خلیفہ اس صفائی سے مطمئن ہو گئے اور لکھا:-

تم نے اچھا کیا اگر عزت و آبرو کی خاطر عطیہ دیا اور تمہارے دل میں اپنی تعریف سے خوش ہونے یا فخر و مباہات کا جذبہ کارفرما نہیں تھا[3]

۳۲۷ - ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام

---

[1] تہامہ کی رہنے والی، حجاز کے جنوب میں ساحل سمندر سے متصل نہایت گرم علاقہ کا نام تہامہ تھا، مکہ تہامہ ہی میں ہے۔
۸/۲۳۵ [2] بیہقی ۴/۱۳۹ [3] ابن سعد ۶/۱۲، مجمع الزوائد ۲/۱۵

ہجرت کے اکیسویں سال حجاز میں سخت قحط پڑا جو عام رمادہ کے نام سے مشہور ہے۔ ساٹھ ہزار عرب تبوک سے بیتاب ہوکر صحرا نشیں سے نکل پڑے اور مدینہ آکر خلیفہ کو اپنی مصیبت سے آگاہ کیا۔ عمر فاروقؓ نے عراق۔ شام کے گورنروں کو غلہ کے لئے جو ارجنٹ مراسلے بھیجے ان میں سے ذیل کا ابو موسیٰ کے نام تھا۔

عرب (قحط کی وجہ سے) موت کے منہ میں ہیں۔ بلا تاخیر میرے پاس غلہ بھیجو۔[1]

۲۲۸ - جزء بن معاویہ کے نام۔

جزء بن معاویہ مشہور دانائے عرب احنف بن قیس کے چچا اور اہواز کے ضلع سرّق یا مناذر کے کلکٹر تھے۔

تمہارے علاقے میں جو پارسی ہوں ان سے جزیہ وصول کرو۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے مجھے بتایا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ہجر کے پارسیوں سے جزیہ لیا تھا۔[2]

سرّق اور مناذر ۱۷ھ کے لگ بھگ فتح ہوئے تھے۔ ان سے کئی برس پہلے ۱۲ھ میں خالد بن ولید اور مثنیٰ بن حارثہؓ نے دجلہ و فرات کے دوآبہ اور حیرہ کے فتح میں جو فارسی علاقہ فتح کیا تھا اس پر جزیہ لگایا گیا تھا۔ اس کے بعد ۱۳ھ یا ۱۴ھ میں بعہد عمر فاروقؓ جب عراق فتح ہوا تب بھی مفتوح فارسیوں کو ذمی قرار دے کر ان سے جزیہ وصول کیا گیا تھا۔ ان حقائق سے واضح ہوتا ہے کہ مناذر اور سرّق پر اسلامی تسلط سے کئی سال پہلے ہی فارسیوں کو ذمیوں کا درجہ مل چکا تھا اور خط کی تصریح صحیح نہیں ہے۔

۲۲۹ - جزء بن معاویہ کے نام۔

ہر جادوگر اور جادوگرنی کی گردن مار دو۔[3]

---

[1] ابن سعد ۳/۱ ۲۲۲ [2] دارقطنی ص ۲۳۲، جامع ترمذی ۱/ [illegible] [3] ابن سعد ۷/۱ [illegible]، شافعی ۱/ [illegible]، ابوداؤد ۲/ ۱۳۔

۲۳۰۔ خط کی دوسری شکل۔

جزء بن معاویہ کے سیکرٹری بجالہ بن عبدہ کہتے ہیں کہ عمر فاروقؓ نے اپنی وفات سے ایک سال پہلے یہ مراسلہ بھیجا۔

ہر جادوگر کی گردن مار دو اور وہ سارے نکاح جو پارسیوں نے ذی محرموں سے کئے ہوں منسوخ کر دیئے جائیں اور ذی محرم شوہر اور بیوی کو الگ کر دیا جائے اور انہیں کھانا کھاتے وقت گنگنانے سے بھی روکو۔[1]

۲۳۱۔ خط کی تیسری شکل۔

تمہارے علاقہ میں جو پارسی ہوں انہیں دعوت دو کہ ماؤں، بیٹیوں اور بہنوں سے شادی کرنا چھوڑ دیں اور سب مل کر کھانا کھایا کریں، اگر وہ ایسا کریں گے تو ہم انہیں اہل کتاب کا درجہ دیدیں گے۔ اس کے علاوہ ہر جادوگر اور کاہن کی گردن مار دو۔[2]

۲۳۲۔ عمرو بن عاصؓ کے نام۔

مصر کی تاریخ فتح اور اس پر فوج کشی کے بارے میں تاریخ اسلام کے راویوں کے درمیان بڑا اختلاف ہے۔ سیف بن عمر کی رائے ہے کہ مصر کے دونوں سب سے بڑے شہر بابلیون (جو بعد میں فسطاط کہلایا) اور اسکندریہ (پایۂ تخت) ۱۶ھ میں فتح ہوئے۔ واقدی کی رائے ہے کہ بابلیون اور اسکندریہ ۲۰ھ میں فتح ہوئے۔ ابن اسحاق کی رائے کے مطابق بابلیون اور اس کے آس پاس کا علاقہ ۲۰ھ میں فتح ہوا اور اسکندریہ ۲۵ھ یا ۲۲ھ میں۔ فوج کشی کے اسباب کے بارے میں بھی اختلاف ہے: سیف بن عمر کی رائے ہے کہ ۱۶ھ میں عمر فاروقؓ جب بیت المقدس (ایلیا) کے معاہدہ پر دستخط کرنے آتے ہوئے تھے تو انہوں نے عمرو بن عاصؓ کو مصر فتح کرنے بھیجا۔ دوسری رائے کا ماخذ فتوح مصر والاسکندریہ ہے جس کی غلط نسبت قاضی واقدی کی طرف کی جاتی ہے۔ اس کی رو سے ۱۸ھ میں گورنر شام ابو عبیدہؓ بن جراحؓ نے خلیفہ کے حکم

---

[1] دارقطنی ص۲۱۲، ابوداؤد ۲/۳۰، ابن سلام ص۳۲، ابن حنبل ۱/۱۹۰-۱۹۱، کنز العمال ۲/۲۲۹

سے عمرو بن عاصؓ کو مصر فتح کرنے کی مہم پر بھیجا تھا۔[1] تیسری رائے ہے کہ عمرو بن عاصؓ فلسطین
سے خلیفہ کی بلا اجازت مصر فتح کرنے نکل کھڑے ہوئے اور جب خلیفہ کو اس اقدام کی خبر
ہوئی تو انہوں نے فوراً ایک خط لکھا جو سرحد مصر سے پہلے عمروؓ کو موصول ہوا۔ وہ مضمون
بھانپ گئے۔ اس لئے پڑھے بغیر بڑھے چلے گئے۔ جب سرحد پار ہو گئی تو خط کی مہر
توڑی۔ لکھا تھا:-

> عمر بن خطابؓ کی طرف سے عاص بن عاصؓ (نا فرمان بن نا فرمان) کے
> نام۔ واضح ہو کہ تم فوج کے ساتھ مصر کی طرف گامزن ہو جہاں رومی فوجیں
> بڑی تعداد میں موجود ہیں جبکہ خود تمہاری فوج ناکافی ہے۔ میری جان کی
> قسم! اگر اس فوج کی تباہی تمہاری نظر میں اپنے سگے بیٹوں کی تباہی
> کے برابر ہوتی تو یقیناً تم انہیں لے کر نہ نکلتے۔ اگر مصر کی سرحد تک نہ پہنچے
> ہو تو واپس آ جاؤ۔

چوتھی رائے۔ جب عمرو بن عاصؓ بعض دوسرے عرب سالاروں کے ساتھ شام
کے ساحلی قلعہ بند شہر قیساریہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے تو انہیں معلوم ہوا کہ عمر فاروقؓ
شام میں اسلامی فوج کے ہیڈ کوارٹر جابیہ آئے ہوئے ہیں۔ ان کا دل مصر پر چڑھائی
کے لئے بیقرار تھا۔ انہوں نے اجازت کے لئے خلیفہ کو ایک خفیہ مراسلہ بھیجا اور
ابھی اجازت آئی بھی نہ تھی کہ ایک رات اپنی فوج کے ساتھ مصر کی راہ لی۔ قیساریہ
میں متعین اسلامی فوج کے دوسرے سالاروں کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے
فوراً عمر فاروقؓ کو مطلع کیا کہ عمروؓ چپکے سے مصر فتح کرنے نکل گئے ہیں۔ ان کے پاس فوج
ناکافی ہے۔ ہمارے خیال میں انہوں نے بہت بڑا خطرہ مول لیا ہے۔ عمر فاروقؓ نے
عمروؓ کو لکھا:-

> عاص بن عاص کے نام۔ واضح ہو کہ تم نے (مصر پر فوج کشی کر کے) اپنے

---

[1] فتوح مصر [illegible] ابن عبد الحکم [illegible] کندی: کتاب الولاۃ و القضاۃ، بیروت [illegible]۔

ساتھی مسلمانوں کو خطرہ میں ڈال دیا ہے۔ میرا یہ خط اگر تمہیں سرحد مصر پار کرنے سے پہلے موصول ہو تو لوٹ آؤ اور اگر سرحد پار کر لے تو پیش قدمی جاری رکھو۔ میں تمہاری مدد کے لئے کمک بھیجوں گا۔

پانچویں رائے :۔ شام کی فتح کے بعد عمر فاروقؓ نے خود مصر پر چڑھائی کا منصوبہ بنایا اور عمرو بن عاصؓ کو لکھا :۔

"مسلمان غازیوں کو مصر پر چڑھائی کی دعوت دو اور جو لوگ خوشی خوشی تیار ہو جائیں انہیں لے کر چل دو۔

یہ خط لکھنے کے بعد عمر فاروقؓ کی عثمان غنیؓ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے انہیں بتایا کہ میں نے عمروؓ کو مصر پر فوج کشی کا حکم دیا ہے۔ عثمان غنیؓ چونکے اور کہا کہ عمروؓ نڈر اور بڑے دھڑک آدمی ہیں۔ اقتدار و امارت کے دلدادہ۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مصر کے حالات کا صحیح اندازہ کئے بغیر بالا فی فوج لے کر نکل کھڑے ہوں گے اور مسلمانوں کو تباہی کے خطرات میں ڈال دیں گے خلیفہ یہ رائے سن کر پچھتائے اور عمروؓ کو لکھا :۔

اگر میرا یہ خط سرحد مصر پار کرنے سے پہلے وصول ہو تو جہاں سے چلے ہو وہیں لوٹ جاؤ اور اگر سرحد پار کر چکے ہو تو پیش قدمی جاری رکھو۔[1]

چھٹی رائے :۔ ۱۸ھ کے طاعون عمواس میں شام کے گورنر ابو عبیدہ بن جراحؓ نے انتقال کیا۔ مرتے وقت انہوں نے معاذ بن جبلؓ کو اپنا جانشین بنایا۔ کچھ دن بعد طاعون نے انہیں بھی آ دبایا۔ بستر مرگ پر انہوں نے عمرو بن عاصؓ کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ یہ تقرر عمر فاروقؓ نے رد کر دیا اور یزید بن ابی سفیان کو دمشق کی گورنری عطا کی۔ عمرو بن عاصؓ کو عمر فاروقؓ کی یہ کارروائی قدرتی طور پر ناگوار گزری۔ اولوالعزم آدمی تھے۔ اپنی صلاحیتوں کا پورا شعور رکھتے تھے اور گورنری کے خواہش مند تھے۔ شام اور شام کی ماتحت سالاری سے ان کا دل کھٹا ہو گیا۔ نظر انتخاب تو مصر کا میدان خالی پایا۔ مصر کے جغرافیہ اور حالات سے وہ بسلسلۂ تجارت پہلے ہی سے واقف تھے چڑھائی

---

[1] ابن عبد الحکم ۵۷ ۔ [2] ابن عبد الحکم ۵۶-۵۸ ۔

کا منصوبہ بنا لیا اور ۱۸ھ میں جب عمر فاروقؓ طاعون میں ہلاک ہونے والے ہزاروں
مسلمانوں کی میراث کے الجھے ہوئے مسائل سلجھانے جابیہ آئے ہوئے تھے تو انہوں
نے اپنا منصوبہ پیش کرتے ہوئے کہا: میں مصر کے حالات اور وہاں کے راستوں سے
اچھی طرح واقف ہوں، وہ بڑا دولت مند ملک ہے لیکن وہاں کے باشندے جنگ و
قتال میں سخت بودے ہیں، اگر آپ نے مصر فتح کر لیا تو مسلمانوں کو بہت فائدہ
ہوگا۔ عمر فاروقؓ نے اس تجویز کی طرف کوئی دھیان نہیں دیا اور ایک نیا محاذ بنانا جب کہ
فارس اور شام میں جنگ ہو رہی تھی مناسب نہ سمجھا۔ لیکن عمروؓ نے اپنی کوشش جاری رکھی
اور کچھ ایسے سبز باغ دکھائے اور ایسی دلیلیں پیش کیں کہ خلیفہ کو اجازت دینا ہی
پڑی۔ انہوں نے چار ہزار یا اور بقول بعض ساڑھے تین ہزار فوج عمروؓ کی تحویل میں دی اور
کہا: یہ فوج لے کر چل دو۔ میں استخارہ کرتا ہوں، اس کے بعد تمہیں خط لکھوں کہ لوٹ
آؤ اور میرا خط پڑھتے وقت تم مصری سرحد میں داخل نہ ہوئے ہو تو لوٹ آنا اور اگر
خط سرحد میں داخل ہونے کے بعد ملے تو مت لوٹنا۔ باوجود تیز گامی کے ابھی عمروؓ سرحد
سے دور ہی تھے کہ خلیفہ کا خط آ گیا لیکن انہوں نے نامہ بر سے لیا نہیں اور دھاوے
مارتے ہوئے مصر کے ایک سرحدی گاؤں میں داخل ہو گئے۔ یہاں خط کھولا اور
سب کو سنایا اب کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ تھا کہ لوٹ چلو کیونکہ سرحد پار ہو چکی تھی۔

۲۳۳ - سرحد مصر میں داخل ہو کر پہلا گاؤں جس پر مسلمان قابض ہوئے عریش تھا اس
کے بعد فرما کے ساحلی قلعہ بند تجارتی شہر کا محاصرہ ہوا۔ شہر کے اردگرد دلدل تھی تقریباً
دو ماہ بزنطیوں نے مقابلہ کر کے ہتھیار ڈالے۔ فرما فتح کر کے عمرو بن عاصؓ نے جنوب مغرب
کا رخ کیا اور آس پاس کے دیہاتوں اور قصبوں سے مصالحت کرتے ہوئے بلبیس پہنچے
اور اس قلعہ بند شہر کو بھی لگ بھگ دو ماہ میں مسخر کیا۔ یہاں سے چل کر بیس میل جنوب
مغرب میں بابلیون کے قریب خیمہ زن ہوئے اور اپنے کیمپ کے گرد خندق کھود دی۔
یہ وہ مرحلہ ہے جہاں سے مشکلات بڑھتی ہیں، مقابلہ سخت ہوتا ہے اور انہیں مرکز سے

ملہ ابن عبد الحکم ... الکندی ... یعقوبی ... [illegible]

کٹنک سنگانا پڑتی ہے ۔ بابلیون (جہاں کچھ دن بعد مصر کے اسلامی پایۂ تخت فسطاط کی
بنیاد رکھی گئی) نیل کے مشرقی کنارہ ایک مشہور قلعہ اور شہر تھا جسے ناقابلِ تسخیر بنانے میں قدرت
اور انسان دونوں نے حصہ لیا تھا۔ اس کے مغربی بازو کا دروازہ نیل کو چھوتا تھا اور اس
کے سامنے دریا میں ایک قلعہ بند جزیرہ (روضہ) تھا جسے بابلیون کے مغربی دروازہ سے
کشتیوں کے ایک پل کے ذریعہ ملا دیا گیا تھا۔ اس جزیرہ کے قلعہ میں ہتھیار جمع رہتے
تھے اور اگر بابلیون پر کوئی آفت آتی تو اس میں پناہ مل جاتی تھی۔ بابلیون کی فتح بالائی اور
زیریں مصر کی فتح کی کنجی تھی۔ مصر کے پایۂ تخت اسکندریہ کے بعد یہ ملک کا سب سے بڑا
شہر تھا۔ مصر بزنطی حکومت کا ایک صوبہ تھا اور اس وقت یہاں قیصر کی طرف سے مقوقس
گورنر تھا۔ مقوقس کو رسول اللہ نے ایک خط بھیجا تھا جس میں اس سے اپیل کی تھی کہ
انہیں رسول مان کر اسلام قبول کرے۔ مقوقس نے خط کا احترام کیا لیکن منفعت و مصالح
کی بنا پر مسلمان نہیں ہوا۔ عمرو بن عاصؓ کو ان سب باتوں کا علم تھا۔ انھوں نے مناسب
سمجھا کہ اسے مائل بہ اسلام کرنے کی آخری بار پھر کوشش کر لیں اگر وہ اسلام نہ لائے
تو ایسا معاہدہ ہی کر لے جس سے بے خون خرابہ مصر پر اسلامی تسلط قائم ہو جائے لیکن
اس کے قبل کہ وہ مقوقس سے ملاقات کے طلب گار ہوں اس کے لڑکے ارسطو
نے انہیں ملاقات کی دعوت دے دی۔ واقدی کی طرف منسوب فتوح مصر والاسکندریہ
کے راویوں کی رائے ہے کہ ارسطو نے اپنے والد مقوقس کو قتل کر دیا تھا کیونکہ اسے
اندیشہ تھا کہ وہ یا تو اسلام قبول کر لے گا یا مدینہ کی ماتحتی۔ عمرو بن عاصؓ نے ارسطو
سے قلعہ بابلیون میں ملاقات کی لیکن اس کا کوئی مفید نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ ارسطو نے کہا
کہ آج کل ہمارے رمضان ہیں۔ اس زمانے میں نہ تو والد صاحب دربار کرتے ہیں اور
نہ کسی سفارت سے ملتے ہیں۔ چند دن بعد جب روزے ختم ہوں گے تو میں آپ کی تجویز
: اسلام یا جزیہ ان کے سامنے پیش کروں گا۔ اس وقت تک جنگ و پیکار بند رکھ کر
انتظار کیجئے۔ اس طرح عمرو بن عاصؓ کو دھوکا دے کر اس نے مسلمانوں کا ستراذ

لہ پیشِ نظر کسی دوسرے ماخذ سے اس بات کی توثیق نہیں ہوتی کہ ارسطو نے مقوقس کو قتل کر دیا تھا ۔

کرنے کی تدبیر سوچی ۔ اُسس نے عمروؓ کے کیمپ کے قریب متصل پہاڑ کی اوٹ میں رسالے چھپا دیئے اور جمعہ کے دن جب سب لوگ نماز میں مشغول تھے اچانک حملہ کر دیا ۔ چار سو چھتیس مسلمان مارے گئے جن میں سات اکابر تھے ۔ اسلامی فوج کے چند دستے قرب و جوار کے دیہاتوں میں غلہ اور چارہ لینے گئے ہوئے تھے ۔ اتفاق سے ان کی واپسی اسس وقت ہوئی جب ارسطو کے رسالے حملہ کر رہے تھے ۔ وہ ان حملہ آوروں پر ٹوٹ پڑے اور انہیں موت کی نیند سلا دیا ۔ عمرو بن عاصؓ نے ان واقعات کی رپورٹ خلیفہ کو بھیجی اور لکھا کہ دشمن کے مقابلہ میں ہماری فوج اتنی کم ہے کہ کمک کے بغیر کام نہیں چل سکتا ۔ عمر فاروقؓ نے جواب دیا ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ عمر بن خطابؓ کی طرف سے عمرو بن عاصؓ کو سلام علیک ۔ اس خدا کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اسس کے نبیؐ پر درود بھیجتا ہوں ۔ تمہارا خط پہنچا ۔ دشمن کے دھوکہ سے تم پر جو مصیبت آئی اس کا حال معلوم ہوا ۔ یہ مصیبت تمہارے نصیب میں لکھی جا چکی تھی ۔ ابن عاصؓ تم پر لازم تھا کہ دشمن کی طرف سے مطمئن نہ ہوتے اور ان کی باتوں میں نہ آتے ۔ ابن عاصؓ میں تمہیں ہمیشہ خوش تدبیر اور صائب رائے سمجھتا رہا ہوں ۔ بہرحال وہی ہونا تھا جو مقدر ہو چکا تھا ۔ اپنے فرائض کی انجام دہی میں آئندہ خوب چست و مستعد رہو اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے پوری تن دہی سے کام لو ۔ تمہیں یاد رہے کہ حاکم اپنی رعیت کے نفع و نقصان کا ذمہ دار ہوتا ہے ۔ خوب سمجھ بوجھ کر قدم اٹھاؤ اور دشمن سے ہر طرح چوکنا رہو ۔ بخدا تمہارا خلیفہ ہمیشہ چوکنا رہتا ہے اور دشمن کی کبھی خبر گیری چھوڑنا نہیں چاہتا ۔ خدا سے دعا ہے کہ ہمیں اور تمہیں اپنا فرماں بردار رہنے کی توفیق عطا کرے ۔ امین ۔ میں نے امین الامت ابوعبیدہ عامر بن جراح کو لکھا ہے کہ تمہاری مدد کو لشکر بھیجیں ۔ والسلام علیک و علی من معک من المسلمین و رحمۃ اللہ و برکاتہ[۱] ۔

---

[۱] فتوح مصر ص ۔ د مصری ابن الحکم ص ۲ / ۲۰۲ ۔

۳۳۴ - عمرو بن عاصؓ کے نام۔

مصر میں داخل ہو کر مسلمانوں کو جہاں سب سے پہلے اپنی کمزوری اور نارسائی کا احساس ہوا وہ بابلیون کا قلعہ تھا۔ قلعہ کے مشرق، شمال و جنوب میں خندق تھی اور مغرب میں دریائے نیل اس کی اونچی اور چوڑی فصیل کا محافظ تھا۔ قلعہ کی کمان ایک لائق بزنطی جنرل کے ہاتھ میں تھی اور خود گورنر مصر مقوقس دارالسلطنت اسکندریہ سے فوج کا دل بڑھانے اور راہنمائی کرنے آ گیا تھا۔ عمرو بن عاصؓ نے بار بار قلعہ پر ہجوم کئے لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ قلعہ کے باہر بھی کئی ناکام غیر فیصلہ کن جھڑپیں ہوئیں۔ عمرو بن عاصؓ متعدد بار کوشش کر چکے تھے۔ محاصرہ کو موثر بنانے اور جنگ کا فیصلہ کرنے کے لئے مزید فوج کی سخت ضرورت تھی۔ انہوں نے کمک کے لئے مرکز سے درخواست کی۔ عمر فاروقؓ نے بلا تاخیر چار ہزار غازیوں کی ایک فوج چار سالاروں کی سرکردگی میں جن کے لیڈر ابوبکر صدیقؓ کے داماد اور رسول اللہؐ کے عزیز زبیر بن عوام تھے روانہ کی اور یہ خط سالار کو یہ مراسلہ بھیجا۔

چار ہزار کی کمک بھیج رہا ہوں۔ ہر ہزار پر میں نے ایسے مرد کو سالار مقرر کیا ہے جو خود ہزار مردوں کے مساوی ہے۔ زبیر بن عوام، مقداد بن عمرو، عبادہ بن صامت، مسلمہ بن مخلد (خارجہ بن حذافہ دوسری روایت) اب تمہارے پاس بارہ ہزار کے برابر فوجی قوت ہے اور بارہ ہزار کے ہاتھ قلت تعداد کی وجہ سے شکست نہیں ہو سکتی۔[1]

بارہ ہزار کی تفصیل، چار ہزار عمرو بن عاصؓ کے ساتھ، چار ہزار کمک اور چار ہزار کے مساوی چاروں سالار۔ یہ مصری محدث لیث بن سعد کی رائے ہے۔ چند دوسرے مصری راویوں نے جن میں ابن لہیعہ اور یزید بن حبیب شامل ہیں تصریح کی ہے کہ کمک کی تعداد بارہ ہزار تھی اور سب ملا کر مسلمان پندرہ ہزار سے زیادہ تھے۔

۳۳۵ - عمرو بن عاصؓ کے نام

---

[1] ... ... حسن المحاضرہ و مقریزی ... ۲۹۴ ، کنز العمال ۲ / ۱۶۱

سات ماہ کے طویل محاصرہ کے بعد محرم سنہ ۲۰ھ میں بابلیون کا قلعہ فتح ہوا بابلیون کے ماتحت اراضی کے بارے میں اکابر فوج کے درمیان اختلاف پیدا ہوا۔ ایک فریق کی رائے تھی کہ اسے زمینداروں کے پاس چھوڑ دیا جائے اور ان سے جزیہ نیز لگان وصول کیا جائے۔ دوسرے فریق کا جس کی ترجمانی زبیر بن العوام کر رہے تھے مطالبہ تھا کہ چونکہ قلعہ بزور شمشیر فتح ہوا ہے اس لئے اس کی ماتحت اراضی و املاک فوج میں تقسیم کر کے باشندوں کو غلام بنا لینا چاہئے۔ جب باہمی گفتگو سے یہ قضیہ طے نہ ہو سکا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے رجوع کیا گیا۔ ان کا یہ فرمان آیا:۔

اراضی زمینداروں کے پاس رہنے دو اور لگان لگاؤ تاکہ آئندہ نسلیں اس کی آمدنی سے جہاد کر سکیں۔[1]

۲۳۶ ۔ خط کی دوسری شکل۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم سب مل کر مسلمانوں کے وظیفے اور غازیوں کی روزی غصب کرنا چاہتے ہو۔ اگر میں مصر کی اراضی تمہارے درمیان بانٹ دوں تو اگلی نسلیں دشمنوں سے جہاد کے لئے کیسے مسلح ہوں گی۔ اگر میرے کندھوں پہ مجاہدوں اور فوج کی سواری کے جانوروں نیز ان کی روزی کا بوجھ نہ ہوتا تو میں مصر کی اراضی تمہارے درمیان بانٹ دیتا۔ لہٰذا اسے اس وقت تک کے لئے وقف کر دو جب تک مسلمان غازیوں کی آخری جماعت باقی ہے۔ والسلام۔[2]

۲۳۷ ۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے نام۔

سات ماہ کے محاصرہ کے بعد جب بابلیون فتح ہوا اور اس کی خبر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو انہوں نے لکھا:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سلام علیک۔ میں خدا کا سپاس گزار ہوں اور اس کے

---

[1] فتوح مصر ص۲۶۲، ابن سلام ص۵۸، بلاذری ص۲۱۵ [2] طحاوی، شرح معانی الآثار، دہلی ۱۳۰۰ھ ج۲ ص۱۳۵ - ۲۰۹، ابو جعفر الطحاوی مشکل الآثار و موطا امام محمد قلمی ورق ۰۰ ۔ [illegible]

مجھ پر درود بھیجتا ہوں۔ جب میرا خط موصول ہو تو خدا کے دشمنوں کو
جہاں جہاں وہ ہوں ٹھکانے لگا دو اور ان کے ساتھ کوئی رعایت یا نرمی
نہ برتو۔ رعیت کے معاملات سے دلچسپی لو اور جہاں تک ممکن ہو ان کے
ساتھ انصاف کرو۔ لوگوں کی خطائیں معاف کرو خدا تمہاری بھی معاف
کرے گا۔ رعایا سے مروجہ قوانین کی پابندی کراؤ اور ان پر لگائے گئے
ٹیکسوں کا ریکارڈ رجسٹروں میں رکھو۔ انصاف کے ذریعہ امن و عافیت
کو فروغ دو۔ حکومت و اقتدار آنی جانی ہے۔ صرف چیز باقی رہے گی وہ
اچھی شہرت ہے یا اُن بٹ جانا۔[1]

۳۳۸ - عمرو بن عاصؓ کے نام۔

بابلیون کی عظیم الشان فتح نے باقی مصر کی فتح کے لیے راستہ ہموار کر دیا۔ یہ
مرکزی شہر مصر کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا تھا۔ مسلمانوں کو یہاں بھی رکاوٹ
کا اسی محاذ پر سامنا کرنا پڑا۔ کئی ماہ تک ناکام محاصرہ کرنے کے بعد انہوں نے مدینے سے
کمک طلب کی۔ ان کی موجودہ تعداد چار ہزار کے لگ بھگ تھی۔ مدینے سے بقول چار
ہزار اور بقول بعض بارہ ہزار فوج چار سالاروں کی سرکردگی میں وارد ہوئی۔ بیزنطی
فوجوں سے کھلے میدان میں ایک بڑے معرکہ کے بعد جس میں وہ بری طرح ہارے
مسلمانوں نے بابلیون کا بھرپور محاصرہ شروع کیا۔ کچھ عرصہ بعد مسلمانوں نے قلعہ
پر بزور شمشیر قبضہ کر لیا۔ مقوقس اور بیزنطی جنرل کافی فوج کے ساتھ قلعہ کے مغربی
دروازہ سے جو دریائے نیل میں کھلتا تھا قریب کے قلعہ بند جزیرہ روضہ منتقل ہو گئے
اور کشتیوں کا وہ پل توڑ دیا جو قلعہ کو جزیرہ سے ملاتا تھا۔ پاس ہی ایک دوسرا پل شرقی
کنارہ سے غربی کنارہ تک عام لوگوں کے لئے تھا وہ بھی توڑ دیا گیا۔ مسلمان اب
سخت مشکل میں تھے۔ اول تو دریا کی جنگ کا انہیں تجربہ نہ تھا، دوسرے ساری کشتیاں
اور کشتی ساز پہلے ہی غائب کر دیئے گئے تھے، مزید براں دریا میں باڑھ آئی ہوئی

---

[1] فتوح الشام و مصر منسوب بہ واقدی ص ۲۰۸

تھی۔ جزیرہ میں محصور دشمن کو سبا نا ضروری تھا کیونکہ بغیر اس کے نہ تو بالائی مصر پر قبضہ ممکن تھا اور نہ زیریں پر جہاں پایۂ تخت اسکندریہ تھا۔ دوسری طرف مقوقس کو شام و فارس میں قیصر و کسریٰ اور مصر میں اپنی ہزیمت کے بعد مسلمانوں سے جنگ و پیکار بے سود نظر آئی تو اس نے صلح کرنا چاہی۔ قبطی اکابر تو صلح کے لئے تیار ہو گئے لیکن بزنطی فوجی لیڈروں نے کہا ہم کبھی صلح نہیں کر سکتے۔ بڑے بحث و مباحثہ کے بعد طے ہوا کہ مقوقس صرف قبطیوں کی طرف سے صلح کرے اور اگر قیصر اس کی منظوری دے دے تو اس میں بزنطیوں کو بھی شامل کر لیا جائے۔ صلح کے شرائط یہ تھے:۔

۱۔ مصر کے سارے قبطی جن کی جباری اکثریت تھی، عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور اپاہجوں کو چھوڑ کر دو دینار (دس روپے) سالانہ جزیہ ادا کریں گے اور جہاں جہاں مسلمان فوجیں جائیں گی قبطی ان کے لئے سڑکیں اور پل درست کریں گے اور غلہ نیز چارہ کے لئے منڈیاں کھولیں گے اور جو مسلمان مسافر دیہاتوں سے گذریں گے انہیں وہاں کے باشندے تین دن تک مفت کھانا کھلائیں گے۔

۲۔ مصری باشندوں کے مال و دولت سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔

۳۔ بزنطیوں کو حق ہوگا کہ چاہیں جزیہ دے کر مصر میں رہیں یا ملک چھوڑ دیں۔

مقوقس نے بابلیون میں اپنی شکست اور صلح کی رپورٹ جب بزنطی قیصر ہرقل کو قسطنطنیہ بھیجی تو وہ سخت ناراض ہوا اور مقوقس کو ایک پُر عتاب خط بھیجا جس میں تھا کہاں بارہ ہزار مسلمان اور کہاں تمہاری لاکھوں کی جمعیت، تف ہے تم پر، میں صلح مسترد کرتا ہوں اور حکم دیتا ہوں کہ جب تک دم میں دم ہے ڈٹے رہو اور اگر قبطی تمہارا ساتھ نہ دیں تو ملک میں ایک لاکھ بزنطی ہیں ہتھیاروں سے لیس، انہیں لے کر نکلو اور ان مٹھی بھر فاقہ مست عربوں کا قلع قمع کر دو۔ مگر مقوقس اپنے معاہدہ پر قائم رہا[1]۔

بابلیون سے فارغ ہو کر مسلمان اسکندریہ کی طرف بڑھے درمیانی علاقہ آسانی سے

---

[1] ابن عبد الحکم ص ۷۲

ہاتھ آگیا لیکن اسکندریہ کے نواح کے قریوں نے خم ٹھونک کر مقابلہ کیا۔ اسی اثناء میں ہرقل کی طرف سے حاکم اسکندریہ کو حکم آگیا کہ شہر کی ایک ایک انچ زمین کے لئے لڑا جائے اور کسی قیمت پر ہتھیار نہ ڈالے جائیں۔ دوسری طرف اس نے قسطنطنیہ سے سامان اور فوجیں بھیجنا شروع کردیں۔ اسکندریہ کے ساحل پر جہازوں کا تانتا بندھ گیا۔ ہرقل خود اسکندریہ جانے کی تیاری کرنے لگا۔ اس کا اور اس کے مشیروں کا خیال تھا کہ اگر اسکندریہ نکل گیا تو بزنطی حکومت کا دبدبہ اور رسوخ خاک میں مل جائے گا۔ اسکندریہ عیسائیت کا بہت بڑا مرکز تھا اور عیسائیوں کے سب سے بڑے گرجے اسی شاندار شہر میں واقع تھے جب سے مسلمان فلسطین پر قابض ہوئے تھے ان کا بڑا تہوار ایسٹر اسکندریہ ہی میں منایا جاتا تھا۔ تجارت کی بین الاقوامی منڈی ہونے کے علاوہ اسکندریہ علوم و ادب اور آرٹ کا گہوارہ بھی تھا۔ بزنطی تمدن کے حسین آثار یہاں موجود تھے۔ صرف شاہی تفریح گاہوں کی تعداد چار سو بتائی گئی ہے۔ ہرقل خود شہر کے دفاع کے لئے قسطنطنیہ سے روانہ ہونے والا تھا کہ موت نے آدبایا۔ اسکندریہ کے ارد گرد جہاں ممکن تھا جگہ جگہ قلعے بنائے گئے تھے اور یہ قلعے تہ بہ تہ تھے کہ اگر ایک قلعہ زیر ہو جائے تو اس کے پیچھے دوسرا پھر تیسرا اور پھر چوتھا موجود ہو۔ مسلمانوں کی سب سے بڑی مصیبت یہ قلعے اور ان کی سنگبار مشینیں تھیں۔ اسکندریہ اور قلعوں کے سارے محافظ بزنطی نسل کے تھے جن کے خون کو اپنی حکومت، اپنے مذہب اور اپنے مذہبی ادارے کا جوش گرمائے ہوئے تھا۔ جو ہر قربانی کو حقیر سمجھ رہے تھے۔ بنا بریں مسلمانوں کی پیش قدمی رک گئی تھی۔ عمر فاروقؓ کو تاخیر بہت کھل رہی تھی۔ آخر مجبور ہو کر انہوں نے لکھا:

”مجھے حیران ہوں کہ تم اب تک مصر فتح نہیں کر سکے حالانکہ دو سال سے لڑ رہے ہو۔ اس کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ تمہارے دل میں بھی سی لگن اور ولولہ نہیں رہا۔ اس دنیا میں پھنس گئے ہو جس میں تمہارا دشمن مبتلا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کسی قوم کی مدد اسی وقت مدد

لہ ابن عبدالحکم ص۲۵۳   لہ حجب بال

کہتا ہے جب ان کے دلوں میں سچی لگن ہو۔ میں نے چار بہادر و نبرد آزما کی
مدد کو بھیجے تھے اور تمہیں مطلع کیا تھا کہ ان میں سے ہر ایک ہزار مردوں
کے برابر ہے، پس تو ان کے بارے میں بھی سمجھتا تھا۔ یہ بات اور ہے کہ وہ
بھی اسی یاسوہ میں پھنس گئے ہوں جس میں دوسرے جنگل میں۔ میرا
خط پاکر تقریر کرو اور لوگوں کو ترغیب دو کہ سچی لگن اور پامردی سے
لڑیں، ان چار بہادروں کو فوج کے سامنے رکھو اور ....
..... فوج کو حکم دو کہ تن واحد کی طرح دشمن پر ٹوٹ پڑیں۔ یہ حملہ جمعہ
کے دن زوال آفتاب کے وقت ہو کیونکہ اس وقت خدا کی رحمت
نازل ہوتی ہے اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اس وقت لوگ خدا
کے سامنے گڑگڑائیں اور اس سے فتح کے لئے دعا مانگیں۔[1]

۳۳۹ - عمرو بن عاصؓ کے نام -

اسکندریہ کی عملداری اور مضافات میں کئی دیہاتوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔
وہ اور ان کی عورتیں بچے غلام بنائے گئے اور فوج میں بانٹ دیئے گئے۔ ان کی
ایک خاصی تعداد فروخت ہونے کو مکہ، مدینہ اور یمن کے بازاروں میں پہنچ گئی۔ اسکندریہ
کے حاکم نے عمرو بن عاصؓ کو پیغام بھیجا کہ میں بزنطی اور ساسانی بادشاہوں کو جو تمہاری
نسبت مجھے زیادہ ناپسند تھے، جزیہ دیتا رہا ہوں اور خوشی سے تمہیں جزیہ دینے
کو تیار ہوں بشرطیکہ تم ان غلاموں کو لوٹا دو جنہیں میرے ماتحت دیہاتوں سے تم نے
پکڑ لیا تھا۔ عمرو بن عاصؓ نے کہلا بھیجا کہ میں تمہاری تجویز خلیفہ کو لکھ کر بھیجتا ہوں ان
کا جیسا حکم ہوگا ویسا ہی کروں گا۔ خلیفہ کا فرمان آنے تک دونوں فریقوں نے
جنگ سے باز رہنے کا عہد کر لیا۔ عمرو بن عاصؓ نے حاکم اسکندریہ کی تجویز خلیفہ کو
لکھ بھیجی تو جواب آیا:-

---

[1] ابن عبد الحکم ص ۲۰ ، ۳ ، ۲۰۰، خطط المقریزی المصریہ ۱ ، ۲۹ ، ۱۶۱۔ حسن ابراہیم حسن نے اپنی فتوح مصر و العراق میں اس خط کو مختصراً پیش کر کے لکھا ہے کہ اس کا تعلق فتح بابلیون کی تجدید سے تھا مگر اسکندریہ کی ... [illegible]

تمہارا خط موصول ہوا تم لکھتے ہو کہ حاکم اسکندریہ اس شرط پر جزیہ دینے کو تیار ہے کہ اس کے ماتحت علاقے سے جن لوگوں کو تم نے غلام بنایا ہے لوٹا دو میری جان کی قسم مستقل جزیہ کی آمدنی جس سے ہمارا اور بعد کے مسلمانوں کا بھلا ہو اس مال غنیمت سے مجھے کہیں زیادہ پسند ہے جو فوج میں تقسیم ہو کر خورد برد ہو جائے اور عام مسلمان اس سے متمتع نہ ہو سکیں، تم حاکم اسکندریہ کی تجویز اس شرط پر مان لو کہ جو غلام تمہارے پاس موجود ہیں انہیں اختیار دیا جائے کہ اسلام اور عیسائیت میں سے جسے چاہیں قبول کریں، ان میں سے جو اسلام قبول کرے گا وہ مسلمانوں کے زمرہ میں داخل ہو جائے گا اس کے حقوق اور ذمہ داریاں دوسرے مسلمانوں کی طرح ہوں گی اور جو اپنی قوم کا مذہب اختیار کرے گا اس سے جزیہ لیا جائے گا جو اتنا ہی ہو گا جتنا اس کے دوسرے ہم مذہب دیں گے، رہے وہ لوگ جو غلام ہو کر عرب، مدینہ اور یمن جا چکے ہیں تو ان کی واپسی ہمارے بس سے باہر ہے اور ہم کوئی ایسا معاہدہ نہیں کر سکتے جسے پورا کرنے سے قاصر ہوں۔[1]

۲۳۴ - عمرو بن عاصؓ کے نام

مضافات اسکندریہ میں بنائے ہوئے غلاموں کے متعلق ایک دوسرا قصہ بھی بیان کیا گیا ہے جو ابن اسحاق کی مذکورہ بالا روایت سے زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے، اسکندریہ کے مضافاتی دیہاتوں میں زیادہ تر قبطی نسل کے لوگ آباد تھے اور انہوں نے مسلمانوں کا بڑی بے جگری سے مقابلہ کیا تھا لیکن بالآخر شکست کھائی اور لڑائی کے مروجہ قانون کے مطابق غلام بنا لئے گئے، پھر اسکندریہ کا محاصرہ شروع ہوا اور کئی ماہ کی سخت لڑائی کے بعد وہاں کے قبطی حاکم کو بھی ہتھیار ڈالنا پڑے، گو کہ شہر بزور شمشیر فتح ہوا تھا اور وہاں کے باشندوں کو قتل کرنا اور غلام بنانا دونوں جائز تھا تاہم عمرو بن عاصؓ نے نہ تو انہیں قتل کیا

---

[1] طبری ۱۰۴/۴ و ۲۲۶ نیز ان کے نام یہ ہدایت بسلسلہ جزیہ ملاحظہ ہو اور طبری، یاقوت ۲۸۲/۱ و ۲۹/۳، ۵۲/۶، ۱۶/۸

اور نہ غلام بنایا بلکہ ان پر جزیہ لگا دیا اور جو زمیندار یا کاشتکار تھے ان کے ذمہ لگان لازم کر دیا۔ غالباً اسکندریہ کے حاکم نے عمرو بن عاصؓ سے درخواست کی کہ آپ نے جب ہمارے ساتھ یہ رعایت کی ہے کہ ہمیں غلام نہیں بنایا ہے تو ہمارے ان ہم قوموں پر بھی یہ کرم کیجئے جو اسکندریہ کے مضافات میں آپ سے لڑے۔ ہارے اور پھر غلام بنائے گئے۔ ان پر بھی ہماری طرح جزیہ لگا دیجئے۔ یہ لوگ غلام بن کر خاصی تعداد میں مکہ، مدینہ اور یمن کو بھیجے جا چکے تھے اور باقی مسلمانوں کی خدمت میں تھے۔ معاملہ عمر فاروقؓ کے سامنے پیش کیا گیا۔ انہوں نے مناسب سمجھا کہ ان غلاموں کو اسکندریہ اور بابلیون کے باشندوں کی طرح آزاد کر دیا جائے اور ان سے جزیہ اور خراج وصول کیا جائے۔ چنانچہ انھوں نے لکھا:۔

> ان زر خرید غلاموں میں سے جو تمہارے پاس ہوں انھیں اختیار دو کہ چاہے وہ مسلمان ہو جائیں اور چاہے اپنے مذہب پر قائم رہیں۔ جو مسلمان ہو جائے، وہ اسلامی برادری میں داخل ہو جائے گا۔ اس کے حقوق اور ذمہ داریاں دوسرے مسلمانوں کی طرح ہوں گی اور اگر وہ اپنے دین پر رہنا چاہیے تو اسے اپنے دیہات لوٹ جانے دو۔[1]

۲۳۱۔ عمرو بن عاصؓ کے نام۔

یہ وہ مراسلہ ہے بلکہ اس مراسلہ کا ٹکڑا ہے جس میں عمر فاروقؓ اسکندریہ کی بڑی لائبریری کو جو فلسفہ، سائنس اور ادب کی ہزاروں کتابوں پر مشتمل تھی حکم صورت صادر کرتے دکھائے گئے ہیں۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے اسلامی تاریخ کے ابتدائی چھ سو سال میں کسی مورخ یا محدث نے اس خط کا ذکر نہیں کیا ہے۔ ہمارا تعارف اس سے پہلی بار ساتویں صدی ہجری میں ہوتا ہے۔ اس کا جنم غالباً اس تعصب کی فضا میں ہوا جو صلیبی جنگوں کے زیر اثر اسلامی اور عیسائی دماغ میں پیدا ہو گئی تھی۔ ذیل کی کہانی اس خط کا پس منظر بتائی جاتی ہے۔ اسکندریہ کی اسلامی فتح کے وقت وہاں ایک عیسائی

---

[1] ابن عبد الحکم ص ۸۳۔

پادری (یوحنا نحوی فیلوپونس) تھا جس نے فلسفہ میں بڑا کمال حاصل کیا تھا۔ وہ تثلیث سے تائب ہو چکا تھا اور توحید کا پرجوش حامی تھا۔ اس کی علمی اور انسانی خوبیوں سے عمرو بن عاصؓ بہت متاثر تھے، ایک دن اس نے گورنر سے اسکندریہ کی وہ لائبریری مانگی جس میں ہزارہا کتابیں تھیں اور جس پر سرکاری قفل لگا دیا گیا تھا۔ عمرو بن عاصؓ نے کہا کہ میں خلیفہ سے پوچھ لوں اگر انہوں نے اجازت دیدی تو لائبریری تمہیں دیدی جائے گی۔ عمر فاروقؓ نے لکھا:۔

…… رہیں وہ کتابیں جن کا تم نے ذکر کیا ہے تو اگر ان کا مضمون قرآن کے مضمون کے مطابق ہے تب قرآن کی ضرورت ہی کیا ہے اور اگر قرآن کے مضمون سے مختلف ہے تب انہیں کیوں باقی رکھا جائے۔ لہذا تلف کر دیجئے۔

خط کی عبارت بھی اس کے جعلی ہونے پر شاہد ہے۔ خط میں عمرو بن عاصؓ کو لائبریری کے باقی رکھنے یا ضائع کرنے کی اجازت مانگتے دکھائے گئے ہیں حالانکہ انہیں اجازت اس بات کی مانگنا تھی کہ اسے پادری کے حوالہ کر دیں یا نہیں۔

ڈاکٹر اے۔ جے۔ بٹلر نے اپنی مبسوط کتاب THE ARAB CONQUEST OF EGYPT میں اس کہانی اور اس کے متعلقات کی تحقیق کر کے نتیجہ نکالا ہے کہ اسکندریہ کی زیر بحث لائبریری فتح اسلامی سے ایک صدی بلکہ زیادہ پہلے ضائع ہو چکی تھی اور پادری جیان فلوپونس عرب حملہ سے بہت پہلے وفات پا چکا تھا۔

۲۴۴۔ عمرو بن عاصؓ کے نام۔

ملہ قفطی (اخبار العلماء باخبار الحکماء) لیپزگ ۱۹۰۳ء ص ۳۵۴ - ۳۵۶ ؛ بغدادی (مختصر الافادہ، عبداللطیف بغدادی ۱۸۰۰ء) اس کتاب میں عمرو بن عاص کے حکم سے لائبریری کو ضائع کرنے کی طرف محض اشارہ ہے۔ کہا جاتا ہے خط اور کہانی کا ذکر قفطی اور بغدادی کے ایک ہم عصر مسیحی عیسائی مؤرخ ابو الفرج ابن العبری نے اپنی کتاب مختصر الدول (ص ۱۸۰) میں بھی کیا ہے لیکن میرے پیش نظر ایڈیشن (بیروت ۱۸۹۰ء) میں صرف کہانی ہے خط نہیں۔

جب اسکندریہ فتح ہوا تو وہ سارے بزنطی باشندے جو بحری سفر کا انتظام کر سکے گھر بار چھوڑ کر قیصر کی سلطنت میں چلے گئے۔ مسلمانوں کو بہت سے مکان، کوٹھیاں اور محل خالی ملے۔ عمرو بن عاصؓ نے خلیفہ کو لکھا کہ میں اسکندریہ کو ہیڈکوارٹر بنانا چاہتا ہوں، جہاں رہائش کا پورا انتظام ہے۔ عمر فاروقؓ نے اس کی اجازت نہیں دی۔ انہیں یہ بات ناپسند تھی کہ چھاونی کسی ایسی جگہ بنائی جائے جہاں پہنچنے کے لئے دریا یا سمندر عبور کرنا پڑے:-

میں مناسب نہیں سمجھتا کہ تم مسلمان غازیوں کو ایسی جگہ آباد کرو جس کے اور میرے درمیان گرمی یا جاڑے میں کوئی دریا حائل ہو۔ ؔ

۲۴۳۔ خط کی دوسری شکل۔

اخبار و آثار کے بعض ناقل کہتے ہیں کہ عمر فاروقؓ نے مندرجہ ذیل خط کے تین نسخے لکھوائے اور ایک سعد بن ابی وقاصؓ کو عراق میں بھیجا، دوسرا بصرہ کے گورنر کو اور تیسرا عمرو بن عاصؓ کو جو اس وقت اسکندریہ میں تھے:-

اپنے اور میرے درمیان کوئی دریا حائل نہ ہونے دو تاکہ جب میرا جی چاہے اپنے اونٹ پر سوار ہو کر تمہارے پاس آ سکوں۔ ؔ

۲۴۴۔ عمرو بن عاصؓ کے نام۔

مذکورہ بالا فرمان کے تحت عمرو بن عاصؓ نے بابلیون کے مشہور تاریخی قلعہ کے پاس نیل کے دائیں کنارے ایک وسیع میدان اپنی فوجی چھاونی کے لئے منتخب کیا، میدان کے وسط میں جامع مسجد کی بنیاد رکھی اور اس میں اپنی نشست کے لئے ایک منبر بنوایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے بعض ساتھیوں کو یہ بات ناگوار ہوئی کہ وہ اونچی جگہ بیٹھیں۔ انہوں نے خلیفہ سے شکایت کر دی تو یہ حکم آیا:-

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے ایک منبر بنوایا ہے جہاں مسلمانوں سے اونچا ہو کر بیٹھتے ہو، کیا (یہ اعزاز) تمہارے لئے کافی نہیں کہ تم (امیر کی حیثیت سے)

ؔ ابن عبدالحکم ص ۹۱ ؔ ایضاً حسن المحاضرہ ۱/۸۰

> کھڑے ہو کر تقریر کرو، اور باقی مسلمان (رعایا کی حیثیت سے) بیٹھیں اور تمہاری بات سنیں۔ میری طرف سے تاکید ہے کہ منبر توڑ ڈالو۔[1]

۴۳۵ - عمرو بن عاص رضؓ کے نام

اسی نوع کی ایک اور شکایت ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں بھی قلم بند کی ہے۔ کندی عرب صحابی عرفہ[2] بن حارث نے مصر کے ایک ذمی مالدار کو اسلام لانے کی دعوت دی، اس نے دعوت قبول نہیں کی اور بات کچھ اتنی بڑھی کہ اس نے رسول اللہ کی شان میں توہین آمیز الفاظ کہے۔ عرفہ نے مشتعل ہو کر مصری کو قتل کر دیا۔ معاملہ عمرو بن عاصؓ کے سامنے پیش ہوا۔ انہوں نے عرفہ کے قتل کی مذمت کی اور کہا تمہیں ہرگز نہیں ہونا چاہیے تھا کہ وہ ذمی ہے اور ذمیوں کی جان و مال کی حفاظت کے ہم ضامن ہو چکے ہیں۔ عرفہ نے کہا یہ تسلیم، لیکن ذمی کو اس بات کا حق کب ہے کہ وہ اسلام یا ہمارے نبی کی توہین کریں۔ کچھ اور ترش باتیں ہوئیں اور عرفہ جن کے جذبات مشتعل تھے عمرو بن عاصؓ سے بولے آپ ہمارے سامنے تکیہ لگا کر بیٹھا کیجئے ہمیں برا لگتا ہے۔ اگر آپ نے اس طرح بیٹھنا بند نہیں کیا تو میں خلیفہ سے شکایت کروں گا۔ عمرو بن عاصؓ نے اعتراض درخور اعتناء نہ سمجھا اور حسب معمول پھر مجلس میں تکیہ لگا کر بیٹھے۔ عرفہ نے شکایت کر دی۔ عمر فاروقؓ نے لکھا۔

> مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مجلس میں اپنے ساتھیوں کے سامنے تکیہ لگا کر بیٹھتے ہو جیسا کہ غیر عرب حکام کا طریقہ ہے۔ ایسا نہ کیا کرو۔ مجلس میں جب تک رہو سیدھے بیٹھو، جب گھر جاؤ تو جس طرح چاہو تمہیں اٹھنے بیٹھنے کا اختیار ہے۔[3]

۴۳۶ - خط کی دوسری شکل

> رعیت کے ساتھ اس طرح پیش آؤ جیسا تم پسند کرو گے کہ تمہارا امیر تمہارے ساتھ پیش آئے۔ مجھ سے شکایت کی گئی ہے کہ تم مجلس میں

---

[1] ابن عبدالحکم ص ۹۲ حسن المحاضرہ ار ۹۰ [2] متن میں غلطی سے عرفہ چھپ گیا ہے
[3] ابن عساکر ۲۰ ورق ۵۲

تکیہ لگا کر بیٹھے ہو، ایسا نہ کیا کرو، اس طرح بیٹھو جس طرح اور لوگ
بیٹھتے ہیں۔[۱]

۳۴۷۔ عمرو بن عاصؓ کے نام۔

عمرو بن عاصؓ نے نیل کے مشرقی دارالحکومت فسطاط کی بنیاد رکھی تھی جس میں سرکاری دفاتر، گورنر کی قیام گاہ اور فوج کے مکانات کا انتظام کیا گیا تھا۔ جب فسطاط کی تعمیر شروع ہوئی تو عمرو بن عاصؓ نے نیل کے مغربی کنارہ ایک عارضی چھاؤنی بنائی جس میں خاص طور پر یمن کے قبیلے اور کچھ حبشی دستے رکھے گئے۔ یہ اس غرض سے کیا گیا کہ مغرب کی طرف سے کوئی حملہ آور یا مقامی باغی مسلمانوں کو تعمیر فسطاط میں مشغول پا کر حملہ نہ کر دے۔ جب نیا شہر بس گیا تو عمرو بن عاصؓ نے اس عارضی چھاؤنی کو فسطاط منتقل کرنا چاہا لیکن وہاں کے لوگوں کو مغربی کنارہ اتنا بھایا کہ وہ آنے کے لئے تیار نہیں ہوئے۔ اس چھاؤنی کا نام جیزہ پڑا اور جلد یہ ایک پرفضا شہر بن گیا جس کے اردگرد باغ ابھر آئے۔ عمر فاروقؓ کو جب معلوم ہوا کہ مسلمانوں نے نیل پار بود و باش اختیار کر لی ہے جو ان کی مرضی کے خلاف تھی تو انہوں نے گورنر کو یہ خط لکھا:

...... تم نے یہ کیسے گوارا کیا کہ تمہاری فوج تم سے الگ تھلگ رہے؟ یہ بات تمہارے لئے مناسب نہیں کہ تم اپنی فوج کا ایسی جگہ رہنا گوارا کرو جس کے اور تمہارے درمیان دریا ہو کیونکہ تم کو معلوم نہیں کہ ان پر ناگہاں کیا مصیبت آ پڑے، اس وقت شاید تم ان کی مدد نہ کر سکو اور وہ نقصان اٹھائیں۔ لہٰذا (جو لوگ جیزہ میں بس گئے ہیں) ان کو فسطاط بلا لو اور اگر انہیں وہ جگہ اتنی پسند ہو کہ آنے کے لئے تیار نہ ہوں تو ان کی بستی کے چاروں طرف سرکاری مد سے ایک قلعہ بنوا دو۔[۲]

۱۔ ابن عساکر، ق ۱، نمبر ۱۰ ۲۔ ابن عبدالحکم ص ۱۲۸، یاقوت ۲/۱۹۲، ابن تغری بردی ۱/۳۶، الواسطہ ... و معارف ... رقم ۴۴۸، دار الکتب قاہرہ، ۴/۲۴۶، حسن المحاضرہ ۱/۷۱۔

۳۴۸ - عمرو بن عاصؓ کے نام -

خارجہ بن حذافہؓ مصر میں اسلامی فوج کے ایک ممتاز رسالدار تھے۔ نہایت بہادر جیسے خطرات میں گھس پڑنے والے۔ جب تیار دار الحکومت فسطاط بسا تو عمرو بن عاصؓ نے انہیں اپنا پولیس افسر مقرر کر دیا۔ سب کی طرح انہوں نے بھی رہائش کے لئے مکان بنایا اور ایک نئی بات یہ کی کہ چھت پر ایک کمرہ بھی تعمیر کیا۔ کہا جاتا ہے کہ نئے فسطاط میں یہ پہلا بالاخانہ تھا۔ لوگوں کو قدرتی طور پر یہ بدعت کھٹکی اور ان کے دلوں میں اسے مٹانے کا داعیہ پیدا ہوا۔ عمر فاروقؓ کو یہ شکایت پہنچی کہ اس کمرہ کی کھڑکی یا روشندان سے پڑوسیوں کو جھانکا جاتا ہے۔ انہوں نے فوراً گورنر کو لکھا۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ خارجہ بن حذافہ نے دو چھت پر ایک مکان بنوایا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ پڑوسیوں کی پوشیدہ باتیں معلوم کی جائیں۔ میرا خط پا کر کمرہ گرا دو۔ والسلام۔[1]

۳۴۹ - خط کی دوسری شکل -

ایک چارپائی اس جگہ رکھو جہاں سے جھانکنے کی شکایت کی گئی ہے اور اس پر ایک میانہ قد آدمی کھڑا کرو۔ اگر اس کے لئے جھانکنا ممکن ہو تو کھڑکی (یا روشندان) کو بند کرا دو۔[2]

۳۵۰ - عمرو بن عاصؓ کے نام -

جب فسطاط بسا تو مصر کے سابق گورنر مقوقس نے (جو مسلمانوں سے جزیہ اور خراج کے عوض تیغوں کی طرف سے صلح کر چکا تھا) عمرو بن عاصؓ سے کہا کہ وہ مقطم کی اراضی بیرے ہاتھ بیچ دو۔ میں ستر ہزار دینار (ساڑھے تین لاکھ روپے) دوں گا۔ عمروؓ نے کہا کہ مصر کی زمین مسلمانوں کی ملکیت ہے اس کا کوئی بھی حصہ بک نہیں سکتا۔ پھر بھی میں خلیفہ کو لکھتا ہوں اگر انہوں نے اجازت دے دی تو تمہارے ہاتھ فروخت کر دوں گا۔ جب یہ معاملہ عمر فاروقؓ کے پاس پہنچا تو انہوں نے لکھا۔

---

[1] ابن عبد الحکم ص۱۲۰ حسن المحاضرہ ۱/۱۰۵ [2] ابن عبد الحکم ص۱۲۰

مقوقس سے پوچھو کہ وہ اس ناہموار زمین کی اتنی زیادہ قیمت کیوں دے رہا ہے وہ نہ تو زراعت کے لائق ہے نہ وہاں پانی نکلتا ہے اور نہ کسی مفید کام آتی ہے۔

گورنر مصر نے مقوقس سے جب یہ سوال کیا تو اس نے بتایا کہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ یہاں جنت کے پودے لگائے جائیں گے (یعنی عیسائیوں کا قبرستان بنے گا) عمر فاروقؓ کو اس جواب سے مطلع کیا گیا تو انہوں نے لکھا:

میں نہیں سمجھتا کہ مسلمانوں کے علاوہ اور کون جنت کا پودا ہو سکتا ہے لہٰذا فسطاط میں جو مسلمان مریں انہیں مقطم کے دامن میں جگہ دو اور کسی قیمت پر اسے نہ بیچو۔[1]

۳۵۱۔ خط کی دوسری شکل۔

(مقوقس) نے یہ کہا کہ دامن مقطم میں جنت کے پودے لگائے جائیں گے (اسے مسلمانوں کا قبرستان بنا دو۔[2]

۳۵۲۔ عمرو بن عاصؓ کے نام۔

مصر میں دستور تھا کہ ہر سال ایک کنواری لڑکی کو عمدہ کپڑے اور زیور پہنا کر نیل میں ڈبویا جاتا تھا۔ مصریوں کا عقیدہ تھا کہ ایسا کرنے سے نیل کا پانی اونچا ہو کر کھیتوں میں پہنچنے لگتا ہے۔ بابلیون کی فتح کے بعد جب وسطی اور زیریں مصر پر اسلامی تسلط قائم ہوا تو مقامی زمینداروں نے عمرو بن عاصؓ کو بتایا کہ ہر سال جرن کی بارہ تاریخ کو ہم ایک کنواری لڑکی کو بہترین لباس اور زیور پہنا کر اس میں ڈال دیتے ہیں، ایسا کرنے سے دریا کا پانی بلند ہو جاتا ہے اور ہماری اراضی سیراب ہونے لگتی ہے۔ گورنر نے کہا کہ اسلامی حکومت میں ایسی باطل رسموں کو زندہ نہیں رکھا جا سکتا۔ کاشتکاروں نے تین ماہ انتظار کیا اور جب نیل کا پانی نہ بڑھا تو وہ جلاوطنی کی تیاری کرنے لگے۔ گورنر مصر

---

[1] ابن الحکم ص۱۵۱، یاقوت ۴/۲۶۲، ابن تغری بردی ۱/۸۲؛ فضائل مصر قلمی ص۳۰، حسن المحاضرہ ۱/۸۲، کنز العمال ۳/۳۶۱۳۔ [2] ابن عبدالحکم ص۱۵۰۔

گھبرائے اور عمر فاروقؓ کو صورت حال سے مطلع کیا تو انہوں نے لکھا:۔

تم نے ٹھیک کیا۔ بلاشبہ اسلام ماضی کی غلط رسوم کو مٹاتا ہے۔ میں ایک رقعہ بھیج رہا ہوں۔ جب میرا یہ خط ملے تو اسے دریائے نیل میں ڈال دینا۔

۳۵۳ - دریائے نیل کے نام۔

واضح ہو کہ اگر تو اپنے اختیار سے بہہ رہا ہے تو رک جا اور اگر اللہ واحد قہار تجھے بہاتا ہے تو ہم اس سے ملتجی ہیں کہ تجھے رواں کر دے۔

پھر رقعہ نیل میں ڈال دیا گیا، دوسرے دن پانی سولہ ہاتھ اٹھ گیا اور زمین سیراب ہونے لگی۔

۳۵۴ - خط کی دوسری شکل۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبد اللہ امیر المومنین کی طرف سے نیل مصر کے نام۔ اگر تو مخلوق ہے تو تیرے بس میں نہ تو فائدہ پہنچانا نہ نقصان اور اگر تو ارادے اور اختیار سے رواں ہے تو رک جا ہمیں تیری ضرورت نہیں اور اگر تو خدا کی دی ہوئی قوت سے بہہ رہا ہے تو پہلے کی طرح فراوانی سے بہنے لگ جا۔

۳۵۵ - عمرو بن عاصؓ کے نام۔

سنہ ۱۸ھ[۲۱] میں مدینہ اور اس کے مضافات میں سخت قحط پڑا، نالے ندیاں جن سے مدینہ کے کھیت اور نخلستان سیراب ہوتے تھے سوکھ گئے۔ تاجروں نے مدینہ آنا بند کر دیا۔ شہر اور اس کے نواح میں خاک اڑنے لگی۔ انسان اور مویشی سوکھ کر کانٹا ہو گئے بازار میں کھانے پینے کی چیزیں نہ ملتیں اور اگر ملتیں تو نہایت مہنگی۔ مسافر تھے اور بھوک

۱ ابن عبد الحکم ص ۱۵۰ مقدسی، احسن التقاسیم لائڈن ۱۸۷۷ء ص ۲۰۴ ۲ ابن عبد الحکم ص ۱۵۰، ۱۵۱ ابن الفقیہ، کتاب البلدان لیڈن ۱۸۸۵ء ص ۷۶، مقدسی ص ۲۰۴، دیار بکری تاریخ الخمیس مصر ۱۲۸۳ھ ۲/۲۴۳، ابن ایاس تاریخ مصر ۱/۲۳، ابن عساکر ق ۳ ظ ۱۹، کنز العمال ۷/۲۰۰، ۲/۱۹۶ باختلاف متن ۳ تاریخ الشام و مصر ضرب پر تدبیر کا حصہ ۲ ...

بھوک سے بیتاب ہو کر صحراؤں سے نکل پڑے اور مدینہ کو گھیر لیا[1] - عمر فاروقؓ نے عراق، شام اور مصر کے گورنروں سے مدد طلب کی۔ سب سے پہلے گورنر شام امیر معاویہؓ نے غلے سے لدے ہوئے تین ہزار اونٹوں کا ایک قافلہ بھیجا اور اتنے ہی کپڑے۔ گورنر کوفہ نے دو ہزار اونٹ اور عمرو بن عاصؓ نے ہزار اونٹ اور چار ہزار کپڑے فراہم کئے۔

عمر فاروقؓ نے مدد کے لئے عمرو بن عاصؓ کو جو خط بھیجا تھا اس کا مضمون اخبار و آثار میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:-

عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے عمرو بن عاصؓ کو سلام علیک۔
میری جان کی قسم عمروؓ اگر تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا پیٹ بھرا رہے
تو تمہیں پرواہ نہ ہو اگر میں اور میرے ساتھی بھوکوں مریں، مدد، مدد[2]۔

۳۵۶ - خط کی دوسری شکل -

عاص بن عاصؓ کے نام، میری جان کی قسم، تم اور تمہارے ساتھی زندہ و
مسلمان، اگر موٹے تازے رہیں تو تمہیں پرواہ نہ ہو اگر میں اور میرے
ساتھی (اہل مدینہ و مکہ) سوکھیں، مدد، مدد[3]۔

۳۵۷ - خط کی تیسری شکل -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے عمرو بن عاصؓ کو سلام علیک۔
کیا تم چاہتے ہو کہ میں اور مدینہ کے لوگ بھوکوں مریں اور تم اور تمہارے
علاقہ کے لوگ زندہ رہیں، مدد، مدد[4]۔

۳۵۸ - خط کی چوتھی شکل -

مدد، مدد، عربوں کی مدد! اونٹوں کا ایک قافلہ جس کا پہلا حصہ میرے
پاس ہو اور پچھلا تمہارے پاس، صحراؤں میں آتا ہوا میرے پاس پہنچے

[1] ابن سعد الطبقات جز ۳ قسم اول ص ۲۲۵ - ۲۲۶ [2] ابن عبد الحکم ص ۱۶۲ - ۱۶۳، حسن المحاضرہ ج ۲ ص ۹ [3] ابن عبد الحکم ص ۱۶۵، ابن زولاق ورق، ص ۲۰۱، میں مدد مدد کے الفاظ خط کے شروع میں ہیں [4] ابن سعد جلد ۳ قسم دوم ص ۲۳۳، بلاذری انساب الاشراف ۵/۱۰ - ۲۰۲ -

کر دو۔[1]

۳۵۹۔ خط کی پانچویں شکل۔

مدد، مدد! میرے پاس آٹے کی بوریاں بھیجو اور ان میں چربی کے ٹکڑے رکھ دو۔[2]

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا جواب۔

امیر المومنین اچھا، بہت اچھا! جلد ہی آپ کے پاس غلہ سے لدے ہوئے اونٹوں کا ایک ایسا کارواں پہنچے گا جس کا اگلا حصہ آپ کے پاس ہوگا اور پچھلا میرے پاس، مجھے امید ہے کہ ایسی صورت بھی نکل آئے گی کہ آپ کے پاس سمندر کی راہ سے غلہ بھیج سکوں گا۔[3]

۳۶۰۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے نام۔

فراعنہ کے زمانہ میں بابلیون کے قریب ایک نہر نکالی گئی تھی جو دریائے نیل کو بحر قلزم سے ملاتی تھی، اس نہر سے جو کشتیاں بالائی، وسطی اور زیریں نیل سے بحرین کے بندرگاہوں کو تجارتی سامان لاتی لے جاتی تھیں، مدینہ کے جنوب میں جار نامی حجاز کا ایک مشہور بندرگاہ تھا جس کے ذریعہ مصر کا غلہ اور دوسرا سامان مکہ، مدینہ اور یمن پہنچتا تھا، یہ آبی راستہ اس مشہور تاریخی بری گزرگاہ سے چھوٹا اور سستا تھا جو جزیرہ نمائے سینا سے ہوکر مدینہ جاتا تھا، مناسب دیکھ بھال نہ ہونے سے یہ نہر مصر پر اسلامی قبضہ سے کافی پہلے ریت سے پٹ گئی تھی، عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ لکھ تو گئے پر جب انہوں نے اپنی تجویز کے نشیب و فراز پر غور کیا اور اپنے قبطی مشیروں سے گفتگو کی تو انہیں معلوم ہوا کہ نہر کھولنے سے مصر کا اکثر غلہ مکہ اور مدینہ چلا جایا کرے گا جس سے مصر کو سخت نقصان پہنچے گا، انہوں نے خلیفہ کو لکھا کہ سمندری راستہ کی بات بے سوچے سمجھے کہہ دی تھی، یہ کام ایسا دشوار اور اتنا مہنگا ہے کہ اس پر عمل ممکن نہیں، عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک مختصر اور سستے بحری راستہ کے خیال سے خوش تھے۔

---

[1] دولت الکبریٰ ۱/۲۲۶ [2] ابن ابی الحدید ۳/۱۰۴ [3] ابن عبدالحکم ص ۱۶۵۔

انہیں اندیشہ تھی کہ اس کے کھلنے سے مدینہ اور مکہ میں قحط و تنگی کے وقت آسانی سے
غلہ پہنچ سکے گی اگر نہ کے مذکورہ بالا مراسلے نے انہیں سخت مشتعل کر دیا اور انہوں نے
نے یہ خط لکھا۔

عاص بن عاص رض بحری راستہ کھولنے کے بارے میں تم نے جو پہلے لکھا
تھا اب اس کی دشواری کے عذر تراش رہے ہو خدا کی قسم تمہیں یہ
راستہ کھولنا ہوگا ورنہ میں تمہارے کان اکھیڑ دوں گا یا کسی کو بھیج کر
اکھڑوا دوں گا۔

۲۶۱ - خط کی دوسری شکل۔

بحری راستہ کھول لو اس کام میں بہت جلدی کرو خدا مدینہ کی
خوشحالی کے بجائے مصر کو برباد کرے۔

۲۶۲ - خط کی تیسری شکل۔

نیل سے سمندر تک نہر کھدوا دو چاہے اس پر تمہیں مصر کا سارا خراج
صرف کرنا پڑے۔

۲۶۳ - عمرو بن عاص کے نام۔

فتوح الشام و مصر جو بو اقدی کی رو سے عمرو بن عاص رض نے اسکندریہ
اور نیل کا ڈیلٹا (زیریں مصر) فتح کرنے کے بعد خلیفہ سے دریافت کیا کہ اگلی فوج کشی
کا ہدف شمالی افریقہ (مغرب) کو بنایا جائے یا بالائی مصر (صعید) کو۔ عمر فاروق رض نے
صحابہ سے مشورہ کیا تو علی حیدر رض نے رائے دی کہ عمرو بن عاص رض کو چاہیے کہ خود پایہ
تخت (فسطاط) میں مقیم رہیں تاکہ وہاں کے غیر مسلم باشندوں کو سر اٹھانے کا موقع
نہ ملے اور دس ہزار فوج خالد بن ولید رض کی سرکردگی میں نئی فتوحات کے لئے بھیجیں
عمر فاروق کو یہ رائے پسند آئی اور انہوں نے لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عبد اللہ عمر بن خطاب کی طرف سے فسطاط

لے ابن عبد الحکم صفحہ ۱۶۵، ابن شداد الزرقانی، تھوڑے سے فرق کے ساتھ طبری ۴ ۔ ۲۲۴ ۔ ۲۲۵
سے ابن الزرقانی ق ۱۵۱

اور اس کے نواحی کے حاکم عمرو بن عاصؓ کے نام۔ بسلام علیک و رحمۃ اللہ
و برکاتہ: میں اس معبود کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق
نہیں اور اس کے نبی محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں۔ تم پر اور تمہارے ساتھی مہاجرین
انصار پر خدا کی رحمت سلامتی اور برکت ہو۔ تمہارا خط پڑھا، حالات معلوم
ہوئے۔ میرا خط موصول کر کے خدا سے مدد مانگو اور رسالے تیار کرو اور
ہر مفتوحہ شہر میں ایک حاکم بھیجو تاکہ شریعت کی پابندی کرائے اور قانون
اسلام کی تعلیم دے۔ پھر بیس ہزار صحابہؓ کی ایک فوج مرتب کر دیں کے
سپہ سالار خالد بن ولیدؓ ہوں، ان کے ساتھ زبیر بن عوامؓ، فضل بن عباسؓ
مقداد بن اسود، عامر بن حیاتؓ، مالک اشترؓ، دوسرے افسران اور پرچم
داروں کو روانہ کرو۔ یہ لوگ شہر بہ شہر گشت کریں گے اور وہاں کے لوگوں
کو اسلام کی دعوت دیں جو لوگ اسلام قبول کریں ——————
ان کو وہی منافع اور حقوق حاصل ہوں گے جو ہمیں ہیں اور ان پر وہی فرائض
عائد ہوں گی جو ہم پر ہیں جو لوگ اسلام لانے سے انکار کریں ان سے جزیہ
وصول کیا جائے اور اگر وہ جزیہ دینے سے بھی انکار کریں تو ان سے جنگ
کی جائے۔ مسلمان غازیوں کو تاکید کرو کہ جب کبھی شہر کا محاصرہ کریں
تو اس کے آس پاس کے دیہاتوں پر چھاپے ماریں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ
مصر میں دو شہر ہیں، ایک اہناس بابلیون کے قریب اور دوسرا زیادہ
مستحکم بہنسا ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بہنسا میں بطلیوس نامی ایک بڑا سفاک
ظالم جنگجو جرنیل (بطریق) ہے۔ یہ الواحات[1] کا حاکم ہے اور مصر کا سب سے
بڑا فوجی افسر ہے۔ جب تک یہ دونوں شہر فتح نہ ہو جائیں تمہاری فوج صعید
(بالائی مصر) کا رخ نہ کرے۔ ظاہر و باطن میں تم اور تمہارے ساتھی خدا

---

[1] مصر کے جنوب مغرب میں ایک طرف سرحد سوڈان اور دوسری طرف لیبیا تک وسیع سرحدی علاقہ کا نام الواحات تھا۔ یہاں کثرت سے نخلستان اور باغات تھے۔ مقدسی ص ۲۰۱ یاقوت ۲/۲۴۰۔

سے ڈرتے رہیں، مظلوم کے ساتھ انصاف کرو اور ظالم سے اس کا حق دلاؤ، نیکی اور راستبازی کی تلقین کرو، اپنا فوجی اور سپاہیانہ تعلق کو مضبوط کرو۔ اللہ کے احکام خداوندی کی انجام دہی میں اگر کوئی تمہیں ملامت کرے تو اس کی پروا نہ کرو۔ تم خود فسطاط میں رہو اور فوجیں روانہ کر دو۔ اگر کمک کی ضرورت پڑے تو مجھے مطلع کرو اور گو کہ حقیقی مدد وہی ہے جو خدا کی طرف سے ہو تاہم میں کمک تمہارے پاس بھیجوں گا۔ خدا سے دعا ہے کہ تمہاری مدد فرمائے اور تمہیں کامیابی عطا کرے۔ والحمد للہ رب العالمین۔[1]

اس مراسلہ میں خالد بن ولیدؓ کا محاذ مصر پر ذکر حیرت انگیز ہے۔ مصر کی فتوحات میں خالدؓ کا حصہ لینا مستند عربی اخبار و آثار سے ثابت نہیں ہے۔ فتوح الشام اور مصر سب ہی واقدی میں بہت سی افسانوی اور حیران کن باتیں ہیں اور خالد بن ولیدؓ کا محاذ مصر پر ظہور بھی انہیں میں سے ایک ہے۔

۳۶۴ ۔ عمرو بن عاصؓ کے نام۔

عراق و شام کی فتوحات کے بعد جب مرکزی خزانہ میں خمس کے علاوہ لگان اور جزیہ کی بڑی بڑی رقمیں جمع ہونے لگیں تو عمر فاروقؓ نے سالانہ وظائف کا ادارہ قائم کیا جس کے ماتحت تمام مسلمان غازیوں، ان کی بیویوں اور بچوں کے لئے وظیفے مقرر کئے گئے۔ سب سے بڑا وظیفہ بدر کے غازیوں کو دیا گیا۔ یہ خط عمرو بن عاصؓ اور کچھ دوسرے صحابہ کے وظائف سے متعلق ہے :-

مصر کے ان صحابہؓ کے لئے جنہوں نے "درخت کے نیچے" رسول اللہ سے بیعت رضوان لی تھی ہزار روپے (دو سو دینار) سالانہ وظیفہ مقرر کرو، یہی وظیفہ تم خود لو چونکہ تم گورنر ہو اور یہی خارجہ بن حذافہ کو ان

---

[1] فتوح الشام و مصر ۲/ ۱۴۳ - ۱۴۲ [2] صلح حدیبیہ میں رسول اللہؐ نے صحابہؓ سے درخت کے موقع پر بیعت لی تھی۔

کی ممتاز شجاعت اور عثمان بن ابی العاص رعثمان بن قیس سہمی۔ دوسری
روایت ا کو ان کی غیر معمولی مہمان نوازی کے لئے دو۔[1]

۳۶۵۔ خط کی دوسری شکل۔

جن صحابہ نے درخت کے نیچے بیعت کی ہو ان کا وظیفہ ہزار روپے
(دو سو دینار) سالانہ مقرر کرو اور اپنے لئے بھی اسی قدر، چونکہ تم گورنر
ہو اور خارجہ بن حذافہ کو ان کی غیر معمولی شجاعت کے لئے امتیازی وظیفہ
(بارہ سو پچاس روپے) دو۔[1]

۳۶۶۔ عمرو بن عاصؓ کے نام۔

یہ خط بے سیاق و سباق ہے۔ اسے کنز العمال میں ابن سعد مؤلف کتاب طبقات
الکبیر کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے لیکن طبقات کے یورپین اڈیشن میں یہ خط
موجود نہیں ہے۔

واقع ہو کہ میں نے مدینہ کے مردوں، عورتوں اور بچوں کا سالانہ وظیفہ
دفتر خلافت میں مقرر کر دیا ہے، ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو
جہاد کے لئے مصر یا دوسرے محاذوں کو چلے گئے تھے اور پھر لوٹ
آئے، وہ لوگ جو یہاں وظیفہ مقرر ہونے کے بعد مصر جا کر بس گئے
ان کا اور ان کے بیوی بچوں کا وظیفہ میری مقرر کردہ شرح کے
مطابق بحال رکھو اور جن لوگوں کا وظیفہ یہاں مقرر نہیں ہوا ہے اور
وہ مصر میں آباد ہو گئے ہیں ان کا وظیفہ مقرر کرو اس کی شرح وہی ہو جو
ان جیسی فوجی خدمت والے دوسرے مسلمانوں کے لئے میں نے مقرر کی
ہے۔ خود اپنا وظیفہ دو سو دینار مقرر کرو، یہ وہ رقم ہے۔ جو جنگ بدر
میں شریک ہونے والے مہاجر و انصار کو دی گئی ہے، میں نے اتنا وظیفہ
تمہارے کسی ہم رتبہ کو نہیں دیا ہے۔ تمہیں زیادہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ تم

---

[1] ابن عبد الحکم ص۱۵۵ ، ابن سعد ج ۴ ، قسم دوم ص۱۹۱ حسن المحاضرہ ج۱ ، بلاذری ص۲۲۳

گورنر ہوا اور جس نوزکی زیادہ سے زیادہ تنخواہ تمہیں دی ہے جیسے مجھے معلوم ہوا ہے کہ سرکاری مصارف کے لئے تمہیں روپیہ کی ضرورت ہوگی ان کے لئے آمدنی بڑھاؤ تفصیل جزیہ دلگان (خراج) انصاف اور حق کے اصول پر ہو جب خراج جمع ہو جائے تو بغیر خوردبرد کئے اس سے مسلمانوں کے وظائف اور ضروری خرچ نکال لو اور باقی مجھے بھیج دو۔ تمہیں یاد رہے کہ مصر کی آمدنی سے خمس نہیں لیا جائے گا کیونکہ اسے بذریعہ معاہدہ فتح کیا گیا ہے۔ مفتوحہ مصر اور اس میں جو کچھ ہے مسلمانوں کی دولت ہے اس کی آمدنی سے پہلے ان لوگوں کو دو جو سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں اور سرکاری فرائض انجام دیتے ہیں۔ باقی سے ان لوگوں کی مدد کرو جن کا خدا نے قرآن میں نام لیا ہے۔ یاد رہے عمرو کہ خدا تمہیں اور تمہارے عمل کو دیکھتا ہے۔ وہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے۔ ولجعلنا للمتقین اماما۔ ہمیں متقیوں کا لیڈر بنا، وہ چاہتا ہے کہ سب کی تابعداری راہ پر چلا جائے۔ تمہیں یہ بھی یاد رہے کہ تمہاری عملداری میں ذمی اور معاہد لوگ ہیں۔ رسول اللہ نے ان کے ساتھ اچھے سلوک کی تاکید کی ہے اور قبطیوں کے ساتھ بھی اچھے برتاؤ کی سفارش کی ہے چنانچہ آپ نے فرمایا ہے۔ قبطیوں سے اچھا سلوک کرو۔ وہ تمہاری حفاظت میں داخل ہوں گے۔ وہ تمہارے ہم نسب بھی ہیں۔ ان سے رشتہ یہ ہے کہ پیغمبر اسماعیل کی ماں قبطی تھیں۔ رسول اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص معاہد پر ظلم کریگا یا اس کی طاقت سے زیادہ جزیہ لے گا۔ تو قیامت کے دن میں اس کا دشمن بنوں گا۔ خبردار عمرو۔ رسول اللہ کہیں تمہارا گریبان نہ پکڑ لیں۔ رسول اللہ نے جس کا گریبان پکڑا وہ ذلیل ہو کر ہی رہے گا۔ سنو اے عمرو، اس قوم کا حاکم بن کر میں بڑی آزمائش میں ڈالا گیا ہوں۔ مجھے کمزوری کا احساس ہونے لگا ہے میری

رعایا ہر طرف پھیل گئی ہے، میں بہت بوڑھا ہوں۔ خدا سے دعا ہے
کہ مجھے اٹھا لے، نہ زیادہ میری تعریف ہو نہ برائی۔ مجھے ڈر رہتا ہے
کہ اگر کوئی اونٹ تمہاری عملداری کے دور ترین حصّہ میں لاپروائی سے
ضائع ہو جائے تو قیامت کے دن مجھ سے جواب طلب ہوگا۔[1]

یہ خط کئی مختلف مضامین پر مشتمل ہے، تقرر وظائف، خراج، اہل معاہدہ اور
قبطیوں کے ساتھ برتاؤ، عمر فاروقؓ کی خلافت سے بددلی، اپنی کمزوری اور بڑھاپے کا
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ راویوں نے عمر فاروقؓ کے متعدد خطوط سے جو مختلف اوقات
میں لکھے گئے تھے بعض چیدہ چیدہ حصے نکال کر یکجا کر دیئے ہیں۔ ایسا کرنے میں ان سے کچھ
لغزشیں بھی سرزد ہوئی ہیں۔ مثلاً ان کی یہ تصریح درست نہیں کہ بدر کے مجاہدین کا
سالانہ وظیفہ ایک ہزار درہم تھا، مستند اور مشہور روایت یہ ہے کہ بدر کے غازی
مہاجرین کا سالانہ وظیفہ چھ ہزار روپے (پانچ ہزار درہم) اور انصار کا دو ہزار روپے
(چار ہزار درہم) تھا۔ خط میں ایک جگہ یہ تصریح ہے کہ مصر چونکہ بزور شمشیر فتح نہیں ہوا تھا
اس کی حیثیت مال غنیمت کی سی نہیں ہے اور دوسری جگہ یہ تصریح کہ سرحدی فوج کو
وظیفے (تنخواہیں) دے کر باقی ان لوگوں میں تقسیم کر دو جن کا قرآن میں ذکر ہے (مساکین
یتامیٰ مکاتب وغیرہ) حالانکہ یہ وہی لوگ ہیں جن کا حصہ خمس سے نکلتا اور خمس اسی مال
سے لیا جاتا ہے جو بزور شمشیر فتح ہو۔

۳۶۷ - عمرو بن عاصؓ کے نام۔

سنہ ۲۱ھ میں عمر فاروقؓ کے دو لڑکے عبداللہؓ اور عبدالرحمٰنؓ جہاد کے لئے
مصر گئے، اس موقع پر عمر فاروقؓ نے گورنر عمرو بن عاصؓ کو لکھا۔

اگر میرے کنبہ کا کوئی فرد تمہارے پاس آئے تو تم اسے کوئی تحفہ نہ دینا
اور نہ اس کے ساتھ خصوصی برتاؤ کرنا ورنہ تمہارے خلاف مناسب
کارروائی کی جائے گی۔

---

[1] کنز العمال ۳/۲۲؛

عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں کہ اس حکم امتناعی کے باعث میں نے دونوں بھائیوں
کی نہ تو آؤ بھگت کی نہ انہیں کوئی تحفہ بھیجا اور نہ ملنے ان کے گھر گیا۔ کچھ دن گزرے
تھے کہ کسی نے آکر مجھ سے کہا کہ عبدالرحمٰن اور ابو سروعہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں،
میں نے انہیں اندر بلا لیا وہ بہت اداس تھے، انہوں نے کہا۔ ہمارے حد
شراب لگائیے، ہم نے رات شراب پی اور مدہوش ہو گئے، میں نے دونوں
کو جھڑکا اور کہا:- امیر المومنین کے لڑکے اور ایک بدری صحابی کے حد لگاؤں ؛
عبدالرحمٰن :- اگر آپ حد نہیں لگائیں گے تو میں مدینہ لوٹ کر امیر المومنین کو خبر کر دوں گا
اسی اثنا میں عبدالرحمٰن کے بھائی عبداللہ بن عمرؓ بھی آگئے۔ میں ان کے استقبال
کو آگے بڑھا، خوش آمدید کہا اور صدر مجلس میں بٹھانا چاہا، لیکن انہوں نے انکار
کر دیا اور بولے :- والد نے مجھے آپ سے ملنے کی ممانعت کر دی ہے۔ الا یہ
کہ ملاقات کے بغیر چارہ نہ ہو اور اس وقت ایک ایسی ضرورت آ پڑی ہے
کہ ملاقات ناگزیر ہے، میں چاہتا ہوں کہ میرے بھائی کا منظر عام پر سر مونڈا
جائے، حد شراب آپ جہاں چاہیں لگا سکتے ہیں۔ اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے
عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں کہ حد کے ساتھ تادیب و تشہیر کے لیے سر بھی منڈوایا جاتا تھا۔ میں
دونوں کو گھر کے صحن میں لایا اور حد لگائی، اس کے بعد عبداللہ بھائی کو لے کر
مسکن کے ایک کمرہ میں گئے اور ان کا اور ابو سروعہ کا سر مونڈا، بخدا میں نے
اس موضوع پر عمرؓ کو ایک حرف بھی نہیں لکھا لیکن چند ہی دن گزرے تھے کہ
یہ توبیخ آمیز خط موصول ہوا :

عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے عاصی بن عاص کو سلام علیک :
ابن عاص مجھے حیرت ہے تم پر اور تمہاری جرأت پر کہ تم نے میری
ہدایت کی خلاف ورزی کی، میں نے اصحاب بدر اور تم سے بہتر لوگوں
کو نظر انداز کر کے تمہیں منتخب کیا حالانکہ تم گمنام تھے اور تم کو پچھلی
صف سے نکال کر اگلی صف میں کھڑا کیا، لوگوں نے مجھ سے کہا تھا

کہ تم جہالت اور مخالفت سے کام لوگے اور میں دیکھ رہا ہوں ویسا ہی ہوا جیسا انہوں نے کہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں بڑی حرج محسوس کرنا پڑے گا۔ تمہارا بُرا ہو۔ عبدالرحمٰن کو اپنے گھر میں حد لگاتے ہو اور اس کا سر بھی گھر میں مونڈتے ہو حالانکہ تمہیں معلوم تھا کہ یہ بات میری مرضی کے خلاف ہوگی۔ عبدالرحمٰن تمہاری رعیت کا ایک فرد تھا اور تمہیں اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا چاہیئے تھا جیسا کسی دوسرے مسلمان کے ساتھ لیکن تم نے کہا "امیرالمومنین کا لڑکا ہے" اس کے ساتھ رعایت کریں۔ حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ میں حقوق اللہ میں کسی کے ساتھ رو رعایت نہیں کرتا۔ یہ خط پاتے ہی عبدالرحمٰن کو عبا اور موٹے بالوں کا ڈھیلا کوٹ پہنا کر قتب پر بٹھا کر نہایت تکلیف دہ کجاوہ پر روانہ کر دو تاکہ اپنی بدکرداری کا مزہ چکھے۔

میں نے عبداللہ کو ان کے والد کا خط دکھا کر عبدالرحمٰن کو مدینہ روانہ کر دیا اور عمرؓ کو ایک معذرت نامہ لکھا کہ میں نے عبدالرحمٰن کو گھر کے صحن میں حد لگائی تھی اور سمجھا یہ وہی جگہ ہے جہاں مسلم اور غیر مسلم کو سزا دیتا ہوں۔ یہ خط عبداللہ بن عمرؓ کے ہاتھ بھیج دیا۔ عبداللہ بھائی کے ساتھ مدینہ پہنچے۔ عبدالرحمٰن موٹے بالوں کے کوٹ میں باپ کے سامنے آئے۔ بے گدے کی سواری نے ان کا جسم چور کر دیا تھا کہ ان سے چلنا دو بھر تھا۔ عمر فاروقؓ نے عبدالرحمٰن کو بُرا بھلا کہتے ہوئے کوڑا منگوایا۔ ایک بڑے صحابی عبدالرحمٰن بن عوف نے زدوکوب سے باز رہنے کی سفارش کی اور کہا کہ عبدالرحمٰن بن عمرؓ کو شراب نوشی کی سزا پہلے ہی مل چکی ہے۔ مگر عمر فاروقؓ پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ انہوں نے ان صحابی کو ڈانٹا۔ عبدالرحمٰن پر کوڑے پڑنے لگے۔ وہ چیختے اور کہتے۔

---

* یہاں سے کہانی مدینہ منورہ میں آنے کے بعد غلام اسلم کی زبانی شروع ہوتی ہے۔

میں بیمار ہوں۔ بخدا تم مجھے مارے ڈالتے ہو۔ حد لگنے کے بعد عبدالرحمٰن کو قید کر دیا گیا جہاں ایک ماہ بیمار رہ کر ان کا انتقال ہو گیا۔[1]

۳۶۸۔ خط کی دوسری شکل۔

عبدالرحمٰن کو قتب پہ بٹھا کر میرے پاس بھیج دو۔[2]

۳۶۹۔ عمرو بن عاصؓ کے نام۔

عمرو بن عاصؓ نے ایک باشندۂ قریش کو جس کا تعلق یمن کے قبیلہ تُجیب سے تھا غصہ میں منافق کہہ دیا۔ اس نے خلیفہ سے شکایت کی تو انہوں نے عمرو بن عاصؓ کو لکھا:-

اگر تجیبی گواہ فراہم کر دے کہ تم نے اسے منافق کہا تھا تو اسے حق پہنچتا ہے کہ تمہارے کوڑے مارے۔[3]

۳۷۰۔ عمرو بن عاصؓ کے نام۔

صحابی زنباع کا سندر نامی ایک غلام تھا، ایک دن اس نے زنباع کی کنیز کو پیار کر لیا، زنباع نے طیش میں آکر اس کے خصیے، کان اور ناک کاٹ ڈالے سندر نے رسول اللہؐ سے داد فریاد کی۔ انہوں نے زنباع کو طلب کیا اور کہا، غلاموں کے ساتھ ایسا برتاؤ نہیں کرنا چاہیئے جو ان کے لئے ناقابل برداشت ہو، جو خود کھاؤ وہی انہیں کھلاؤ جو خود پہنو وہی انہیں پہناؤ اور ان سے مطمئن ہو تو رکھو ورنہ بیچ ڈالو۔ خلق خدا پر ایسے عذاب نہ توڑو۔ جس غلام کا مُثلہ کیا جائے گا یا اُسے آگ میں جلایا جائے گا۔ وہ آزاد ہو جائے گا۔ رسول اللہؐ نے سندر کو آزاد کر دیا۔ سندر نے کہا: رسول اللہؐ آپ ہر مسلمان سے سفارش کر دیجئے کہ میرے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ رسول اللہؐ نے سفارش کر دی۔ ان کی وفات پر سندر ابوبکر صدیقؓ کے پاس آیا

---

[1] ایک رائے یہ ہے کہ عبدالرحمٰن چھ ماہ قید میں رہ کر اچھے ہو گئے تھے۔ پھر بیمار پڑے اور وفات پائی۔
[2] ابن ابی الحدید ۳/۱۲۳، ابن جوزی ص ۱۷۰، بلاذری انساب ورق ۹/۳۱۱، دیکھو کنز العمال قلم ۴۲، کنز العمال ۵/۱۲۵۔ باختلاف متن [3] بیہقی ۸/۲۱۲، ۲۱۳ [4] کنز العمال ۵/۱۲

اور ان سے کہا کہ میرے حق میں رسول اللہ کی سفارش پوری کیجئے ، ابوبکر صدیقؓ جب تک زندہ رہے اس کی کفالت کرتے رہے ، ان کے بعد سندر نے عمر فاروقؓ سے کہا کہ میرے حق میں رسول اللہ کی سفارش کیجئے ، عمر فاروقؓ نے پوچھا تم مدینہ میں رہنا پسند کرو گے یا باہر جانا ، سندر : میں مصر میں رہائش اختیار کرنا چاہتا ہوں ، عمر فاروقؓ نے عمرو بن عاصؓ کو لکھا :-

سندر کے حق میں رسول اللہ کی سفارش پوری کرو۔[۱]

۱۷۲ - عمرو بن عاصؓ کے نام -

کسی غلام کو جوتی کھودتے ہوئے ایک گھڑا ملا جس میں اشرفیاں بھری ہوئی تھیں غلام نے اپنی محنت کا ثمرہ سمجھ کر اشرفیاں خود لینا چاہیں اور اس کے مسلمان مالک نے مملوک کی چیز مملوک کے نظریہ کے مطابق کہا کہ اشرفیاں میری ہیں مقدمہ عمر فاروقؓ کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے یہ فیصلہ دیا :-

کچھ اشرفیاں غلام کو دیدو ، ایسا کرنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ غلام پائی ہوئی چیزیں اپنے آقاؤں کو دے دیا کریں گے۔[۲]

۱۷۳ - عمرو بن عاصؓ کے نام -

شریک بن سُمیؓ ایک صحابی عمرو بن عاصؓ کے پاس آئے اور کہا کہ حکومت کا وظیفہ میرے لئے ناکافی ہے مجھے زراعت کی اجازت دیجئے - گورنر مصر کا بیان وظیفہ پانیوالوں کو زراعت کرنے کی اجازت نہیں ہے ، ان کا کام صرف غیر مسلموں سے جنگ و قتال کرنا ہے - ممانعت کے باوجود شریک نے کھیتی باڑی شروع کر دی ، گورنر نے شریکؓ کی شکایت خلیفہ کو لکھ دی - انہوں نے شریکؓ کو مدینہ طلب کیا اور جب وہ آئے تو ان سے کہا :- میں تمہیں ایسی سزا دوں گا کہ مصر کے رنگ عبرت پکڑیں گے - شریکؓ :- مجھے معاف کر دیجئے ، میں اپنے کئے پر نادم ہوں

---

[۱] ابن عبد الحکم ص ۱۳۸ ، ۱۳۹ ، حسن المحاضرہ ۱ / ۹۰ ، الاستیعاب ۱ / ۲۸۲ ، ۲۸۳ ، ابن حنبل ۲ / ۲۲۵ میں یہ الفاظ زیادہ ہیں :- ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو -
[۲] ابن عبد الحکم ص ۱۴۹ -

عمر فاروقؓ نے گورنر کو لکھا :۔

شریک بن سُمَیٰ میرے پاس آئے ، اپنے کئے پر پچھتائے اور معذرت کی۔ میں نے ان کی معذرت قبول کرلی ہے۔[1]

۳۴۳۔ عمرو بن عاصؓ کے نام۔

گورنر نے خلیفہ سے دریافت کیا کہ قسطنطنیہ کے ان عیسائی راہبوں کی دولت کس طرح ٹھکانے لگائی جائے جن کا کوئی وارث نہیں ہے۔ تو یہ جواب آیا :

صاحب اولاد راہبوں کا ترکہ ان کی اولاد کو دے دیا جائے اور جس کے اولاد نہ ہو اس کی میراث بیت المال میں جمع کر دو۔ اس کے وارث مسلمان ہیں۔[2]

۳۴۴۔ عمرو بن عاصؓ کے نام۔

عمرو بن عاصؓ نے ایک ایسے مسلمان کے بارے میں خلیفہ کو رپورٹ بھیجی جو کئی بار ترک اسلام کر چکا تھا تو یہ جواب آیا :

اگر وہ مسلمان ہوجائے تو خیر ورنہ اس کی گردن مار دو۔[3]

۳۴۵۔ عمرو بن عاصؓ کے نام۔

عمرو بن عاصؓ کے سیکریٹری نے خلیفہ کے نام ایک مراسلہ میں بسم اللہ کا سین نہیں لکھا۔ جو گویا بے پروائی ہے۔ عمر فاروقؓ نے گورنر کو یہ حکم لکھ بھیجا :

سیکریٹری کے ایک کوڑا مارو۔[4]

۳۴۶۔ عمرو بن عاصؓ کے نام۔

یہ خط لطائف الاخبار الاول فیمن تصرف فی مصر من ارباب الدول (قلمی) سے ماخوذ ہے۔ اس کے مؤلف محمد بن عبد المعطی اسحاقی لکھتے ہیں کہ جب عمرو بن عاصؓ نے خلیفہ سے اس بات کی شکایت کی کہ مصر کے کاشتکاروں سے بہت سا لگان وصول نہیں ہوا ہے تو

---

[1] ابن عبد الحکم ص۱۶۲۔ [2] ابن حجر ۲/۱۶۵۔ حسن المحاضرۃ ۱/۱۳۸۔ [3] ابن عبد الحکم ص۱۹۔ کنز العمال ۳/۱۲۰۔
[4] بیہقی ص۱۴۵۔ کنز العمال ۲/۳۰۲۔ [illegible]۔ [5] ابن جوزی ص۹۲۔

انہوں نے لکھا :۔

گورنر، تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جب لگان وصول کرنے کا وقت آئے اور اس کی مقدار و شرح پہلے سے رجسٹروں میں مندرج کر دی گئی ہو تو اسی (مقدار و شرح) میں کوئی رد و بدل نہ کیا جائے۔ کاشتکاروں کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہونی چاہیے۔ ہم دنیا میں ان کے ساتھ بے انصافی کر سکتے ہیں لیکن آخرت میں وہ ہمارا گریبان پکڑیں گے۔ ہر حاکم رعیت کی فلاح و بہبود کا ذمہ دار ہے۔ تمہیں معلوم رہے کہ ظلم وہ دروازہ ہے جس میں داخل ہونے والے پر خدا نے لعنت کی ہے۔ ہمارا انحصار عمل و انصاف پر ہے اور اسی کو ہم نافذ کرتے ہیں۔ ہماری اسی پالیسی پر تم بھی چلو اور ہمارے حکم کی خلاف ورزی نہ کرو۔ گو میں تم سے دور رہتا ہوں لیکن خدا تمہارے پاس موجود ہے اور تمہارے عمل سے واقف ہے۔ تمہارا خط موصول ہوا جس میں تم نے لکھا ہے کہ کاشتکاروں پر بہت سا لگان باقی رہ گیا ہے۔ اس کے باوجود ان کی کوئی چیز نیلام نہ کرنا ورنہ وہ تباہ ہو جائیں گے اور ان کی فصلوں کا تخمینہ لگانے کے لیے دیانتدار لوگ مقرر کرو اور جب تمہیں معلوم ہو جائے کہ کھیتی پر کوئی آفت نہیں آئی ہے تو اسے بشئی من المؤنۃ وجوز الامام تجوز (؟) ظالموں کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ ان کا ٹھکانا کہاں ہے۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

۴۶۶ - عمرو بن عاص کے نام -

بالائی و زیریں مصر میں اسلامی حکومت کی بنیاد ہموار کر کے سنہ ۲۲ھ میں عمرو بن عاص مصر کے مغرب میں ساحل سمندر سے متصل وسیع علاقہ فتح کرنے نکلے جسے

لے :۔ سیاق الحکومۃ الاخبار او رو فتیں تصرف فی مصر ہیں یا باب الاصل تحلی۔ محمد بن عبد الصلی انحاق دارالکتب قاہرہ۔

اس وقت عرب مغرب کے نام سے یاد کرتے تھے اور جو عصر حاضر میں لیبیا کہلاتا ہے اسلامی فوج نے چند ماہ کے اندر یہاں کے دو سب سے بڑے شہروں برقہ اور طرابلس (لیبیا کے تخت) پر قبضہ کر لیا۔ لیبیا کے مغرب میں ایک اور ملک تھا۔ جسے اس وقت افریقیہ کہتے تھے اور جو اب تونس، الجیریا اور مراکش پر مشتمل ہے۔ عمرو بن عاص رضی اسکندریہ سے سیکڑوں میل دور آ پہنچے تھے اور ایک ایسی سرزمین میں تھے جہاں سفر بہت مشکل تھا اور پانی سخت کم یاب۔ تاہم ان کی ہمت میں نہ کوئی کمزوری تھی نہ حوصلہ میں کوئی اضمحلال ان کی نظریں افریقیہ کے افق پر جمی ہوئی تھیں۔ آگے قدم بڑھانے سے پہلے انہوں نے خلیفہ کو لکھا کہ ہم نے طرابلس تک فتح حاصل کر لی ہے۔ یہاں سے افریقیہ نو دن کی مسافت ہے۔ اگر اجازت ہو تو ہم اوپر کا رخ کریں۔ عمر فاروق رضی نے لکھا :-

ایسا نہ کرو۔ یہ ملک افریقیہ نہیں بلکہ مفرقہ ہے (اختلاف و افتراق کا مرکز) یہاں کے لوگ خود غدار ہیں اور دوسروں کی غداری کا شکار ہیں جب تک میں زندہ ہوں کوئی اس پر فوج کشی نہیں کرے گا۔

بلاذری نے لکھا ہے کہ یہاں کے روساء جو بزنطی حکومت کے باجگزار تھے اکثر مقررہ خراج دبا لیتے تھے اور شاہ بزنطین کبھی ان سے اپنے معاہدے ایفاء نہیں کرتا تھا۔ اسی بنا پر عمر فاروق رضی اہل افریقیہ کو غدار اور متمرد بتاتے ہیں۔

۲۷۸ - <u>خط کی دوسری شکل</u>۔

افریقیہ میں قدم نہ رکھو۔ اس ملک کے لوگ کبھی متحد نہیں ہوتے۔ یہاں کا پانی سخت ذلیل پیدا کرتا ہے۔ اسے جو بھی پئے گا اس کا دل سخت ہو جائے گا۔

<u>۲۷۹ - عمرو بن عاص رضی کے نام</u>

مورخین اسلام میں فتوح مصر کے مؤلف ابن عبدالحکم مصری (۱۸۷ - ۲۵۷ ھ) سب سے قدیم مورخ ہیں جنہوں نے خراج مصر سے متعلق عمر فاروق رضی اور عمرو بن عاص رضی کی خط و کتابت نقل کی ہے لیکن اس خط و کتابت کو درست تسلیم کیا جا سکتا ہے اور نہ

[illegible]

مستند، اس کی متعدد اہم کڑیاں مفقود نظر آتی ہیں اور اس بات کا پورا احتمال ہے کہ ایک خط کے بعض حصے دوسرے کے ساتھ گڈمڈ ہو گئے ہوں یا کچھ ضروری اجزاء محذوف کر دیئے گئے ہوں یا کچھ باتیں ناقلوں نے اپنی طرف سے بڑھا دی ہوں۔ پہلے خط کے بارے میں راویوں کا دعویٰ ہے کہ یہ اس وقت لکھا گیا جب عمرو بن عاصؓ نے خراج بھیجنے میں دیر کی لیکن خط کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ شکایت تاخیر کی نہیں، بلکہ تقلیل خراج کی ہے نیز یہ کہ اس موضوع پر خلیفہ اور گورنر کے درمیان پہلے بھی خط و کتابت ہو چکی تھی۔ خط میں مصر کے قدیم بادشاہوں فراعنہ کی زراعت اور نظام آبپاشی سے بڑھی ہوئی دلچسپی کی طرف بھی اشارہ ہے اور یہ تصریح بھی موجود ہے کہ عمرو بن عاصؓ نے جو رقم بطور خراج وصول کیا وہ اس خراج کے آدھے سے بھی کم ہے جو ان سے پہلے بزنطی حکومت کے گورنر مُقَوقِس نے وصول کیا تھا۔ مقریزی نے مواعظ و الاعتبار (خطط) میں لکھا ہے کہ فراعنہ بڑے زراعت دوست بادشاہ تھے اور انہوں نے آبپاشی کا وسیع اور باضابطہ نظام قائم کیا تھا۔ سارے ملک کی اراضی تک نہریں اور بند نکال کر نیل کا پانی پہنچا دیا تھا۔ نہروں، پلوں، پانی کے دروازوں اور آبی راستوں کی صفائی اور کھدائی کے لئے ہر وقت ایک بڑا عملہ تیار رہتا تھا۔ اس خاندان کے بعض بادشاہوں نے بغیر ظلم و ستم دس کروڑ سے زیادہ خراج وصول کیا اور اکثر نے نوے نوے کروڑ، یہ رقم کم ہوتے ہوتے مقوقس کے زمانہ میں دو کروڑ رہ گئی تھی اور مصر پر جب اسلامی تسلط قائم ہوا تو پہلے سال خراج صرف ایک کروڑ وصول ہوا۔ اس غیر معمولی کمی کے عمر فاروقؓ شاکی ہیں:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبد اللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے عمرو بن عاصؓ کو سلام علیک۔ اس خدا کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں نے تمہارے اور مصر کے بارے میں جہاں تم حکمران ہو غور کیا۔ تمہارا ملک خوب لمبا چوڑا اور زرخیز ہے۔ خدا نے اس کے باشندوں

لہ مقریزی ۱/ ۳۰۶

کو خشکی اور سمندر دونوں میں ہر قسم کا سامان شجاعت اور قوت عطا کی
ہے یہاں فرعون بادشاہوں نے حکومت کی اور سرکشی و خدا فراموشی
ہونے کے باوجود انہوں نے زراعت کی ترقی کے لئے عمدہ کام کئے
مجھے اس بات پر تعجب ہے لیکن سب سے زیادہ حیرت اس بات پر
ہے کہ اب مصر سے اس خراج کا آدھا بھی وصول نہیں ہو رہا ہے جو
پہلے ہوتا تھا حالانکہ ملک میں کسی قسم کا قحط نہیں ہے خراج کے موضوع
پر تم سے کافی لمبی خط و کتابت کرنے کے بعد مجھے توقع تھی کہ تم صحیح روش
اختیار کرو گے اور پورا پورا خراج بھیجو گے لیکن تم ایسے بہانے ہی تراشتے
رہتے ہو کسی طرح سمجھ میں آنے والے نہیں ہیں۔ میں اس خراج سے کم
قبول نہیں کر سکتا جو اسلامی فتح سے پہلے ہوتا تھا۔ میں نہیں سمجھ سکا کہ
میرے خط میں ایسی کیا بات تھی جس نے تمہیں بھڑکایا اور برہم کیا۔ اگر تم
کارگزاری دکھاؤ اور دیانت سے اپنا فرض انجام دو اور پھر اپنی برأت
اور بیگناہی کی کوشش کرو تو بلاشبہ ایسا کرنا مفید ہے لیکن اگر تم نالائق
اور خائن ہو تو تمہاری برأت کی کوشش بے سود ہے۔ پچھلے سال میں نے
خراج کے موضوع پر تم سے الجھنا مناسب نہیں سمجھا اور اسی امید میں طرح دیتا
رہا کہ تم خود سنبھل جاؤ گے اور پورا پورا خراج بھیجو گے۔ مجھے معلوم ہوا ہے
کہ ایسا کرنے سے تمہارے بے ایمان مصاحب تمہیں باز رکھتے ہیں جن سے
تمہاری ملی بھگت ہے۔ انہوں نے تمہیں اپنا ملجا اور ماویٰ بنا لیا ہے لیکن
خدا کے فضل سے میرے پاس تمہاری بیماری کا علاج موجود ہے۔ پس ابو عبداللہ
تم سے اگر صحیح رقم وصول کی جائے تو تمہیں ناراض نہیں ہونا چاہیئے۔ مصر کی
گائے خشک نہیں۔ خوب دودھ دینے والی ہے۔ یہ ایک واضح حقیقت
ہے۔ لہٰذا تم اپنے بار بار کے بہانوں سے مجھے معاف رکھو۔ حقیقت کے چہرہ
سے پردہ اٹھ چکا ہے۔ والسلام۔

عمرو بن عاصؓ کا جواب۔

اس سخت مراسلہ سے عمرو بن عاصؓ کی خود داری کو ایسی چوٹ لگی کہ وہ جلبلا گئے اور لکھا:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عبد اللہ عمرؓ امیرالمومنین کو عمرو بن عاصؓ کی طرف سے سلام علیک۔ میں اس خدا کا سپاسگذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں، آپ کا خط موصول ہوا جس میں آپ نے تاخیر خراج کی شکایت کی ہے (خط میں تاخیر خراج کی نہیں بلکہ تقلیل خراج کی شکایت ہے) اور فرعون بادشاہوں کے عمدہ زراعتی کارناموں کی طرف اشارہ کیا ہے اور جو خراج وہ وصول کرتے اور میں نہ کر سکا۔ اس پر اظہار تعجب کیا ہے (خط میں ایسا کوئی لفظ نہیں جس سے فراوانی خراج پر تعجب ظاہر ہوتا ہو) میری جان کی قسم یہ بالکل صحیح ہے کہ ان کے زمانہ میں خراج زیادہ وصول ہوتا تھا اور زیر کاشت زمین اور پیداوار زیادہ تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سرکش و خدا فراموش ہونے کے باوجود ہماری نسبت زمین کی آبادکاری سے زیادہ دلچسپی لیتے تھے۔ آپ نے لکھا ہے کہ میں نے گائے کا دودھ چوس لیا ہے جس سے وہ خشک ہو گئی ہے (خط کے الفاظ سے یہ مفہوم نہیں نکلتا) آپ میرے اوپر برسے ہیں اور دل کھول کر سخت سستی کی ہے اور میری ایمانداری کو بدگمانی کا نشانہ بنایا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے دل میں میری طرف سے کدورت ہے میری جان کی قسم آپ نے سخت ناروا اور نامناسب زبان استعمال کی ہے۔ اگر آپ اپنی گفتگو واقعیت کے دائرہ اور قاعدہ کے حدود میں رکھتے تو اس کا اثر اور فائدہ زیادہ ہوتا۔ میں رسول اللہؐ اور ابوبکرؓ کے عہدوں پر فائز رہا اور خدا کا شکر ہے ہمیشہ دیانت سے کام لیا۔ اپنے اوپر کے فرائض وفاداری کو ہمیشہ پورا کیا۔ اس وقت میری ایمانداری کا

احترام کیا جاتا تھا اور (مالی معاملات میں) میری بات سنی جاتی تھی۔ تنخواہ سے زیادہ مانگتا ہوں کہ نہیں، خیانت یا رشوت سے آلودہ ہوں۔ آپ یہ عہدہ واپس لے لیجئے۔ خدا نے مجھے ہر قسم کی ناجائز آمدنی حتیٰ کہ اس کی خواہش تک سے محفوظ رکھا ہے۔ آپ کا خط پاکر جس میں آپ نے مجھے خوب بے آبرو کیا ہے۔ مجھے اس عہدہ سے کوئی رغبت نہیں رہی اور میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے سبکدوش کر دیں۔ ابن خطاب! میری توہین کی جائے تو میری خودداری کو جوش آجاتا ہے اور میں اپنی آبرو برقرار رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہوں۔ میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس پر گرفت ہو سکے۔ حتیٰ آپ نے میری سرزنش کی ہے یثرب کے کسی یہودی کی بھی نہ کرتے۔ خدا مجھے اور آپ کو معاف کرے۔ مجھے آپ کی بہت سی باتیں معلوم ہیں جن کا ذکر کر کے آپ کی توہین کر سکتا ہوں لیکن ایسا نہیں کروں گا کیوں کہ میرا فرض ہے کہ آپ کے اونچے رتبہ کا احترام کروں۔ والسلام[1]

۲۸۰ - عمرو بن عاصؓ کے نام

عمرو بن عاصؓ کے مذکورہ بالا جواب کو مضمون تین حصوں میں بانٹا جا سکتا ہے:-

۱ - خراج کی کمی کی توجیہہ -

۲ - خیانت وغیرہ کی تردید -

۳ - خلیفہ کی ترش باتوں کا شکوہ اور گورنری سے سبکدوش ہونے کی خواہش -

یہی تاخیر خراج جو ہمارے راوی موجودہ خط کا بیان کا محرک خاص بتاتے ہیں تو اس کی وضع پر خط میں ایک لفظ بھی نہیں ہے۔ گورنر کا یہ جواب پاکر عمر فاروقؓ نے لکھا:-

عمر بن خطاب کی طرف سے عمرو بن عاصؓ کو سلام علیک۔ اس خدا کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ حیرت ہے کہ میں نے تمہیں

---

[1] ابن عبد الحکم ص ۱۵۹-۱۶۰۔ سیوطی ۱/ ۱۶۴۔ حسن المحاضرہ ۱/ ۹۸۔ کنز العمال ۳/ ۱۵

تاخیر خراج کے سلسلہ میں اتنے خط لکھے اور تم ہر خط کے جواب میں بے تکی باتیں ہی کرتے رہے۔ تمہیں خوب معلوم ہے کہ میں خراج کی وہی رقم قبول کر سکتا ہوں جو پوری پوری اور ٹھیک ٹھیک ہو۔ میں نے تمہیں مصر اس لئے نہیں بھیجا تھا کہ تم اور تمہارا خاندان اسے جاگیر سمجھ کر کھاتے اڑاتے بلکہ اس امید پر بھیجا تھا کہ تم خراج بڑھاؤ گے اور اپنے حسن انتظام کے جوہر دکھاؤ گے میرا خط پاتے ہی خراج بھیجدو۔ یہ مسلمانوں کی آمدنی کا واحد ذریعہ ہے اور جیسا کہ تم جانتے ہو یہاں کے لوگ سخت تنگ حال ہیں۔ والسلام۔

عمرو بن عاصؓ کا جواب۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عمرؓ بن خطاب کو عمرو بن عاصؓ کی طرف سے سلام علیک۔ اس معبود کا سپاسگذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ امیر المومنین! آپ کا خط موصول ہوا جس میں آپ نے تاخیر خراج کی شکایت کی ہے۔ آپ کا خیال ہے کہ میں سیدھے راستہ سے ہٹ گیا ہوں اور راستبازی سے میں نے منہ موڑ لیا ہے۔ بخدا میں اسی راستہ پر ہوں جسے آپ صحیح اور سیدھا سمجھتے ہیں۔ بخدا میں نے کوئی بدعنوانی نہیں کی ہے تاخیر خراج کی وجہ یہ ہے کہ زمینداروں نے کھیت پکنے تک مجھ سے مہلت مانگی تھی۔ میں نے محسوس کیا کہ مسلمانوں کا مفاد اسی میں ہے کہ مہلت دے دوں۔ زمینداروں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ اس سخت اور احمقانہ کارروائی سے بہتر ہے جس کے زیر اثر وہ اپنا ضروری سامان بیچنے پر مجبور ہوں۔ والسلام۔

عمر فاروقؓ کا خط[۲] ان تین اہم حصوں پر مشتمل ہے:۔

۱۔ تاخیر خراج کی شکایت۔

۱؎ ابن عبد الحکم ص ۱۲۴۔ مقریزی ص ۲۴۱۔ حسن المحاضرہ ۱/۹۹ ۲؎ ابن عبد الحکم ص ۲۴۔ ۱/۱۶۹ مقریزی ۱/۳۰۲ حسن المحاضرہ ۱/۹۹۔

۲۔ صحیح اور پوری مقدار خراج پر اصرار۔

۳۔ گورنر کی ایمانداری پر چھینٹے، ان میں دوسرا حصہ جس پر خلیفہ اور گورنر کے درمیان ایک سال سے زیادہ خط و کتابت اور قیل و قال ہوتی رہی تھی سب سے اہم ہے۔ بااین ہمہ گورنر کے جواب میں اس سے متعلق نہ کوئی دلیل ہے نہ کوئی صفائی بلکہ زبانِ خاموشی سے اس کا جواب دیا گیا ہے۔ رہی تاخیر خراج کی شکایت تو اس کی بھی کوئی معقول وجہ نہیں پیش کی گئی ہے، ایک سال کی خط و کتابت کے بعد یہ کہنا کہ چونکہ فصلیں کچی دھتیں اور زمینداروں نے مہلت مانگی تھی اس لئے دیر ہو گئی سمجھ میں آنے والی بات نہیں، ایک سال میں اوسطاً تین فصلیں ہوتی ہیں اور تاخیر کسی ایک فصل کی تاخیر خراج چند ماہ کا معاملہ ہے نہ کہ سال بھر اور زیادہ کا اور اگر مان لیا جائے کہ وجہ تاخیر کھیتی کا نہ پکنا تھا۔ تب بھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسی سیدھی سادھی اور اپنے بس سے باہر بات کہتے ہوئے گورنر کیوں جھجکتے رہے اور خلیفہ کو بدگمانیوں کا کیوں موقع دیا؟

۴۳۔ عمرو بن عاص کے نام۔

مجھے خبر ملی ہے کہ تمہارے پاس گھوڑے اونٹ، بکریاں، گائیں اور غلام ہو گئے ہیں، جہاں تک مجھے معلوم ہے گورنری سے پہلے تمہارے پاس یہ چیزیں نہیں تھیں، سچ سچ لکھو کہ یہ دولت تمہارے پاس کہاں سے آئی۔

۴۴۔ خط کی دوسری شکل۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے پاس اونٹ، بکریاں، نوکر اور غلام ہو گئے ہیں جو گورنری سے پہلے نہ تھے اور نہ تمہیں تنخواہ میں دیئے گئے ہیں پھر یہ دولت تمہارے پاس کہاں سے آئی؟ میرے پاس تم سے بہتر پیشرو مہاجر تھے جنہیں گورنری کا عہدہ دے سکتا تھا لیکن

ؔ ابن عبدربہ ۱/۴۹، قلقشندی ۲۸۶/۱، بلاذری انساب رف، ۹/۶۰۴ خط کا ...

اگر یہ عہدہ تمہارے فائدہ اور ہمارے نقصان کے لئے ہے تو پھر کیوں نہیں مہاجرین کو ترجیح دی جائے۔ بہت جلد لکھو یہ دولت تمہارے پاس کہاں سے آئی ہے[1]

عمرو بن عاص رضی کا جواب۔

امیرالمومنین آپ نے میرے عہدوں کے بارے میں جو لکھا صحیح ہے۔ یہاں چیزیں سستی ہیں اور آئے دن لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں اور مال غنیمت کے بار بچھے برابر رہتے ہیں، بچے ہوئے روپیے میں نے یہ سامان جمع کر لیا ہے، اگر آپ کی خیانت درست ہوتی تب بھی ایسا نہ کرتا کیونکہ آپ نے مجھ پر اعتماد کیا ہے ... رہا آپ کا یہ کہنا کہ میرے پاس تم سے بہتر ایسے مہاجرین اولین تھے تو آپ نے انہیں عہدہ کیوں نہیں دیا؟ میں نے اس کے لئے آپ کا دروازہ تو نہیں کھٹکھٹایا تھا۔ والسلام[2]۔

۳۸۴ - عمرو بن عاص رضی کے نام۔

گورنر کی صاف بیانی اور کھری باتوں سے خلیفہ کو تشفی نہیں ہوئی بلکہ غبار خاطر کچھ اور بڑھ گیا۔ اپنے مخبروں سے گورنر کی ثروت کی خبریں کر اور اس سے پہلے خراج کی کمی دیکھ کر ان کو یقین ہو گیا تھا کہ عمرو ناجائز طریقہ سے روپیہ کماتے ہیں، انہوں نے یہ خط دے کر اپنا ایک معتمد مصر بھیجا اور عمرو بن عاص رضی کی آدھی دولت ضبط کرالی:-

مجھے اپنے افسانوں اور بے تکی باتوں سے معاف رکھو، تمہارا غرور کو دیانتدار ظاہر کرنا بے سود ہے، میں محمد بن مسلمہ کو بھیج رہا ہوں انہیں اپنی آدھی دولت دے دو۔ گورنرو! تم دولت کے چشموں پر بیٹھ گئے اور جب تمہاری گرفت کی جاتی ہے تو بہانے بناتے ہو۔ اپنی اولاد کے لئے دولت جمع کرتے ہو اور اپنے عہدہ سے مستقبل کی نزہت حال کی بنیادیں ہموار

---

[1] ابن ابی الحدید ۳/۱۰۴ و ۱۰۴ و بہو باختلاف من ازالۃ الخفاء ۲/۱۰۲ [2] ابن ابی الحدید ۳/۱۰۴-

کرتے ہو۔ بلاشبہ تم سامانِ رسوائی جمع کر رہے ہو اور آتشِ جہنم کا لقمہ بنو گے۔ والسلام۔[1]

۳۸۴۔ خط کی دوسری شکل۔

بددیانت حاکموں کی حرکتوں کا حال مجھے خوب معلوم ہے۔ تمہارا خط اس شخص کا سا ہے جسے موالفقۃ حق نے لو کھلا دیا ہو۔ تمہاری دیانت میری نظر میں مجروح ہے۔ محمد بن مسلمہ کو بھیج رہا ہوں تاکہ تمہاری آدھی دولت بحق بیت المال ضبط کر لیں، اپنا سارا مال و متاع انہیں نوٹ کرا دو اور وہ جو کچھ مانگیں دیدو اور اگر سختی سے پیش آئیں تو انہیں معاف کر دو بات صاف ہے (کہ تم نے ناجائز طریقہ سے دولت کمائی ہے)۔[2]

۳۸۵۔ خط کی تیسری شکل۔

سرکاری عہدہ دار ہو، تم دولت کے سوتوں پر بیٹھ گئے ہو۔ حرام طریقہ سے دولت کماتے ہو، حرام مال کھاتے ہو اور اپنی اولاد کو حرام دولت کا وارث بناتے ہو، میں محمد بن مسلمہ انصاری کو تمہاری آدھی دولت ضبط کرنے بھیج رہا ہوں۔ انہیں اپنا سارا مال و متاع دکھا دو۔[3]

---

[1] ابن عبدربہ ۱/۲۰۵، ابن ابی الحدید ۳/۱۰۲، باختلاف متن [2] بلاذری ۲۲۱، بلاذری انساب (ق) ۱/۲۱۱، باختلاف متن [3] ابن عبدالحکم ۱۴۶۔

متفرق خطوط

ذیل میں عمر فاروقؓ کے وہ خط پیش کئے جاتے ہیں جن

(۱) مخاطبوں کی ہمارے ماخذوں میں تصریح نہیں کی گئی۔

(۲) جن کے مخاطب اور ان کے عہدے معلوم و مشخص نہ ہو سکے۔

(۳) جن کا وقت نگارش متعین نہیں کیا جا سکتا۔

(۴) جو کسی چھاؤنی صدر مقام یا محاذِ جنگ کے مسلمانوں کے نام تھے۔

(۵) جو سرکاری فرامین کی حیثیت سے صوبائی گورنروں (عمال) اور چھاؤنیوں کے کمانڈروں (امراء اجناد) کو بھیجے گئے تھے۔

۳۰۶۔ گورنروں کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط زکوٰۃ کے بارے میں ہے۔ ہر پانچ اونٹوں پر چوبیس تک ایک بکری زکوٰۃ میں لی جائے گی۔ پچیس سے پینتیس تک ایک بنت مخاض[1] (زکوٰۃ دینے والے کے پاس اگر بنت مخاض نہ ہو تو ابن لبون[2] دیا جائے) چھتیس سے پینتالیس تک ایک بنت لبون چھیالیس سے ساٹھ تک ایک حقہ[3] اکسٹھ سے پچھتر تک ایک جذعہ[4] چھہتر سے نوے تک دو بنت لبون، اکیانوے سے ایک سو بیس ایک دو حقے، ایک سو بیس کے بعد ہر چالیس اونٹوں پر ایک بنت لبون اور ہر پچاس پر ایک حقہ، بکریوں پر چالیس سے ایک سو بیس تک ایک

---

[1] دوسرے سال میں اونٹ کا بچہ [2] تیسرے سال میں اونٹ کا بچہ [3] چوتھے سال والی جوان اونٹنی [4] پانچویں سال والا جوان اونٹ۔

بکری زکاۃ میں لی جائے۔ ایک سو اکیس سے دو سو تک دو بکریاں،
دو سو ایک سے تین سو تک تین بکریاں، تین سو کے بعد ہر سو پہ ایک
بکری۔ زکاۃ میں بڑھیا یا عیب دار جانور نہ دیا جائے اور نہ (محصل زکاۃ)
نر بکرا (جس کا نسل کشی کے لئے زکاۃ گزار کے پاس رہنا ضروری ہے)
لینے پر اصرار کرے الا یہ کہ زکاۃ گزار خوشی سے اسے دے۔ الگ الگ
واجب الزکاۃ جانور (جو دو یا زائد مالکوں کی ملک ہوں) الگ الگ زکاۃ
سے بچنے کے لئے یکجا کرنا جائز نہیں، اسی طرح ایک گلہ کو جو فرد واحد کی
ملک ہو زکاۃ سے بچنے کے لئے کئی فرضی مالکوں کے الگ الگ حصوں
میں بانٹنا بھی ممنوع ہے (اونٹوں یا بکریوں کے) دو شریک حساب سے
زکاۃ آپس میں بانٹ لیں گے۔ جب کسی کے پاس پانچ اوقیہ چاندی
(دو سو درہم) ہو جائے تو اسے ڈھائی فی صد زکاۃ دینا ہوگی۔[1]

۳۸۷۔ ایک گورنر کے نام

(جب تم اونٹوں اور بکریوں کی زکاۃ لو تو) کل زکاۃ کی وصولی تک لوگوں
کو دیر تک نہ روکو (بلکہ جو زکاۃ ادا کر دے چلا جائے) اس لئے کہ
مویشیوں کو ایک جگہ دیر تک ٹھہرنا شاق گزرتا ہے جو ان کے لئے
ہلاکت ثابت ہوتا ہے اور جب کوئی شخص بکریاں لے کر زکاۃ دینے آئے
تو اس کی سب سے بڑھیا یا گھٹیا بکریاں زکاۃ میں نہ لو اور جب کسی
پر ایک خاص عمر کا اونٹ زکاۃ میں واجب ہو لیکن اس کے پاس نہ ملے
تو اس کے دوسرے اونٹوں سے اسی عمر کا اونٹ لے سکتے ہو یا اسی عمر
والے کی قیمت، خوب دودھ دینے والی اور عنقریب بیاہنے والی اونٹنیاں
زکاۃ میں شامل ہو جائیں گی کیونکہ بستی والوں کا یہ منفرد سہارا ہوتی ہیں۔[2]

[1] موطا ص ۱۰۹۔۱۱۰، شافعی ۱۴/۲، ابن ماجہ (صفحہ مولوی) ص ۱۲۹، ابن سلام ص ۳۵۸، ۳۸۵، ۳۹۲۔
تھوڑے فرق کے ساتھ ابو داؤد (نقد ۴/۱۹) کنز العمال باختلافات قلیل (صفحہ جدید کا حاشیہ) میں
بکری اور چاندی سے متعلق زکاۃ کا ذکر نہیں ہے [2] [illegible] ۲/۲۰۱۔

۳۸۸۔ امرائے اجناد کے نام۔

مسلمانوں کو مت مارو ورنہ وہ ذلیل ہو جائیں گے۔ ان کے حقوق سے انہیں محروم مت کرو ورنہ وہ اسلام چھوڑ دیں گے۔ انہیں گھر سے دور دشمن کے علاقہ میں زیادہ عرصہ تک نہ روکو ورنہ وہ بغاوت پر اتر آئیں گے انہیں جنگلوں میں نہ ٹھہراؤ ورنہ وہ بیمار ہو کر ہلاک ہو جائیں گے۔[1]

۳۸۹۔ شام کے مسلمانوں کے نام۔

اپنے بچوں کو تیراکی، تیراندازی، گھوڑے سواری اور درختوں کی شاخوں یا نشانوں کے بیچ میں چھپنے کی مشق کراؤ۔[2]

۳۹۰۔ صدر مقاموں کے مسلمانوں کے نام۔

اپنے بچوں کو تیراکی اور گھوڑے سے سواری سکھاؤ اور انہیں عمدہ اشعار اور مشہور ضرب الامثال کہنے کی مشق کراؤ۔[3]

۳۹۱۔ ایک صدر مقام کے مسلمانوں کے نام۔

ننگے پیر چلنے، تہبند پنڈلیوں سے اوپر باندھنے اور تیراندازی کی مشق کرو۔[4]

۳۹۲۔ گورنر شام کے نام۔

اپنے علاقہ کے مسلمانوں سے کہو کہ جوتے پہننے اور ننگے پیر رہنے کی عادت ڈالیں۔[5]

۳۹۳۔ شام کے مسلمانوں کے نام

لوگو تیراندازی اور گھوڑے سواری کی مشق کرو، مجھے تیراندازی گھوڑ سواری سے زیادہ پسند ہے۔ میں نے رسول اللہؐ کو کہتے سنا ہے کہ خدا اس شخص کو جنت میں جگہ دے گا جو اس کی خاطر ایک تیر چلائے یا جسے جہاد میں تیراندازی سے قوت حاصل ہو۔[6]

۳۹۴۔ مسلمانوں کے نام۔

---

[1] ابن سعد ۳/ ۲۸۱ [2] ایضاً ۲/ ۱۹۲ [3] ازالۃ الخفاء ۲/ ۱۹۲، بلاذری انساب ر ت ۱ ۹/ ۲۱۰ [4] کنز العمال ۲/ ۲۴۲ [5] سرخسی ۱/ ۴۴ [6] کنز العمال ۲/ ۱۹۲۔

تلواریں اتار دو اور تہبند باندھو۔[۱]

۲۹۵۔ گورنروں کے نام۔

جب دشمن کے علاقہ میں ہو تو ناخن بڑھا لو کیونکہ یہ بھی ایک قسم کے ہتھیار ہیں۔[۲]

ایک صدر مقام کے مسلمان کے نام۔

گھوڑے سدھاؤ، تمہارے سامنے صلیبیں نہ اٹھائی جائیں اور نہ تمہارے پڑوس میں سور رہیں۔[۳]

۲۹۶۔ خط کی دوسری شکل۔

کوئی سور تمہارے پڑوس میں نہ رہے نہ تمہارے سامنے صلیبیں اٹھائی جائیں اس دستر خوان پہ کھانا نہ کھاؤ جہاں شراب پی جاتی ہو۔ گھوڑے سدھاؤ اور دو نشانوں کے بیچ چلنے کی مشق کرو۔[۴]

۲۹۷۔ امرائے اجناد کے نام۔

عورتوں اور بچوں کو چھوڑ کر صرف بالغ مردوں پہ جزیہ لگاؤ۔[۵]

۲۹۸۔ امرائے اجناد کے نام۔

عورتوں اور بچوں پہ جزیہ نہیں ہے۔ صرف بالغ مردوں پہ جزیہ لگاؤ، ان کی گردن میں مہریں ڈلواؤ۔ اگر ان کے بال ماتھے پہ لٹکیں تو انہیں کٹوا دو، وہ کپڑوں کے اوپر کمر کے گرد ڈوری باندھیں اور زین پہ ایک طرف پیر کر کے سواری کریں اور مسلمانوں کی طرح زین کے دونوں طرف پیر لٹکا کر سوار نہ ہوں۔[۶]

۲۹۹۔ گورنروں کے نام۔

ذمیوں سے کہو کہ گردن میں سیسہ کی مہریں ڈالیں پٹکے باندھیں اور

---

۱ کنز العمال ۲/۳۰۶ ۲ سرخسی ۱/۹۰، ۳ بیہقی ۹/۲۰۱ ۴ ازالۃ الخفاء ۱/۱۸۶ —
۵ مغنی ۱۰/۲۵۵ ۶ کنز العمال ۲/۲۹۲۔

مسلمانوں سے ملتا جلتا لباس نہ پہنیں۔[1]

۴۰۰۔ گورنروں کے نام۔

ذمیوں کی پیشانی کے بال کٹوا دیئے جائیں اور وہ کپڑوں کے اوپر کمر کے گرد ڈوری باندھیں تاکہ ان کی ہئیت مسلمانوں سے ممتاز ہوجائے۔[2]

۴۰۱۔ ایک گورنر کے نام۔

تین کام گناہ کبیرہ ہیں۔ بلا عذر دو نمازوں کو جمع کرنا، دشمن کی فوج سے بھاگنا اور مال غنیمت کی لوٹ مار۔[3]

۴۰۲۔ فیروز دیلمی کے نام۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہیں عمدہ خالص غذائیں جو تم شہد کے ساتھ کھاتے ہو یہاں آنے سے باز رکھے ہوئے ہیں، یہ خط پاکر میرے پاس آجاؤ اور غیر مسلموں سے جنگ و قتال کے لئے نکل کھڑے ہو۔[4]

۴۰۳۔ گورنروں کے نام۔

اگر مہاجر مسافروں کی کسی جماعت کو گاؤں کے ذمی رات میں ٹھہرانے اور کھانا کھلانے سے انکار کردیں تو وہ ہماری امان سے خارج ہوجائیں گے۔[5]

۴۰۴۔ کوفہ کے گورنر کے نام۔

ہم نے سواد (عراق کے دیہاتوں) کے ذمیوں پر مسلمان مسافر کا ایک دن رات کا کھانا لازم کردیا ہے، اگر کسی مسافر کو بارش یا بیماری کی وجہ سے زیادہ رکنا پڑے تو اسے اپنے پاس سے خرچ کرنا پڑے گا۔[6]

۴۰۵۔ مسلمانوں کے نام۔

سواد (عراق کے دیہاتوں) کا ایک ذمی شراب کی تجارت سے خوب مالدار

---

[1] سرخسی ۱/۱۴۹ [2] ابن سلام ص۵۳ [3] کنز العمال ۳/ ۲۲۹ [4] کنز العمال ۲/ ۳۰۲ [5] ابن سلام ص۱۴۱ - کنز العمال ۲/ ۲۹۶ [6] ایضاً

ہو گیا۔ اس کی شکایت عمر فاروق رضؓ سے کی گئی تو انہوں نے لکھا :۔

اس کی جو چیز تمہارے ہاتھ آئے توڑ ڈالو، اس کے سارے جانور ہانک لے جاؤ اور کوئی مسلمان اس کی کوئی امانت اپنے گھر نہ رکھے۔[1]

۳۰۶۔ ابوالدرداؓ کے نام۔

ابوالدرداء انصاریؓ نے دمشق میں ایک خوبصورت پل بنوایا۔ اس کی خبر عمر فاروقؓ کو ہوئی تو انہوں نے یہ پُر عتاب خط بھیجا :۔

عویمر بن ام عویمر، فارسیوں اور بزنطیوں کی بنوائی ہوئی عمارتیں کیا تمہارے لئے کافی نہ تھیں کہ تم مزید عمارتیں بنا رہے ہو، اصحاب محمدؐ، تم جو مثال قائم کرو گے اس کی تقلید کی جائے گی۔

دوسرا قول یہ ہے کہ ابو درداءؓ نے حمص میں ایک خوبصورت بالاخانہ بنوایا۔ اس کی خبر خلیفہ کو ہوئی تو انہوں نے لکھا :۔

اے عویمر کیا تمہارے لئے وہ خوبصورت عمارتیں کافی نہ تھیں جو بزنطیوں نے اس دنیا میں جسے تباہ ہونا ہے بنوائی تھیں، جو تم نے ایک حسین بالاخانہ تعمیر کرایا ہے۔[2]

۳۰۷۔ گورنروں کے نام

ان دو (چھوٹے) بھائیوں کو جو غلام بن کر مسلمان کے قبضہ میں آگئے ہوں ایک دوسرے سے الگ نہ کیا جائے اور نہ کسی ماں کو اس کے بچہ سے۔[3]

۳۰۸۔ خط کی دوسری شکل۔

بیچتے وقت (غلام) ماں کو اس کے بچہ اور ایک (غلام) بھائی کو اس کے دوسرے بھائی سے جدا نہ کیا جائے۔[4]

۳۰۹۔ ایک گورنر کے نام۔

جو لوگ قرآن پڑھیں انہیں مال عطیے دو۔

---

[1] کنز العمال ۲/۵[illegible] [2] کنز العمال ۵/۲۰۶ [3] سرخسی ۲/۴۴ [4] مغنی ۱۰/۴۰۲

گورنر نے حکم کی تعمیل کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے لوگوں نے محض عطیات کی خاطر قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ گورنر نے خلیفہ کو اس کی اطلاع دی تو یہ فرمان آیا۔

مالی عطیے ان لوگوں کو دو جن میں انسانی خوبیاں موجود ہوں اور رسول اللہ کی صحبت سے مشرف ہو چکے ہوں؂

١٤٠۔ مسلمانوں کے نام۔

خیانت اور غداری سے کام نہ لو۔ نہ کسی غیر مسلم بچہ کو قتل کرو اور کاشت کاروں کے معاملہ میں خدا سے ڈرتے رہو؂

١٤١۔ امرائے اجناد کے نام۔

میدان جنگ میں جو بالغ مرد ہاتھ آئیں انھیں قتل کر دو اور کسی بچے کے تئیں غلام کو ہمارے پاس (مدینہ) نہ بھیجو؂

١٤٢۔ نافع بن عبد الحارث کے نام۔

نافع نے خلیفہ سے دریافت کیا کہ اس شخص سے کیا تاوان لیا جائے جو کسی کا پنجہ توڑ دے تو یہ جواب آیا پنجہ توڑنے والے سے چھ سال والے دو جوان اونٹ بطور تاوان لئے جائیں گے؂

عراق میں لشکر اسلام کے نام۔

جب تم (دشمن کے کسی فرد سے) کہو: مترس (مت ڈر بزبان فارسی) یا لاتذہل (مت ڈر بزبان نبطی) تو اسے امان مل جائے گی کیونکہ خدا سب زبانیں جانتا ہے؂

١٤٣۔ ایک فوجی کمانڈر کے نام۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہاری فوج کے بعض غازی کسی غیر مسلم کا تعاقب کرتے ہیں۔ اور جب وہ پہاڑ پر چڑھ کر محفوظ ہو جاتا ہے تو ان میں سے کوئی کہتا ہے: مترس (مت ڈر) اور جب اسے پا لیتا ہے تو اسے قتل کر دیتا ہے جس خدا کے ہاتھ میں

؂ ابن سعد ۳/۲۸۳ ؂ کنز العمال ۲/۱۹۲ ؂ سرخسی ۱/۹۶ ؂ کنز العمال ۲/۳۰۰۔
؂ سرخسی ۱/۱۵۹۔

میری جان ہے اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر مجھے آئندہ معلوم ہوا کہ کسی نے یہ حرکت کی تو اس کا سر کاٹ لوں گا۔[1]

۴۱۴۔ گورنروں کے نام۔

فوج کا سالار اعلیٰ یا کسی دستے کا کمانڈر مسلمان مجرم کے اس وقت تک کوڑے نہ مارے جب تک کہ وہ دشمن کے علاقے سے نکل کر اپنی سرحد میں نہ آ جائے، تاکہ شیطانی جوش میں بھر کر مجرم دشمن سے نہ جا ملے۔[2]

۴۱۵۔ گورنروں کے نام۔

براء بن مالک (برادر انس بن مالک صحابی) کو کسی فوج کا سالار نہ بناؤ وہ بڑے بیباک آدمی ہیں مسلمان غازیوں کو آگے بڑھا کر موت کے خطرات میں مبتلا کر دیتے ہیں۔[3]

۴۱۶۔ امرائے جہاد کے نام۔

ان فارسی غلاموں کو جنہیں مسلمانوں نے آزاد کر دیا ہو اور وہ اسلام لے آئے ہوں ان کے آزاد کنندگان سے بطور موالی وابستہ کر دو، ان کے حقوق و ذمہ داریاں آزاد کنندگان کی طرح ہوں گی اور اگر وہ اپنا الگ قبیلہ بنا کر رہنا چاہیں (تو انہیں اس کا بھی اختیار ہے) اس صورت میں انہیں وہی وظیفے دیئے جائیں جو ان کے ہم مرتبہ عربوں کو دیئے گئے ہوں۔[4]

۴۱۷۔ گورنروں کے نام۔

مکہ کے کچھ لوگ ایک حاملہ عورت کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اس نے زنا کی ہے، کچھ دوسرے لوگوں کی رائے تھی کہ عورت پاکباز ہے، اسے

---

[1] موطا ص۲۹۶، شافعی ۱/۴۲۲ [2] سرخسی ۴/۱۰۸ [3] ابن سعد ۷/۱۶، استیعاب ۱۵۰/۱، سرخسی ۱/۱۴۴، ابن جوزی صفوۃ الصفوۃ حیدرآباد دکن ۱۳۵۵ھ ۱/۲۵۰ [4] ابن سلام ص۲۳۴، کنزالعمال ۱۲/۲۱۵۔

عمر فاروق ؓ کے پاس لایا گیا تو اس نے انہیں بتایا کہ ایک رات جب وہ نماز پڑھ کر سو گئی تو کوئی اجنبی آیا اور اس سے اپنی جنسی پیاس بجھا کر چلا گیا۔ عمر فاروق ؓ نے یہ فرمان گورنروں کو بھیجا۔

بغیر میری اجازت کسی کو قتل نہ کیا جائے۔[1]

۴۱۸ ۔ گورنروں کے نام۔

ایک عرب ہر سال عمر فاروق ؓ کو اونٹ کی ران بطور ہدیہ دیا کرتا تھا۔ اس کا کسی سے جھگڑا ہو گیا اور وہ فریق ثانی کو لے کر خلیفہ کے پاس آیا اور بولا۔ امیر المومنین ایسا فیصلہ کیجئے کہ حق باطل سے اس طرح الگ ہو جائے جیسے ران اونٹ سے۔ عمر فاروق اشارہ پا گئے۔ تحفے کی خرابی ان پر منکشف ہو گئی۔ انہوں نے گورنروں کو یہ فرمان بھیجا۔

تحفے قبول نہ کیا کرو کیونکہ وہ رشوت کی ایک شکل ہے۔[2]

۴۱۹ ۔ کثیر بن شہاب کے نام۔

اپنے علاقہ کے مسلمانوں سے کہو کہ تازہ روٹی پنیر کے ساتھ کھایا کریں کیونکہ وہ پیٹ میں زیادہ دیر تک ٹھہرتی ہے۔[3]

۴۲۰ ۔ مسلمانوں کے نام۔

جو شخص کسی بنجر زمین کو قابل کاشت بنا لے گا وہ اس کی ملک ہو جائے گی۔[4]

۴۲۱ ۔ گورنروں کے نام۔

خط تحریر کرتے وقت تاریخ بھی لکھا کرو۔[5]

۴۲۲ ۔ کوفہ کے مسلمانوں کے نام۔

سورۂ نساء، سورۂ احزاب اور سورۂ نور یاد کرو اور ان کے معانی و مطالب سمجھو۔[6]

---

[1] کنز العمال ۳/۲۰۰ [2] بیہقی ۱۰/۱۳۸، ابن جوزی ۹۵، ازالۃ الخفاء ۲/۱۸۹ [3] کنز العمال ۲/۲۰۵
[4] قرشی ص ۹۵ [5] سرخسی ۳: ۲۴۳ [6] کنز العمال ۱/۲۲۴۔

۴۲۳ - گورنروں کے نام

(غروب آفتاب کے بعد) افطار میں دیر نہ کی جائے اور نہ نماز مغرب کے لئے ستاروں کے گھنے ہونے کا انتظار۔[1]

۴۲۴ - امرائے اجناد کے نام

خدا کے مطیع بندوں کی زبان سے جو باتیں سنو انہیں یاد کرو کیونکہ ان پر سچی باتیں (امور صادقہ) روشن ہوتی ہیں۔[2]

۴۲۵ - مسلمانوں کے نام

حضرت فاروق جب کسی چھاؤنی میں گورنر بھیجتے تو وہاں کے مسلمان غازیوں کو لکھتے۔ جب تک گورنر تمہارے ساتھ انصاف سے پیش آئے اس کی اطاعت کرتے رہو گے[3]

۴۲۶ - گورنروں کے نام

ان لوگوں کے اقوال قلمبند کر لیا کرو جو دنیا سے بے نیاز ہیں کیونکہ خدا نے ایسے فرشتے ان پر مامور کر دیئے ہیں جو ان کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھے رہتے اور انہیں صرف وہی بات کہنے کی اجازت ہوتی ہے جو خدا ان سے کہلانا چاہتا ہے۔[4]

۴۲۷ - امرائے اجناد کے نام

دین کے قاعدے شاہدوں سے واقفیت حاصل کرو کیونکہ غلط بات کو صحیح اور صحیح کو غلط سمجھنے والا معذور نہیں رکھا جا سکتا ہے۔[5]

۴۲۸ - ایک گورنر کے نام

دو دوست تھے الف اور ب۔ ب نے الف سے کہا کہ میں رات ایک عورت کے ساتھ ہم بستر ہوا تھا۔ وہ کون عورت تھی؟ الف نے پوچھا۔ ب: میری میزبان'

---

[1] ازالۃ الخفاء ۲/۱۰۲ [2] ایضاً ۲/۹۰ ، ۱۱ کنز العمال ۴/۳۰۳ [3] کنز العمال ۵/۳۲۴ نگ دین جوزی ۵۳۔ ازالۃ الخفاء ۲/۱۵۸ میں ہے کہ حضرت فاروق نے یہ باتیں زبانی کہی تھیں [4] کنز العمال ۲/۱

جس کے پاس میں ٹھہرا ہوا تھا۔ الف۔ تب تو تم مارے گئے۔ کیا انہیں معلوم نہیں کہ زنا حرام ہے؟ ب۔ مجھے اس کا مطلق علم نہ تھا۔ معاملہ کی رپورٹ عمر فاروق کو کی گئی تو انہوں نے لکھا:۔

زانی اگر قسم کھائے کہ مجھے زنا کی حرمت کا علم نہ تھا تو اسے چھوڑ دیا جائے۔[1]

۴۲۹۔ خط کی دوسری شکل۔

اگر اسے حرمت زنا کا علم تھا تب تو اس کے حد لگائی جائے اور اگر علم نہ تھا تو اسے بتاؤ کہ زنا حرام ہے اور اگر وہ دوبارہ ایسا کرے تو اس کے حد لگائی جائے۔[2]

۴۳۰۔ ایک گورنر کے نام۔

کسی گورنر نے عمر فاروق سے بذریعہ خط دریافت کیا کہ آیا دار الحرب میں مسلمان غازیوں کو مال غنیمت سے اشیائے خوردنی کھانے پینے کی اجازت ہے تو انہوں نے یہ جواب دیا:۔

(تقسیم سے پہلے) فوج کو مال غنیمت سے اشیائے خوردنی کھانے اور اپنے جانوروں کو کھلانے کی اجازت ہے لیکن تقسیم سے پہلے مال غنیمت کا کوئی حصہ اگر بیچا جائے تو اس سے خمس اور غازیوں کا حصہ نکالنا ضروری ہے۔[3]

۴۳۱۔ سائب بن اقرع کے نام۔

سائب مدائن کے گورنر تھے۔ انہوں نے کسریٰ کے محل میں ایک مورتی دیکھی جو انگلی سے ایک جگہ اشارہ کر رہی تھی۔ انہیں خیال ہوا کہ اشارہ کسی دفینہ کی طرف ہے۔ انہوں نے وہ جگہ کھدوائی تو گراں قدر خزانہ نکلا۔ انہوں نے خلیفہ کو خزانہ کی اطلاع دی اور لکھا کہ چونکہ وہ بغیر جنگ و قتال حاصل ہوا ہے اس میں فوج کا کوئی حق نہیں ہے اور میں کلیۃً اس کا حقدار ہوں۔ عمر فاروق نے یہ فرمان بھیجا۔

---

[1] مذہب اہل حدیث (ن) ص۹۲ [2] کنز العمال ۳/۹۰ [3] سرخسی ۲/۲۵۸

تم مسلمان غازیوں کے سالار ہو اس لئے یہ دولت ان میں تقسیم ہونی چاہیئے۔[1]

۴۳۲۔ ایک گورنر کے نام۔

کسی گورنر کے پاس ایک وفد آیا جس میں عرب اور موالی (غیر عرب مسلمان) دونوں تھے ، گورنر نے وفد کے عرب ارکان کو انعامات دیئے اور موالی کو نظر انداز کر دیا ، اس کی خبر عمر فاروق کو ہوئی تو انہوں نے لکھا۔

یہ بہت بری بات ہے کہ کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔[2]

۴۳۳۔ خط کی دوسری شکل۔

تم نے سب کے ساتھ ایک سا برتاؤ کیوں نہیں کیا۔[3]

۴۳۴۔ صدر مقاموں کے مسلمانوں کے نام۔

نرکل سے خلال نہ کیا کرو اور اگر تم اسے نہیں چھوڑ سکتے تو خلال کرتے وقت اس کا چھلکا اتار دیا کرو۔[4]

۴۳۵۔ گورنر مکہ کے نام۔

طارق بن مرتفع نامی ایک عرب نے ایک غلام آزاد کیا ، اس کا انتقال ہوا تو اس نے کچھ دولت چھوڑی جسے طارق نے لینے سے انکار کیا ، گورنر مکہ نے عمر کو صورت حال سے مطلع کیا تو یہ جواب آیا :-

دولت پیش کر کے طارق کو دو ، اگر وہ نہ لیں تو اس سے غلام خرید کر آزاد کر دو۔[5]

---

[1] کنز العمال ۳/۱۵۰ مسند ابن سلام ۱۲۳ [2] ایضاً [3] کنز العمال ۱۵/۱۳۸ [4] اصابہ (۲/۲۱۰ ، ۲۲۳) میں نام طارق بن مرتفع (مرتفع کی بجائے) قلمبند ہوا ہے اور کنز العمال کے مسابقہ مقدمہ ضبط میں مختلف تصریحات میں ، ان کی رو سے طارق خود مکہ کے گورنر تھے ، انہوں نے کئی غلام سائبہ کر دیئے تھے یعنی انہیں آزاد کر کے چھوڑ دیا تھا اور ان سے اپنا کوئی کام نہیں لیتے تھے ، اس کے بعد ان کا انتقال ہو گیا اور کچھ عرصہ بعد ان کا ایک سائبہ غلام بھی کافی مال چھوڑ کر مر گیا ۔ عمر فاروق نے اس کی میراث طارق کی اولاد کو دلوا دی [5] کنز العمال ۱۵/۲۵۰۔

۴۳۶ - مجاہدین جہاد کے نام

امیر المومنین دو شخص ہیں۔ ایک گناہ سے اس لئے کنارہ کش رہتا ہے کہ اس کے دل میں گناہ کی خواہش ہی نہیں ہوتی اور دوسرا خواہش کے باوجود اس سے محترز رہتا ہے۔ بتایئے ان دونوں میں کونسا بہتر ہے؟

عمر فاروق رضؓ نے جواب دیا:

گناہ کی خواہش کے باوجود اس سے دور رہنے والے وہ لوگ ہیں جن کی خدا نے بذریعہ تقویٰ آزمائش کی ہے۔ ان کی مغفرت ہوگی اور وہ اجر عظیم پائیں گے۔[1]

۴۳۷ - ایک گورنر کے نام۔

کسی مسلمان نے بیت المال سے روپیہ چرا لیا۔ اس کی اطلاع خلیفہ کو دی گئی تو انہوں نے لکھا:

اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے، کیونکہ بیت المال میں اس کا بھی حق ہے۔[2]

۴۳۸ - مسلمانوں کے نام۔

دنیا لذیذ ترکاری کی طرح ہے۔ جائز طریقے سے دنیا کمانے والا اس بات کا مستحق ہے کہ دنیا اس کے لئے باعث برکت ثابت ہو اور ناجائز طریقے سے دنیا کمانے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کا پیٹ نہیں بھرتا چاہے وہ کتنا ہی کھا لے۔[3]

۴۳۹ - یمن کے گورنر کے نام۔

یمن کے دو دیہاتوں وداعہ اور خیوان کے درمیان ایک شخص مرا ہوا پایا گیا۔ گورنر نے اس کی اطلاع خلیفہ کو دی تو جواب آیا:

ناپ کر دیکھو کہ مقتول دونوں دیہاتوں میں کس سے زیادہ قریب تھا۔ جس دیہات سے زیادہ قریب ہو وہاں کے پچاس آدمیوں سے قسم ـــــ

[1] [illegible] ص ۱۰۵ [2] ایضاً ص ۱۵۰ [3] ازالۃ الخفاء ص ۳۳۰

کہا نہیں کہ تم نے تو قتل کیا ہے اور نہ ہمیں قاتل کا علم ہے پھر یہ لوگ
مقتول کے خون بہا کا قرض لیں۔[1]

٤٠٠ - مسلمانوں کے نام

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ایک ایسی سرزمین میں (مصروف جہاد) ہو جہاں
پنیر نامی کھانا کھاتے ہو اور جانوروں کی معدہ پہنچتے ہو، اس بات خیال رکھو
کہ کیا تا حلال ہو اور معدہ مردہ یا غیر ذبیحہ جانوروں کی نہ ہو۔[2]

٤٠١ - مسلمانوں کے نام -

پنیر نامی کھانا صرف مسلمانوں یا اہل کتاب کا تیار کیا ہوا کھاؤ۔[3]

٤٠٢ - امرائے اجناد کے نام -

جب اصحاب بعض ایک دوسرے کو جاہلی دستور کے مطابق امداد
کے لئے پکاریں (یا آل فلاں یا آل فلاں کہہ کر) تو تلوار سے ان کی خبر لو اور
انہیں مجبور کرو کہ وہ اسلامی طریقے سے اپنے جھگڑے تصفیہ طے کریں۔[4]

٤٠٣ - گورنروں کے نام -

تمہیں ایسی جو مہر ملے جس پر عربی عبارت کندہ ہو تو اسے توڑ ڈالو۔[5]

٤٠٤ - گورنروں کے نام -

گورنرو، رعیت پر تمہارے اور رعیت کے تم پر حقوق ہیں، خدا بردبار حاکم کو
بہت پسند کرتا ہے اور کوئی نفع اس نفع کے برابر ہمہ گیر اور عام نہیں ہوتا
جو بردبار اور مہربان حاکم سے رعیت کو پہنچے، اسی طرح متشدد حاکم خدا
کو سخت ناپسند ہے اور کوئی نقصان اتنا وسیع نہیں ہوتا جتنا نقصان
جو ایک احمق اور نا مہربان حاکم سے رعیت کو پہنچے اور جو شخص طالب
عافیت ہوتا ہے وہ اس بات کا مستحق ہے کہ خدا اسے عافیت سے

---

[1] ابو یوسف، آثار، کتاب [illegible] ص ٢٢٠، ٢٢٢ [2] کنز العمال ٥/[illegible] [3] ایضاً
[4] کنز العمال ٥/[illegible] [5] ایضاً ٥/٣٣٥

شاد کام کرے ۔[1]

۴۲۵ - عمرو بن عیاض بارقی کے نام ۔

ہم چوپائے کی آنکھ کا تاوان انسان کی آنکھ کے برابر دلواتے تھے پھر ہم نے طے کیا کہ اس کا تاوان انسان کی آنکھ کے مقابلہ میں ایک چوتھائی ہونا چاہیئے ۔[2]

۴۲۶ - کوفہ کے گورنر کے نام ۔

مسلمان قاتل کو مقتول ذمی کے ورثاء کے حوالہ کر دو ۔ چاہیں وہ اسے قتل کر دیں اور چاہیں معاف کر دیں ۔

یہ خط گورنر کو موصول ہوا تو ایک وفد کوفہ سے خلیفہ کے پاس آیا اور اس نے سفارش کی کہ چونکہ قاتل ایک ممتاز غازی ہے اسے قتل کی سزا نہ دی جائے بلکہ اس سے مقتول ذمی کا خونبہا دلوا دیا جائے ۔ عمر فاروق نے گورنر کو لکھا ۔ خزانہ سے خونبہا دے کر قاتل کی جان بچا لو ۔[3]

۴۲۷ - گورنروں کے نام ۔

حق و انصاف کے معاملہ میں سب کے ساتھ یگانہ ہو یا بیگانہ ایک سا برتاؤ کرو ، رشوت نہ لو ، مقدمہ فیصل کرنے میں ذاتی خواہش یا رجحان سے کام نہ لو ، غصہ کی حالت میں کسی سے مواخذہ نہ کرو ، ہر روز انصاف کیا کرو چاہے ایک ہی گھنٹے کے لئے ہو ۔[4]

۴۲۸ - گورنروں کے نام ۔

رسول اللہ کے بعد کوئی شخص پیشہ کرامت نہ کرے اور نا جائز فعل سے قتل کرے یا جان بوجھ کر ، دونوں حالتوں میں کفارہ دینا ہوگا اور جو عورت اپنے غلام سے شادی کرے اسے حد زنا لگاؤ ۔[5]

---

[1] بخاری منحہ [2] کنزالعمال ۵/۳۰۰ [3] خوارزمی جامع مسانید ابی حنیفہ ، حیدرآباد طبعہ ۱۳۳۲ھ ، ۱/۱۱ [4] بیہقی ۱۰/۱۳۵-۱۳۶ [5] کنزالعمال ۵/۲۹۹ ۔

حضرت عثمانؓ کے سرکاری خطوط

ڈاکٹر خورشید احمد فارق

قیمت: مجلد ۱۵/۰۰

تاج العلماء سراج الفقہاء زبدۃ الکاملین قدوۃ العارفین خاتم المحدثین
شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی کے حالات و کمالات پر مستند کتاب

مؤلفہ

العارف الربانی مولانا الحاج حضرت میاں صاحب سید اصغر حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ

محدث دارالعلوم دیوبند

قیمت مجلد ۱۸/۰۰

ملنے کا پتہ: ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی۔ لاہور